تربیت واصلاح پر مبنی منتخب احادیث کا مجموعہ

مترجم و شارح

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

www.KitaboSunnat.com

عمدۃ التصانیف

شرح

نخبۃ الاحادیث

دار الابلاغ

DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقيق الاسلامى زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامى کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

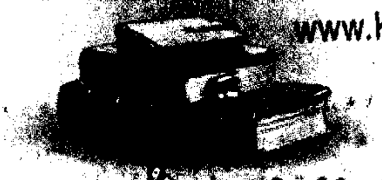

عمدۃ التصانیف شرح نخبۃ الاحادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

عمدۃ التصانیف شرح نخبۃ الاحادیث

تربیت واصلاح پر مبنی منتخب احادیث کا مجموعہ

ترجمہ وتشریح .... شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج .... محمد اشتیاق شاہد

پہلا ودوسرا ایڈیشن .... 2007ء، 2008ء

تیسرا ایڈیشن 2015ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- لاہور- ابلاغ (جیل روڈ 35717842 گلبرگ 35717842 ماڈل ٹاؤن 35942233)
- راولپنڈی- تجلیات طب کشمیری بازار 5535158 دار الفکر اسلامی 0321-5216287 مکتبہ عائشہ 0321-5075075
- اسلام آباد- المسعود اسلامک کمس 2261356 ابلاغ 2281420 دار السلام شوروم 0321-5370378 الھدیٰ انٹرنیشنل 0321-8014008, 4434615
- کراچی- فضلی سنز 32212991 مکی کتب خانہ 32628939
- فیصل آباد- مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار 631204- مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار 0300-6628021
- پشاور- معراج کتب خانہ 214720- واہ کینٹ ابلاغ 051-4541148

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7038771, 00300-4453358

المکتبۃ الرحمانیۃ
... جے ماڈل ٹاؤن لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تربیت واصلاح پر مبنی منتخب احادیث کا مجموعہ

عُمدۃ التصانیف

شرح

مُنتخب الاحادیث

مترجم وشارح

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

فون: 0300-4453358

DARULIBLAGH

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ حرفِ تمنا ---- 11

❀ مقدمہ ---- 13

❀ مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ ---- 14

❀ خلوص نیت ---- 18

❀ قرآن مجید کے ساتھ حدیث شریف پر ایمان ---- 28

❀ کتاب وسنت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت ---- 32

❀ سنت خلفائے راشدین کی پیروی ---- 36

❀ ارکان اسلام ---- 41

❀ اسلام میں پاک رہنے کی اہمیت ---- 44

❀ مسواک کرنے کے فائدے ---- 49

❀ مسلم اور کافر میں امتیاز نماز سے ہے ---- 52

❀ شرک کسی بھی حالت میں جائز نہیں ---- 54

❀ مؤذن کی اذان سن کر جواب دو ---- 58

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ مسجد بنانے کی فضیلت 60
❀ مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعا 64
❀ نماز شروع کرتے وقت کی پہلی دعا 65
❀ نماز میں سورہ فاتحہ کی اہمیت 67
❀ امام کی پوری پوری اقتداء کی جائے 70
❀ رکوع اور سجدے کی دعا 74
❀ رکوع اور سجدے کی دوسری دعا 77
❀ رکوع اور سجدے کے بعد اطمینان اور جلسہ کا حکم 78
❀ دو سجدوں کے درمیان کی دعا 80
❀ تشہد کی دعا 82
❀ تشہد میں درود شریف 85
❀ درود شریف کے بعد دعائے مغفرت 88
❀ کن لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی؟ 91
❀ کون سے اعمال اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں 93
❀ انسان کے لیے بہترین سرمایہ 94
❀ صدقہ، تواضع اور معاف کر دینے کی فضیلت 95
❀ کون سا صدقہ بہتر ہے 97
❀ قرآن مجید پر عمل کرنے سے ہی قومی عزت مل سکتی ہے 99
❀ اعتراف گناہ اور توبہ کا نتیجہ 100
❀ استغفار کی برکتیں 101
❀ نیک بیوی بہت بڑی نعمت ہے 102
❀ عورتوں کے لیے پردہ کا حکم 103
❀ بے پردگی کے خطرات 104

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا ---- 105
- بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اچھا خاوند ہے ---- 107
- خاوند کے ذمہ بیوی کے حقوق ---- 108
- بیوی کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا کمال ایمان کی نشانی ہے ---- 110
- بلا وجہ طلاق مانگنے والی عورت کے لیے وعید ---- 111
- طلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے ---- 112
- نکاح وطلاق میں احتیاط کی ضرورت ---- 114
- صرف اللہ کے نام کی قسم جائز ہے ---- 115
- قسم کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو دوسرا سمجھے ---- 117
- کون سی نذر پوری کرنی چاہیے ---- 118
- نذر پوری نہ کرنے کا کفارہ ---- 119
- کھانا کھانے کے آداب ---- 119
- کھانا شروع کرتے وقت اگر بسم اللہ بھول جائے؟ ---- 121
- عورتوں اور مردوں کو کیسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے ---- 122
- مسلمان بھائی کے چند حقوق ---- 123
- مسلمان بھائی کو ذلیل کرنا بڑا جرم ہے ---- 125
- ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو ---- 127
- بیٹے اور بیٹی کے ساتھ مساویانہ سلوک کی فضیلت ---- 130
- ہر شخص کے رتبہ کے موافق اعزاز وتکریم سے پیش آؤ ---- 131
- ہمسایہ کو دکھ دینے والی عورت کی عبادت قبول نہیں ---- 133
- نیک کون اور شریر کون ہے؟ ---- 135
- اچھی صحبت اور بری صحبت کی مثال ---- 136
- اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے ناراضگی بہت بڑا عمل ہے ---- 137

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ تین دن سے زیادہ مسلم بہن بھائی سے ناراضگی نہ رکھے ---- 141
❀ بداخلاق کی ممانعت ---- 143
❀ مصالحت کی غرض سے خلافِ واقعہ بات کہنا ---- 149
❀ تین دن کی ناراضگی کے بعد جو سلام کا جواب نہ دے ---- 150
❀ نماز اور روزہ سے بھی افضل عمل ---- 152
❀ حسد سے بچو ---- 154
❀ مسلم بھائی کی عیب جوئی اور ایذا رسانی کی سزا ---- 155
❀ حسن ظن کی ترغیب ---- 159
❀ مؤمن کو چاہیے کہ غلطی کا پھر اعادہ نہ کرے ---- 160
❀ بردباری، متانت اور سنجیدگی کی فضیلت ---- 162
❀ اعتدال اور اعلیٰ اخلاق کی فضیلت ---- 163
❀ مشورہ میں امانت داری کا حکم ---- 165
❀ مجلس کی گفتگو میں امانت کا حکم ---- 165
❀ بدمزاجی اور بدکلامی کی مذمت اور خوش مزاجی کی فضیلت ---- 166
❀ بے حیائی کی مذمت ---- 169
❀ نیکی اور بدی کا معیار ---- 172
❀ نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ ---- 175
❀ سب سے بہتر مسلمان کون ہے؟ ---- 176
❀ گناہ کا بداثر کس طرح زائل ہوسکتا ہے ---- 178
❀ لوگوں سے میل جول اور ملاپ کی فضیلت ---- 179
❀ حُسن اَخلاق کی تعلیم مقاصد نبوت میں سے ہے ---- 180
❀ کامل ایمان والا کون شخص ہے؟ ---- 181
❀ نبی اکرم ﷺ کی ایک زریں وصیت ---- 182

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بہادر کون ہے؟ ---- 183
- تکبر کی مذمت، تکبر کسے کہتے ہیں؟ ---- 185
- غصہ ٹھنڈا کرنے کی ترغیب ---- 187
- حقیقی مفلس کون ہے؟ ---- 188
- لوگوں کی خوشنودی کے مقابلے میں اللہ کی رضا مقدم ہونی چاہیے ---- 190
- بدی کی اصلاح کے لیے ہر ممکن کوشش کرو ---- 191
- ترک اصلاح کی پاداش میں عذاب الٰہی ---- 194
- دو بڑی نعمتیں جن کی عام طور پر قدر نہیں کی جاتی ---- 196
- انسان کے مال سے اس کے حصے میں کیا آتا ہے ---- 197
- حقیقی دولت مند کون ہے؟ ---- 199
- پانچ کاموں کے پانچ شاندار نتائج ---- 201
- صحیح معنوں میں کامیاب انسان کون ہے؟ ---- 204
- مسلمان کو پست ہمت نہیں ہونا چاہیے ---- 206
- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کے بیش بہا نصائح ---- 209
- مدار کار ظاہری لباس اور شکل پر نہیں بلکہ مخلصانہ عمل پر ہے ---- 211
- ریاکاری کے لیے وعید ---- 212
- اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ مقدر میں کیا ہے؟ ---- 213
- نبی مکرم ﷺ سردار دو جہاں ہیں ---- 216
- رسول اللہ ﷺ کے کئی ایک مبارک نام ---- 218
- رسول اللہ ﷺ کے بعض محامد واوصاف ---- 220
- رسول اللہ ﷺ کی بعثت مکی، مدنی زندگی اور سنہ وفات ---- 223

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

(آل عمران : ۱۰۲/۳)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء : ۱/٤)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب : ۷۰/۳۳۔۷۱)

① ((مسلم' الجمعۃ' باب تخفیف الصلوۃ و الخطبۃ' حدیث ۸٦۸ و ۸٦۷۔ والنسائی' ۳۲۷۸))

② ((رواہ الاربعۃ واحمد والدارمی و روی البغوی فی شرح السنۃ مشکوۃ مع تعلیقات الالبانی' النکاح' باب اعلان النکاح...... وقال الالبانی حدیث صحیح۔))

تنبیہات:

- صحیح مسلم' سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں خطبہ کا آغاز ((ان الحمد للہ)) سے ہے لہٰذا ((الحمد للہ)) کی بجائے ((ان الحمد للہ)) کہنا چاہیے۔
- یہاں ((نومن بہ ونتوکل علیہ)) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔
- یہ خطبہ نکاح' جمعہ اور عام وعظ و ارشاد یا درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت بیان کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف تمنا

طلباء و اساتذہ اور عامۃ الناس کا تحفہ

نخبۃ الاحادیث ایک ایسی کتاب ہے کہ جس نے علماء کرام پیدا کرنے کے لیے بنیاد میں رکھی جانے والی اینٹ کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو مدرسہ میں داخل ہونے والا طالب علم سب سے پہلے حفظ کرتا ہے۔ یعنی ایک طالبِ حدیث کی علم حدیث کی ابتداء اسی کتاب سے ہوتی ہے۔ یہ کتاب آج تک ملک بھر کے مدارس کے نصاب کا لازمی حصہ ہے۔ جہاں یہ کتاب طلبہ کے لیے مفید ہے وہاں عام لوگوں کے لیے بھی اتنی ہی مفید ہے۔ اس پر عمل کر کے عام انسان اپنے عقائد و اعمال، کردار اور عارضی زندگی کا رخ متعین کرسکتا ہے۔

یہ کتاب قاری پر ایک نئی علمی دنیا کے دروازے کھولتی ہے۔ اسے علم وعمل کے ایک نئے جہاں میں لے جاتی ہے۔ اس کتاب کے متعلق بزرگ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے بچپن کے شروع میں اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرائیں بلکہ حفظ کرائیں، تاکہ وہ عمل و کردار کے غازی بن سکیں۔ اس چھوٹی سی کتاب کی افادیت و اثر پذیری کو محسوس کرتے ہوئے شارح ابن ماجہ مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے اس کی ایک دلپذیر شرح لکھی۔ اس شرح کے بعد یہ کتاب جہاں اساتذہ وطلباء کے لیے مزید مفید ہوگئی وہاں ہی یہ عام لوگوں کے لیے ایک ایسی روشن شمع بن گئی کہ جس کی روشنی میں وہ اندھیروں سے روشنیوں کی طرف سفر کی شروعات کرسکتے ہیں۔

اگرچہ یہ کتاب چھوٹی ہے مگر اس میں مولانا نے اس کی شرح کرتے ہوئے انداز بڑی حدیث کی کتب جیسا رکھا ہے یعنی کوزے میں دریا بند کردیا ہے۔ اس میں راوی الحدیث پر بھی علیحدہ بحث کی ہے۔ حدیث کے عربی کلمات کا علیحدہ آسان عام فہم انداز میں ترجمہ ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے شامل کر دیا ہے۔ حدیث کے ترجمہ کے بعد حدیث کی شرح صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کی ہے۔ کتاب کے متن میں آنے والی احادیث کی تخریج بھی شامل کر دی گئی ہے، تاکہ اصل مراجع تک آسانی سے رسائی ممکن ہو اور دیگر کتب حدیث میں تلاش کر کے تحقیق کے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔ اب یہ کتاب حدیث رسول کو سمجھنے کے لیے طلبہ کے لیے خاص طور پر ایک کلید (چابی) ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ بعض علماء نے نخبۃ الاحادیث کی چند چھوٹی موٹی شروحات لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ شارح ابن ماجہ کی یہ شرح علمی اعتبار سے سب پر سبقت لے گئی ہے اور اسے شائع کرنے کا اعزاز دار الابلاغ کو حاصل ہو رہا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ دار الابلاغ کو مزید مفید علمی کتب منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے اور قبولیت و مقبولیت کے اعزاز سے نوازے۔ آمین

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۲۵ فروری ۲۰۱۴ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کے سلسلہ میں قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کی بھی اشد ضرورت ہے، لیکن حدیث کی ضخیم کتابیں بچوں اور بچیوں کے درس وتدریس کے لیے کسی بھی حالت میں موضوع نہ تھیں، اس لیے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح احادیث کے چند مجموعہ کتب حدیث سے ۱۰۰ احادیث منتخب کر کے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے انتہائی مختصر اور جامع رسالہ ''نخبۃ الاحادیث'' کے نام سے مرتب کیا، جس میں انہوں نے عبادات، معاملات، اخلاق وآداب وغیرہ سے متعلق چند احادیث جمع کی ہیں۔

موصوف کے کمال حسن انتخاب کی وجہ سے یہ کتاب اکثر دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب عام طور پر پڑھی جائے گی اور طلباء وطالبات کے علاوہ عامۃ الناس بھی اس سے استفادہ کریں گے۔

کافی عرصہ سے یہ خیال تھا کہ مذکورہ رسالہ کی اردو میں شرح کر دی جائے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس سے مستفید ہوسکیں، لہٰذا اس عاجز نے اردو میں اس کی شرح لکھ دی ہے، امید ہے طلباء وطالبات اور عامۃ الناس کو زیادہ فائدہ پہنچے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف اور اس عاجز کے لیے اس کو صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین

العبد العاجز

محمد علی جانباز

جامعہ رحمانیہ (سابقہ جامعہ ابراہیمیہ) سیالکوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت الاستاذ مولانا محمد داود غزنوی رحمہ اللہ ۱۸۹۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان تین چار پشتوں سے علم وفضل، زہد وتقوی کا گہوارہ چلا آرہا تھا۔ آپ کے جدِّ امجد حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نہایت بزرگ عالم تھے۔ آپ کے زہد وتقوی اور خشوع وخضوع سے آپ کے استاذ حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی متاثر تھے۔

حضرت عارف باللہ رحمہ اللہ غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر میں آباد ہوئے۔ جہاں انہوں نے اپنے خلوص عمل سے لوگوں کو توحید وسنت کی دعوت دی۔ آپ کے بارہ (۱۲) بیٹے تھے۔ اور وہ تمام کے تمام اپنے وقت کے ولی اللہ اور اجلّ عالم تھے۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت مولانا عبدالجبار تھے۔ جو علم وفضل اور تقوی وطہارت کی بناء پر اپنے ہم عصر بزرگوں میں ''حضرت الامام'' کے پیارے نام سے مشہور تھے۔ مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے ''صرف و نحو، حدیث وتفسیر'' اپنے والد بزرگوار سے پڑھی۔ فقہ اور اصول فقہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ سے اور منطق دہلی کے مشہور منطقی عالم مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلی دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ فراغت کے بعد اپنے ہی بزرگوں کا قائم کردہ ''مدرسہ غزنویہ'' میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ تا آنکہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا مشہور واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے سیاسی زندگی میں قدم رکھا۔ مدتوں آپ ''احرار'' کے ناظمِ اعلیٰ، جمعیۃ العلماء ہند کے نائب صدر، کانگرس پنجاب کے صدر رہے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو آپ ہی سیاست میں لائے۔ شاہ جی جیل میں آپ سے ''حجۃ اللہ البالغہ''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے رہے۔مولانا غزنوی آخر میں ''مسلم لیگ'' میں شامل ہو گئے تھے۔مولانا ظفر علی خان نے اپنے روزنامہ ''زمیندار'' میں مولانا غزنوی کی مسلم لیگ میں شمولیت کی خبر کو جلی عنوان سے شائع کیا۔اور بی۔بی۔سی لندن نے بھی اس خبر کو نشر کیا۔کوئی مذہبی وسیاسی مجلس ایسی نہ تھی جس میں آپ تشریف فرما نہ ہوتے۔تحریک آزادی کے سلسلہ میں جوانی کے بارہ سال جیل میں گزاد دیئے۔مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خان، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مفتی محمد حسین اور مولانا احمد علی لاہوری رحمھم اللہ تعالی اجمعین وغیرھم آپ کو نہایت قدرومنزلت دیکھتے تھے۔مولانا احمد علی لاہوری تو ہمیشہ اقبال پارک (منٹو پارک) میں نماز عید حضرت مولانا غزنوی کے پیچھے ادا کرتے رہے۔

تقسیم ہند کے بعد جماعت اہلحدیث کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ کی رفاقت ومعیت میں منظم کیا اور فیصل آباد میں ایک مرکزی تعلیمی ادارہ ''جامعہ سلفیہ'' کی بنیاد رکھی۔صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو اسلامی نظام کے حق میں اسمبلی کے اجلاسوں میں پرزور تقریریں کی۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی نصاب کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔۱۹۵۳ء میں جب تمام مکاتب فکر کے ۳۱ علماء کرام نے ۲۲ نکات پر مشتمل ایک دستوری خاکہ مرتب کیا تو مولانا غزنوی بھی ان میں شامل تھے۔شاہ سعود رحمہ اللہ نے رابطہ عالم اسلامی کمیٹی اور مدینہ یونیورسٹی کی مجلس مشاورت کا ممبر مقرر کیا۔تحریک ختم نبوت کی ''مجلس عمل'' نے جسٹس منیر کے سوالات کا جواب دینے کے لیے مولانا غزنوی ہی کو اپنا وکیل مقرر کیا۔جسٹس منیر آپ کی ذہانت اور حاضر جوابی سے متاثر ہو کر کہنے لگا۔

''مولانا! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو وکالت کا سرٹیفکیٹ دے دیتا۔
میں آپ کے جواب سے متاثر ہوں اور مستفید ہو رہا ہوں۔''

قبل از تقسیم امرتسر میں ماہنامہ ''توحید'' جاری کیا، جو علم وفضل کا شاہکار تھا۔آپ کے انتقال پر علامہ ازہر شاہ کاشمیری ایڈیٹر ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند فرزند ارجمند حضرت علامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انور شاہ کاشمیری نے لکھا تھا کہ

"والد محترم مولانا غزنوی کے علم وفضل کے معترف اور مداح تھے۔"

مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا تھا کہ:

"علم وفضل کے ساتھ قوت فعالیہ کو اس طرح کم ہی یکجا ہوتے دیکھا ہے۔"

حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔ سابق صدر ایوب کے دور میں مارشل لاء کے دنوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے اقبال پارک (منٹو پارک) میں خطبہ "عیدالفطر" میں ایوبی حکومت کی بعض ضلالتوں کی نشاندہی کی۔ سابق صدر ایوب آئین بنانے کے بعد جب پہلی دفعہ لاہور آئے تو ایک وفد علماء کا بھی ان سے ملا۔ جس کے سربراہ مولانا غزنوی تھے۔ آپ نے ملاقات کے دوران صاف صاف فرمایا کہ "آئین نہ اسلامی ہے نہ جمہوری" مسلم فیملی لاء کے سلسلہ میں ایک مجلس علماء کی بلائی۔ یتیم پوتے کی وراثت پر مدلل مضمون لکھا۔ آپ ہر ایک مکتب فکر کے بزرگ کی عزت کرتے ائمہ دین سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔ ان کی خدمات کو سراہتے تھے۔ ان کے حق میں بے ادبی کو سوء خاتمہ کی دلیل سمجھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ ۱۹۶۳ء میں آل پاکستان سیرت النبی کانفرنس لاہور کے پہلے اجلاس میں رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی "محمد ﷺ" کی ایسی تشریح بیان فرمائی کہ ہر عالم وجاہل خورد وکلاں عش عش کر اٹھا۔ آپ عابد وزاہد بھی تھے اور نمازِ تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ رقت قلبی آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ ذکر الٰہی اور درود شریف کا وظیفہ کبھی سفر وحضر میں بھی نہیں چھوڑا۔ جس کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر خصوصی کشش تھی۔ آپ نہایت حسین اور ذہین تھے، پاکباز، نفاست پسند، دل ودماغ کے ستھرے۔ تصوف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ سے بہت متاثر تھے۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے۔ یہ علم وفضل، زہد وتقوی، مذہب وسیاست کا بحرِ بیکراں اور اتحاد واتفاق کا علمبردار ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز پیر ساڑھے نو بجے دن کو ہمیشہ کے لیے اس دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانی سے رخصت ہو گیا۔ اگلے دن بروز منگل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ رحمہ اللہ نے یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں ہر مکتب فکر کے لوگ علماء وکلاء اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان موجود تھے۔ لوگوں کا جمِ کثیر جنازہ میں موجود تھا۔ مورخہ ۱۷ دسمبر میانی صاحب کے قبرستان میں آپ کے چچا زاد بھائی مولانا محمد اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک دفن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر العباد

محمد علی جانباز

اگست ۲۰۰۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

خلوص نیت

١ ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)).

روایت مذکورہ کے الفاظ ایک طویل حدیث کا جزء ہیں پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). ❶

"سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تمام انسانی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے، تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول ہی کی طرف ہوئی، اور جو کسی دنیاوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر "مہاجر" بنا تو فی الواقع جس غرض اور نیت سے اس نے "ہجرت" اختیار کی ہے اللہ کے ہاں بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔"

---

❶ بخاري، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي، رقم:١. ومسلم، كتاب الإمارة، باب قوله ﷺ إنما الاعمال بالنية، رقم:١٥٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اِنَّمَا: بلاشبہ	② اَلْاَعْمَالُ: کی جمع الأعمال بہت سے عمل۔
③ بِالنِّيَّاتِ: النية کی جمع النیات بہت سی نیتیں، بہت سے دلی ارادے	

راوی الحدیث

آپ کی کنیت ابوحفص، لقب فاروق اور نام عمر بن خطاب تھا، قریش کے مشہور قبیلہ بنوعدی سے تعلق رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے وزیر با تدبیر تھے، آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی اور آپ کے عہدِ حکومت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے، آپ راست گفتار اور ملہم من اللہ تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق بات آپ کے دل میں القا کی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی ایسے لوگ ہوتے تھے جو اللہ کی طرف سے الہام کی نعمت سے خاص طور پر نوازے جاتے تھے، تو اگر میری امت میں سے کسی کو اس نعمت سے خاص طور پر نوازا گیا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (متفق علیہ)

''محدّث'' اللہ تعالیٰ کے اس خوش نصیب بندے کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت الہامات ہوتے ہوں اور اس بارے میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ ہو اور وہ نبی نہ ہو کسی نبی کا امتی ہو۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے قلب میں حق رکھ دیا ہے۔'' (ترمذی)

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وافقت ربي في ثلاث: في مقام ابراهيم وفي الحجاب وفي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساری بدر .)) (متفق علیہ)

''میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (یعنی میری رائے وہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کا حکم آنے والا تھا)''

① ...... مقام ابراہیم کے بارے میں میں نے یہ خواش ظاہر کی کہ کاش ایسا ہوتا کہ مقام ابراہیم کو خصوصیت سے نماز کی جگہ قرار دے دیا جائے تو سورہ بقرہ کی آیت نمبر: ۱۲۵ نازل ہوئی اور اس میں حکم آ گیا ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى ط﴾ آیت کا آسان فہم مطلب یہ ہے کہ طواف کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں۔

② ...... جب تک مستورات کے لیے حجاب یعنی پردے کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، عام مسلمانوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں بھی بضرورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد ورفت ہوتی تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے داعیہ پیدا فرمایا کہ خاص کر ازواجِ مطہرات کے لیے حجاب کا خصوصی حکم آ جائے، چنانچہ اس بارے میں آیت نازل ہو گئی: ﴿وَ إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۳)

③ ...... غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور مشرکین کی شکست کے بعد ان کے جو آدمی گرفتار کر کے قیدی بنائے گئے ان کے متعلق سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ یہ سب اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے جانی دشمن اور اکابر مجرمین ہیں، ان سب کو قتل کر دیا جائے، ان کو زندہ چھوڑ دینا ایسا ہی ہے جیسے زہریلے سانپوں کو زندہ چھوڑنا، اس بارے میں بھی سورۂ انفال کی آیات نازل ہوئیں۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی ایران فتح ہوا، ایران کے جو مجوسی جنگی قیدیوں کی حیثیت سے گرفتار کر کے لائے گئے وہ شرعی قانون کے مطابق مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے کہ ان سے غلام اور خادم کی حیثیت سے کام لیں اور ان کے کھانے پینے وغیرہ ضروریات زندگی کی کفالت کریں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ایران سے آئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان اسیران جنگ میں ایک بدبخت ابولؤلؤ فیروز نامی مجوسی بھی تھا جو مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا گیا، اس نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ایک خنجر تیار کیا اور اس کے بعد رات میں مسجد نبوی ﷺ کے محراب میں چھپ کر بیٹھ گیا، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فجر کی نماز بہت سویرے اندھیرے میں شروع کرتے، ذی الحجہ کی ۲۷ تاریخ تھی وہ حسب معمول فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی ابھی تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ اس خبیث ایرانی مجوسی نے اپنے دو دھاری خنجر سے تین کاری زخم آپ کے شکم مبارک پر لگائے، آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تو سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، آپ پر حملہ کے بعد اس مجوسی نے اپنے آپ کو بھی قتل کر لیا۔

اس واقعہ کے تین دن بعد امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ یکم محرم بروز ہفتہ کو شہید ہو گئے، آپ کا جنازہ سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور روضہ اقدس میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

تشریح

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا: "سمعت رسول اللہ ﷺ" اس میں وضاحت ہے کہ آپ نے خود بلا واسطہ نبی مکرم ﷺ سے یہ حدیث سنی "انما الأعمال بالنیات وانما لکل امریء ما نوی" میں "انما" اَداۃ حصر میں سے ہے۔ "الاعمال" عمل کی جمع ہے اور یہ اعمال قلوب ونطق اور اعمال جوارح سب کو شامل ہے اور "النیات" نیہ کی جمع ہے جس کا معنی قصد اور ارادہ ہے اور شرعاً اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کا عزم کرنے کو کہا جاتا ہے۔ [شرح الأربعین لابن العثیمین]

انما الأعمال بالنیات وانما لکل امریء ما نوی ان دونوں جملوں میں حصر کا معنی پایا جاتا ہے، ایک حکم کو کسی چیز میں خاص کرنے کو علم بلاغت میں حصر کہا جاتا ہے، یعنی اعمال کی صحت یا فساد کا دار ومدار نیتوں پر ہے اسی لیے ہر شخص کو صرف وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ پہلا جملہ سببیہ ہے اور دوسرا نتیجہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انما الأعمال بالنیات" میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ مذکورہ الفاظ میں (الأعمال) اور (النیات) دونوں جمع ہیں کیونکہ اعمال کی مختلف قسمیں ہیں اور مختلف اعمال کی مختلف نیتیں ہوتی ہیں اور بعض روایات میں "الأعمال بالنیة" ہے۔ اس میں نیت کا لفظ مفرد استعمال ہوا ہے، چونکہ نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے جو کہ ایک ہوتا ہے یا انسان کا مقصد ایک اللہ کے لیے ہونا چاہیے اور بعض روایات "العمل بالنیة" دونوں مفرد آئے ہیں اور العمل میں الف لام استغراق جنس کے لیے ہے جو کہ جمع کا معنی ادا کرتا ہے اور "انما الأعمال بالنیات" جار مجرور مل کر متعلق "تصح یا تعتبر" کے ہیں۔ ❶

"فمن کانت هجرتهٗ إلی اللّٰه ورسوله فهجرتهٗ إلی اللّٰه ورسوله" یہ جملہ شرط اور جزا پر مشتمل ہے یعنی جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوگی تو اسی کی ہجرت مقبول ہوگی اور وہ عند اللہ ماجور ہوگا اور اللہ کی طرف ہجرت سے مراد اللہ کے دین کی نصرت اور اس کی رضا ہے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت سے مراد آپ کی زندگی میں آپ کی صحبت کے لیے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین کی سربلندی اور سنت کے احیاء کے لیے ہو۔

"من کانت هجرته لدنیا یصیبها" یعنی کوئی کسی بلد کفر سے بلد اسلام کی طرف ہجرت اس لیے کرتا ہے کیونکہ بلد اسلام میں اچھی ملازمت یا اچھے کاروبار کے مواقع زیادہ ہیں تو وہ ہجرت شرعی اور مقبول نہیں ہوگی بلکہ اس ہجرت کا وہی فائدہ ہوگا جس کا اس نے قصد کیا تھا اور اسی طرح "أو امرأة ینکحها فهجرته إلی ما هاجر إلیه" یا جس کی ہجرت کا مقصد کسی عورت سے شادی کرنا ہے تو یہ ہجرت بھی اجر وثواب کا باعث نہیں ہوگی، بلکہ اسے وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

حدیث کا شانِ ورود:

اس آخری جملے سے "أو امرأة ینکحها" سے بعض علماء کو یہ شبہ ہوا ہے کہ نبی

❶ فتح الباري: ١/ ١٣-٢٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکرم ﷺ نے یہ حدیث کسی خاص واقعہ کی وجہ سے بیان کی ہے، وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک آدمی نے ام قیس نامی عورت سے شادی کرنے کے لیے مدینہ کی طرف ہجرت کی جو کہ بعد میں مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہو گیا تھا تو نبی ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ ❶

لیکن حافظ ابن رجب نے اس سبب کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یہ واقعہ نبی مکرم ﷺ کے دور میں نہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں رونما ہوا تھا۔ ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عورت کا ذکر دنیا کے بعد آنا "من باب الخاص بعد العام" ہے کیونکہ عورت کا فتنہ سخت ہوتا ہے اس لیے اس سے ڈرانا مقصود ہے۔

حدیث مبارک سے مستنبط فوائد:

① اس کی اہمیت میں علمائے سلف سے بہت اقوال منقول ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی گراں قدری کے بارے میں آئمہ کرام سے تواتر کے ساتھ اقوال منقول ہیں جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اس حدیث سے زیادہ جامع، بے نیاز کرنے والی اور فائدے والی حدیث اور کوئی نہیں ہے۔ امام ابن مہدی، امام شافعی، امام احمد اور ابن مدینی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث اسلام کا ایک تہائی حصہ ہے اور امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ یہ علم کے تیس ابواب پر جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ستر ابواب پر مشتمل ہے۔ ❸

اور بعض علماء نے فرمایا ہے اس حدیث کا شمار ان احادیث میں ہوتا ہے جن پر اسلام کا دار ومدار ہے اور بعض نے کہا ہے اسلام کا مدار دو حدیثوں پر ہے۔ حدیث "انما الأعمال بالنیات" جو کہ اعمال کا باطنی میزان ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا "من

---

❶ المفهم للقرطبي: ٣/ ٧٤٥.
❷ جامع العلوم والحكم: ٦١-٧٣.
❸ فتح الباري: ١/ ١٣-٢٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل عملًا ليس عليه أمرنا فهو ردٌّ" جو کہ اعمال کا ظاہری میزان ہے۔ ❶
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب "السنن" میں پانچ لاکھ احادیث سے چار ہزار آٹھ سو احادیث منتخب کیں اور جب میں نے دیکھا تو ان چار ہزار احادیث کا دار ومدار صرف چار احادیث پر تھا۔ ان چار احادیث میں سے ایک یہ زیر شرح حدیث بھی ہے، اس حدیث کی اہمیت کو سامنے رکھ کر امام ابن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کوئی کتاب تصنیف کرنا چاہے تو اس کو اسی حدیث سے آغاز کرنا چاہیے۔ ❷
اور اسی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی شہرہ آفاق شاہکار تصنیف "الجامع الصحیح البخاری" کا آغاز اسی حدیث سے کیا ہے تاکہ اس حدیث کو دیکھ کر صحیح بخاری پڑھنے والا اپنی نیت کی اصلاح کر لے، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الموطا" تصنیف کی تو دوسروں نے اسے دیکھ کر مؤطات لکھنا شروع کر دیں، آپ کے کسی شاگرد نے کہا آپ کی کتاب کی طرح دوسروں نے بھی کتابیں لکھی ہیں اس لیے آپ کی کتاب کی اہمیت نہیں رہی، تو اس وقت امام صاحب نے کہا تھا: "وما كان لله فهو يبقى" یعنی جو اللہ کے لیے ہوگی وہ باقی رہے گی۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا، امام مالک رحمہ اللہ کی نیک نیتی کی وجہ سے اب صرف "مؤطا امام مالک" ہی معروف ومشہور ہے۔ ❸ اللہ ہم سب کو اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

② اس مبارک حدیث کا مرکزی مضمون اصلاح نیت ہے:
اسی کو سمجھانے کے لیے ہجرت جیسی بڑی عبادت کی مثال دی گئی ہے، اگر یہ ہجرت جیسا بڑا عمل کرنے کے بعد بھی کسی کی نیت خالص نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں مردود ہوگا،

---

❶ التلخيص المعين في شرح الأربعين لابن العثيمين: ٢۔٧.
❷ جامع العلوم والحكم: ٦١۔٧٣.
❸ مقدمة التمهيد: ١/ ٦٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے جہاد کے متعلق سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری ظاہر کرنے کے لیے، دوسرا قومی حمیت کے لیے اور تیسرا دکھلاوے کے لیے لڑتا ہے تو کون اللہ کی راہ میں ہے، فرمایا: جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے لڑے وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ ❶

اور نیت کے خالص نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف وہ شخص خیر سے محروم ہوتا ہے بلکہ شرک میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عذابِ الٰہی کا مستحق بھی ٹھہرایا جائے گا، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ دنیا میں بڑے اعمال کرنے کے باوجود قاریِ قرآن، شہید اور سخی آدمی جہنم کا مستحق ٹھہرایا جائے گا اور وجہ صرف یہ کہ ان کے اعمال اخلاص سے خالی، جب کہ ریاء دکھلاوے سے بھرے ہوں گے۔

اور ایک اور صحیح حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رضا کے لیے حاصل کیے جانے والے علم سے کوئی شخص دنیاوی نفع حاصل کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا۔ ❷

اور نیک نیتی کی وجہ سے عام عادات کو بھی عبادات بنایا جا سکتا ہے، مثلاً سونا عادت کی چیز ہے لیکن اگر کوئی رات کو جلدی سوتا ہے اور ارادہ یہ ہوتا ہے کہ صبح جلدی اٹھ کر نماز پڑھ لے گا تو اس کا یہ سونا بھی عبادت شمار ہوگا اور اسی طرح نیت میں غفلت کی وجہ سے عبادت بھی عادت بن جاتی ہے۔

اسی اہمیت کی وجہ سے سلف صالحین نیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے، مشہور فقیہ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ما عالجت شيئًا أشد عليّ من نيتي لأنها تتقلّب عَلَيَّ" کہ میں نے اپنی نیت کی اصلاح کی جدو جہد سے زیادہ اور کوئی مشکل کام نہیں پایا کیونکہ یہ بار بار مجھ پر پلٹ پڑتی ہے، مشہور محدث ابن

---

❶ صحيح بخاری:٥٤، ٥٠٧، ٨١٠.

❷ سنن أبی داود: ٣٦٦٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبارک رحمہ اللہ کا قول: ''ربّ عمل صغیر تعظمه النية وربّ عمل كبير تصغره النية'' بہت سے چھوٹے عمل نیت انہیں بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عمل نیت انہیں چھوٹا بنا دیتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''العلم لا يعدله شيء إذا صحت نيته'' علم کے برابر اور کوئی عمل نہیں ہو سکتا اگر اس کی نیت صحیح ہو۔

③ علماء کے کلام میں نیت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اعمال کے مقاصد مختلف ہو سکتے ہیں، اس کی تمیز کے لیے نیت کی جائے گی، یعنی یہ عمل اللہ کی رضا کے لیے ہے یا کسی اور غرض کے لیے۔

(۲) عبادات کے مابین تمیز کرنے کے لیے نیت کرنا خواہ وہ تمیز ایک فرض کی دوسرے فرض کے درمیان ہو یا فرض اور نفل کے درمیان ہو، زیر شرح حدیث میں دونوں قسمیں مراد ہیں۔ ❶ نیت کی تیسری قسم بھی ہو سکتی ہے عادت کو عبادت بنانے والی نیت۔

④ دل نیت کا محل ہے اس لیے نیت زبان سے ادا نہیں کی جاتی کیونکہ انسان کے دل میں یہ تصور آنا چاہیے کہ وہ اس ذات کے سامنے کھڑا ہے جو سری اور جہری باتوں کو جانتا ہے اور دل کی باتوں سے بھی واقف ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی سے بھی نیت کو زبان سے ادا کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

⑤ الهجرة: لغت میں ترک کو کہتے ہیں اور ہجرت کی تین قسمیں ہیں:

(ا) هجرة المكان:...... یعنی اللہ کے دین کو بچاتے ہوئے بلاد کفر کو ترک کر کے بلادِ اسلامیہ کی طرف جانا ایسی ہجرت بعض حالات میں واجب ہو جاتی ہے۔

(ب) هجرة العمل:...... انسان کا اللہ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑنا جیسا کہ حدیث میں ہے: المهاجر من هَجَرَ ما نَهَى الله عنه. ''مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں سے رک جائے۔''

❶ جامع العلوم والحكم: ۷۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) ھجرۃ العامل:..... یعنی کسی برائی کرنے والے سے تعلقات ترک کر دینا اگر وہ کافر ہو اور اس کی ہدایت کی کوئی امید نہ ہو تو اس سے ہجر ضروری ہے، اور اگر وہ مسلمان ہو اور ہجرت کرنے سے اس کی ندامت اور توبہ کی اُمید ہو تو ہجرت مشروع ہے، اگر ہجرت سے اس آدمی میں کوئی فرق نہ ہوت وہ ہجرت غیر مشروع ہے۔ ❶

⑥ اس حدیث میں اخلاص کی بہت بڑی ترغیب موجود ہے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے عمل کرنے والوں کو دو طرح سے تقسیم کیا ہے: (الف) اپنے عمل سے اللہ کی رضا اور آخرت حاصل کرتا ہے۔ (ب) اپنے عمل سے دنیا کماتا ہے۔

⑦ مذکورہ بالا حدیث سے ایک بہترین اسلوب تدریس بھی مستنبط کیا جا سکتا ہے:

جیسا کہ نبی ﷺ نے پہلے ایک قاعدہ "انما الأعمال بالنیات" بیان فرمایا پھر قاعدے کی وضاحت کے لیے ہجرت کی مثال کو سامنے رکھا اور مدرس کو چاہیے کہ علمی قواعد اور اصول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مثالوں سے اس کی وضاحت کرے اور حسن تعلیم میں یہ بھی ہے کہ اپنے کلام کو مختلف اجزاء میں تقسیم کرے جس طرح نبی مکرم ﷺ نے "انما الأعمال بالنیات" کو بنسبت عمل اور "انما لکل امریء ما نوی" کو بنسبت معمول لہٗ کے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اسی طرح ہجرت شرعیہ اور غیر شرعیہ کی طرف بھی تقسیم کی۔ ❷

⑧ من کانت ھجرتہٗ إلی اللہ ورسولہٖ میں لفظ اللہ پر واؤ کے ذریعے عطف کیا اور یہ تشریعی امور میں جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے مبلغ ہیں۔ "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"۔

لیکن تکوینی امور میں لفظ رسول کو لفظ جلالہ پر واؤ کے ساتھ عطف نہیں کیا جاتا بلکہ "ثم" کے ساتھ عطف کیا جائے گا جیسا کہ کسی نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا تھا:

---

❶ شرح ریاض الصالحین: ۱/ ۱۷ .

❷ شرح الأربعین لابن العثیمین .

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ما شاء للّٰہ و شئت" تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ اس طرح کہو: "ما شاء اللّٰہ ثم شئت" یا "ما شاء اللّٰہ وحدہٗ۔" [المصدر السابق]

⑨ صحیح بخاری کی یہ پہلی حدیث جس کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس سے صرف علقمہ بن وقاص اور ان سے صرف محمد بن ابراہیم التیمی اور ان سے صرف یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں اور پھر ان سے آگے بہت سارے لوگ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یحییٰ بن سعید تک یہ روایت غریب ہے، یعنی اس کی ایک ہی سند ہے، اس سے ان قائلین پر رد ہوتا ہے جو حدیث صحیح کے لیے عزیز کی شرط لگاتے ہیں اور اسی طرح ان قائلین پر بھی رد ہوتا ہے جو حدیث عزیز کو صحیحین کی شروط میں سے گردانتے ہیں۔ اصح قول کے مطابق عزیز کا ہونا نہ حدیث صحیح کی شرط ہے اور نہ ہی صحیح کی۔ ❶

قرآن مجید کے ساتھ حدیث پر ایمان

۲۔ عَنِ الْمِقْدَامِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَ لَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)) . ❷

"سیّدنا مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز اس کے ساتھ دیا گیا ہوں (وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور وہ ہے حدیث رسول ﷺ)۔"

روایت مذکورہ کے الفاظ ایک طویل حدیث کا جزو ہیں جسے مؤلف نے مختصر بیان کیا ہے۔

---

❶ شرح نخبة الفكر : ١٩ .

❷ ابوداود، كتاب السنة ، باب فى لزوم السنة ، رقم:٤٦٠٥ . والترمذى ، كتاب العلم ، رقم:٢٦٦٣ . وابن ماجه ، باب تعظيم حديث رسول الله ﷺ ، رقم:١٣ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اَلَا: خبردار، آگاہ رہو۔	② اِنِّیْ: بلاشبہ مجھے
③ اُوْتِیْتُ: مجھے دیا گیا۔	④ اَلْقُرْاٰنَ: اللہ کی آخری آسمانی کتاب جو تیس پاروں اور ایک سو چودہ سورتوں پر مشتمل ہے۔
⑤ وَمِثْلَہٗ: اور اس جیسی یعنی حدیث	⑥ مَعَہٗ: اسکے ساتھ یعنی قرآن کے ساتھ۔

راوی الحدیث

آپ، کا نام مقدام بن معدیکرب اور کنیت ابو کریمہ یا ابو یحیٰی ہے، سلسلہ نسب مقدام بن معدیکرب بن عمرو بن یزید بن معدیکرب بن یسار بن عبداللہ بن وہب ہے، کندی ہیں، جو وفد کندہ سے رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ بھی اس میں شامل تھے۔

ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے اور ۹۱ برس کی عمر میں ۸۷ ھ میں شام میں فوت ہوئے۔

تشریح

شریعت اسلامیہ کے اصل مآخذ دو ہیں ایک قرآن کریم اور دوسرا حدیث مصطفیٰ ﷺ۔

حدیث اور سنت کا بڑا مقام اور درجہ ہے، شرعی اعتبار سے اس کو پورا پورا قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کے بعد اسی پر پوری شریعت کا دارومدار ہے، بلکہ قرآن کے الفاظ کا مفہوم اور مطلب وہی قابل اعتماد ہوتا ہے جسے حدیث نبوی ﷺ متعین کرتی ہے اور مسلمان کو اس کے اوامر کی پیروی اور نواہی سے رک جانے کا حکم ہے، قرآن اگر وحی جلی ہے تو حدیث وحی خفی ہے۔

منکرین حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ اطاعت صرف اللہ کی کتاب کی واجب ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت منصب رسالت کے لحاظ سے کوئی ضروری نہیں، اس کا فریضہ صرف تبلیغ قرآن سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہوتا ہے گویا کہ ان کے کسی قول وفعل کو کسی درجے میں بھی شرعی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت لازم ہوتی ہے تو ایسے ہی جیسے اپنے زمانے کے ہر امیر و حاکم کی اطاعت لازم ہوا کرتی ہے۔

فتنہ انکار حدیث کی بنیاد اور اس عقیدے کا ابطال:

اس عقیدے کی تمام تر بنیاد درحقیقت مقام نبوت اور حقوق نبوت سے جہالت اور ناواقفیت پر ہے، یہ عقیدہ ایسا ہی باطل ہے جیسا یہ کہ ایمان لانا صرف اللہ پر ضروری ہے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ضروری نہیں اگر ﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ کی کوئی تاویل کی جا سکتی ہے تو ﴿ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ کی تاویل کیوں نہیں کی جا سکتی۔

قرآن کریم نے جس طرح کسی شخص کی کامیابی اور فوز و فلاح کے لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ضروری قرار دی ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری قرار دی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی قرآن کے نزدیک گمراہی اور بدبختی ہے اسی طرح رسول کی نافرمانی بھی موجب ضلالت وشقاوت ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب :۳۳/ ۷۱]

''جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ کے رسول کی اس نے بڑی مراد پائی۔''

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

[الاحزاب : ۳۳/ ۳۶]

''اور جس نے اللہ کی اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی وہ بڑی کھلی گمراہی میں ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک رسول ﷺ کی اطاعت بھی ایک مستقل مد ہے، بیسیوں آیتوں میں رسول ﷺ کی اطاعت کا علیحدہ حکم دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کی براہ راست اطاعت کرنا بھی اللہ ہی کا حکم ہے، اس لحاظ سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ اللہ کی بھی اطاعت نہیں کرتا، چونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی صورت میں بھی مطاع اللہ ہی کی ذات رہتی ہے۔﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ [النساء:٤/ ۸۰] ''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاعت کی'' لہٰذا رسول کی اطاعت کو من دون اللہ کی اطاعت سمجھنا قرآن کریم کے اس صریح ارشاد کے خلاف ہے، اور اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسولوں پر کتاب اللہ کے علاوہ اور بھی وحی اترا کرتی ہے، حتیٰ کہ بعض انبیاء پر کوئی کتاب نازل ہی نہیں ہوئی اور یقیناً وحی ان پر بھی اتری ہے، پس قرآن اور حدیث کے نام سے دو ہدایت نامے امت کے پاس محفوظ ہیں، رسول کے پاس وہ دونوں بذریعہ وحی آئے ہیں اس لیے دونوں ﴿مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ﴾ [الکھف: ۱۸/ ۲۷] میں داخل ہیں۔

اطاعت رسول کے متعلق حافظ ابن قیم کی تحقیق:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث کے ذخیرے پر نظر ڈالی جائے تو کل تین قسم کی احادیث نظر آتی ہیں، (۱) بعض احادیث وہ ہیں جن میں بعینہ وہی حکم مذکور ہے جو قرآن کریم میں ذکر کیا گیا۔ (۲) بعض میں کسی مجمل کی مراد یا کسی لفظ کی تفسیر مذکور ہوتی ہے، ان دونوں قسموں میں آپ ﷺ کی اطاعت کا کوئی خاص مفہوم ادا نہیں ہوتا، اگر یہ احادیث نہ بھی ہوتیں تب بھی یہ احکام قرآن میں مذکور ہونے کی وجہ سے واجب الاطاعت تھے، پس یہ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ﴾ کے تحت درج ہیں۔ (۳) بعض احادیث جن میں وجوب وحرمت کے ایسے احکام مذکور ہیں جن سے قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے، انہی احکام کے ماننے کے لیے ﴿وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کا حکم دیا گیا ہے، اگر یہ تیسری قسم واجب الاطاعت نہ ہو پھر خاص اطاعت رسول کا کوئی مصداق ہی نہیں نکلتا، خلاصہ یہ ہوا کہ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کی پوری آیت پر اسی وقت عمل ہوسکتا ہے جب ہر سہ اقسام کی اطاعت کی جائے، اس لیے قرآن کریم نے رسول کی مستقل اطاعت کو بھی اللہ کی اطاعت کی دوسری شکل قرار دیا ہے، ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ ❶

حاصل یہ ہے کہ قرآن کو تسلیم کر کے حدیث کا انکار ممکن نہیں اور حدیث کا انکار کر کے قرآن کو ماننے کی کوئی صورت نہیں۔ یہاں ان دونوں میں متن وشرح کی نسبت ہے، پھر یہ

❶ الاعلام الموقعین ص ۳۰۷ ج ۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متن شرح میں اور شرح متن میں اس طرح درج ہے کہ ایک کا اقرار و انکار دوسرے کا اقرار و انکار بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں قرآن کی طرح اس کا بیان بھی اللہ کی طرف سے ہے، گویا متن بنانے والا خود شارح بنا ہوا ہے۔ اس لیے ایسی شرح کو متن سے جدا نہیں کیا جا سکتا، نہ ایسے بیان کو اصل کتاب سے علیحدہ سمجھا جا سکتا ہے۔

کتاب وسنت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت

۳۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ)) [1]

"سیدنا مالک بن انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی سنت۔"

مفردات الحدیث

① تَرَكْتُ: میں نے چھوڑا	② فِيْكُمْ: تم میں
③ اَمْرَيْنِ: دو چیزیں	④ لَنْ تَضِلُّوْا: تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے
⑤ مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: جب تک تم ان دونوں کو تھامے رکھو گے	⑥ كِتَابَ اللّٰهِ: اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید
⑦ سُنَّةَ رَسُوْلِهٖ: اس کے رسول کی سنت یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث طریقہ اور طرز عمل	

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی مالک، کنیت ابو عبداللہ اور لقب امام دار الہجرہ ہے، والد کا نام انس

[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهي عن القول بالقدر، رقم: ٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: مالک بن انس بن مالک بن انس ابی عامر بن الحارث الاصبحی، آپ کی والدہ کا نام عالیہ بنت شریک بن عبدالرحمٰن الازید ہے۔

آپ کے بزرگوں کا وطن یمن تھا سب سے پہلے ان کے پردادا ابو عامر نے مدینۃ النبی ﷺ میں آ کر سکونت اختیار کی، چونکہ یمن کے شاہی خاندان حمیر کی شاخ ''اصبح'' سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کے مورث اعلیٰ حارث اس خاندان کے بڑے تھے اس لیے حارث کا لقب ذو اصبح تھا، اسی وجہ سے امام مالک کو اصبحی کہتے ہیں، آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے پردادا ابو عامر مشرف باسلام ہوئے۔

آپ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے آنکھ کھولی تو مدینہ علم کا باغ و بہار تھا، آپ کا گھرانہ خود علوم کا مرجع تھا، آپ نے قرآنِ مجید کی قراءت وسند مدینہ کے امام القراء نافع بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے حاصل کی جن کی قراءت پر آج سارے عالمِ اسلام کی بنیاد ہے، دیگر علوم کی خواہش کے جذبات غیر معمولی طور پر ودیعت تھے، حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا فرماتے ہیں جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا اس کو پھر کبھی نہیں بھولا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے صرف انہیں شیوخ سے استفادہ کیا جو صدق وطہارت میں معروف اور حفظ وفقہ میں ممتاز تھے، آپ نے جن شیوخ سے مؤطا میں روایت کی ہے، ان کی تعداد پچانوے ہے، یہ سب اساتذہ مدنی ہیں، اس طرح مدینہ کا جو علم متفرق سینوں میں محفوظ تھا یوں سمٹ کر ایک سینہ میں مجتمع ہو گیا، اسی لیے آپ کا لقب ''امام الہجرہ'' رکھا گیا۔

علامہ زرقانی ونووی رحمہما اللہ کے بیان کے مطابق آپ کے شیوخ کی کل تعداد ۹ سو ہے، حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ پانچ باتیں امام مالک رحمہ اللہ کے حق میں جمع ہو گئیں ہیں، میرے علم کے مطابق کسی اور شخص میں جمع نہیں ہوئیں: (۱) اتنی دراز عمر اور ایسی عالی سند۔ (۲) ایسی عمدہ فہم اور اتنا وسیع علم۔ (۳) آپ کے حجت اور صحیح الروایۃ ہونے پر ائمہ کا اتفاق۔ (۴) آپ کی عدالت، اتباعِ سنت اور دینداری پر محدثین کا اتفاق۔ (۵) فقہ اور فتویٰ میں آپ کی مسلمہ مہارت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینۃ الرسول ﷺ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد ان کی علمی درسگاہ کے جانشین سیدنا نافع رحمہ اللہ تھے اور ان کی وفات کے بعد امام مالک رحمہ اللہ ان کے جانشین بنے، اور سترہ سال کی عمر میں مجلس افادہ وتعلیم کی ابتدا فرمائی اور تقریباً باسٹھ سال تک مسلسل فقہ وفتاویٰ، درس و تدریس میں مشغول رہے، جب حدیث نبوی ﷺ کے درس کا وقت آتا تو پہلے وضو یا غسل کر کے عمدہ اور بیش قیمت پوشاک زیب تن فرماتے، بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے اور اس اہتمام کے بعد مجلس علمی کی صدارت کے لیے باہر تشریف لاتے۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بڑی طویل ہے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں: آپ سے اتنے لوگوں نے روایت کی ہے جن کا شمار تقریباً ناممکن ہے، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد تیرہ سو سے بھی زیادہ ہے، حافظ دارقطنی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ درس حدیث ارشاد فرما رہے تھے، ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی اور اس نے آپ کو تقریباً دس مرتبہ کاٹا اس تکلیف کی وجہ سے آپ کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر زردی مائل ہو گیا مگر آپ نے حدیث کو قطع نہ کیا اور نہ آپ کے کلام میں کوئی لغزش ظاہر ہوئی۔ جب مجلس ختم ہو گئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: میرا اس قدر صبر کرنا اپنی ہمت وطاقت کی بنا پر نہ تھا بلکہ پیغمبر ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے آپ کے دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر دیکھے تو میں نے امام صاحب سے کہا: بہت عمدہ ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہ سب ہبہ کر دیے ہیں، میں نے کہا: سواری کے لیے ایک آپ بھی رکھ لیں تو فرمایا: مجھے شرم آتی ہے کہ جس ارضِ مقدس میں سرورِ کائنات ﷺ ہوں میں اس کی مٹی کو سواری کے کھروں سے روندوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ والی مدینہ جعفر بن سلیمان سے کسی نے شکایت کر دی کہ امام مالک رحمہ اللہ آپ لوگوں کی بیعت کو صحیح نہیں سمجھتے اس بات پر اس کو غصہ آیا اور آپ کو بلوا کر کوڑے لگوائے، آپ کے دونوں ہاتھوں کو کھینچوا کر کندھوں کو اتروا دیا گیا، ان باتوں سے آپ کی عزت ووقعت اور شہرت اور بڑھ گئی، بعض حضرات نے اس ابتلاء کو وجہ طلاق مکرہ کا مسئلہ بیان کیا ہے، اور بعض نے تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ بر علی رضی اللہ عنہ۔

جب خلیفہ منصور حج کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اس نے جعفر سے امام مالک رحمہ اللہ کا قصاص لینا چاہا مگر آپ نے روک دیا۔

امام صاحب کی عمر نوے برس کو پہنچی تھی کہ اتوار کے روز بیمار پڑ گئے اور تقریباً تین ہفتے بیمار رہے، مرض کی شدت میں کوئی تخفیف نہ ہوئی یہاں تک کہ ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ھ میں یہ نفس قدسی صفات انتقال فرما گئے، آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

تشریح

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان کتاب وسنت پر عمل کرتے رہے اور مضبوطی سے ان دونوں کو تھامے رہے اس وقت تک مسلمان دنیا میں سرخرو رہے اور تعداد میں کم ہونے کے باوجود بھی دنیا میں ان کا رعب تھا۔ اور یہ سپر پاور کی حیثیت میں موجود تھے، کافر دنیا ان سے مرعوب تھی۔ لیکن جب سے انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے منہ پھیرا اور بدعملی اور بے اتفاقی کا شکار ہوئے اس وقت سے مسلمان کمزور ہو گئے اور دنیا سے ان کا رعب ختم ہو گیا، کافر ان پر دلیر ہو گئے اور طرح طرح سے مسلمانوں کو تنگ کرنا اور ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کا ایک دوسری حدیث میں ارشاد گرامی ہے ''کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ کافر دنیا مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور ان کو ختم کرنے کے لیے اس طرح ان پر ٹوٹ پڑیں گے جس طرح بھوکے لوگ کھانے پر بیٹھتے ہیں''۔ اس حدیث کا مضمون پوری طرح موجودہ حالات پر صادق آتا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی جتنی بھی طاقتور حکومتیں بنیں وہ اسی وجہ سے ختم ہوئیں کہ مسلمانوں نے اللہ کی کتاب اور اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کی سنت سے تعلق توڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

[آل عمران: ۳/ ۱۰۲، ۱۰۳]

"اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرنا مگر اسلام (اطاعت) کی حالت میں اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور اختلاف نہ کرو۔"

مذکورہ دونوں آیتوں میں مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو مضبوط، ناقابل تسخیر بنانے کے دو اہم اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اول: تقویٰ، دوسرا: باہمی اتفاق و اتحاد اور تفرق و اختلاف سے بچنا۔ مسلمانوں نے جب سے ان اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس وقت سے ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی ہے اور دنیا میں تعداد میں ڈیڑھ ارب ہونے کے باوجود ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور کافر ہمارے جس ملک پر چاہتے ہیں چڑھائی کر دیتے ہیں۔ ہماری یہ حالت تب ہی بدل سکتی ہے اور دنیا میں سرخرو تب ہی ہو سکتے ہیں جب ہم کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامیں گے اور صحیح معنوں میں ان پر کاربند ہوں گے۔

سنت خلفائے راشدین کی پیروی

۴۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)).

حدیث کے مذکورہ الفاظ ایک طویل حدیث کا جزء ہیں، پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ اَبِيْ نَجِيْحٍ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ؓ قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا! قَالَ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ فَإِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرٰى إِخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) [1]

''سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں زبردست وعظ کیا جس سے، ہمارے دل دہل گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، پس ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا نصیحت کرنے والے کی یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا ہم کو وصیت فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور تم کو مسلمانوں کے سردار کا حکم سننے اور اسے بجا لانے کی نصیحت کرتا ہوں، اگرچہ وہ (سردار) حبشی غلام ہو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ اختلاف بھی دیکھے گا، ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم جانو اور اسی طریقے پر بھروسہ رکھو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو اور تم (دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔''

مفردات الحدیث

① عَلَيْكُمْ: تم لازم پکڑو	② بِسُنَّتِي: میری سنت کو
③ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِينَ: خلفائے راشدین	④ الْمَهْدِيِّينَ: ہدایت یافتہ

[1] مسند أحمد (٤/ ١٢٦). و أبوداود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، رقم:٤٦٠٧. والترمذي، كتاب العلم، رقم:٢٦٧٦. وابن ماجه في المقدمة، رقم:٤٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث

آپ کا اسم مبارک عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ ہے، ان کی کنیت ابو نجیح ہے، آپ شام میں رہتے تھے، ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

تشریح

اس حدیث میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ و ارشاد کے کچھ گراں مایہ موتی درخشاں نظر آتے ہیں۔ اور وعظ بھی ایسا تھا جس کے بارے میں صحابی کا ذکر ہے کہ ہمارے دل خوف زدہ ہو گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وعظ کسی الوداع ہونے والے کے ہم مصداق ہے۔ پس ہمیں کچھ اور وصیت کیجیے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کا پہلا شاہ پارہ یہ تھا کہ "أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ" کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ ایسا جامع اور مانع قسم کا ارشاد ہے کہ انسان کی ساری زندگی کا دارو مدار حصول تقویٰ کے گرد گھومتا ہے، "الف" سے لے کر "ی" تک ساری عبادات کا مقصد انسان کو متقی اور پرہیز گار بنانا ہے۔

وعظ میں دوسری بات یہ فرمائی کہ اگر کوئی غلام بھی تمہارے اوپر امیر مقرر کر دیا جائے تو اس کی اطاعت کرو۔ وعظ کے اس حصے میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ ﴾ [النساء: ٤/ ٥٩]

"اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور (شرعی) امیر کی۔"

اس مضمون کی وضاحت اور بھی بہت سی احادیث موجود ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت اور امیر کی نافرمانی کو اسلام کا طوق اپنی گردنوں سے اتار دینے کے مترادف قرار دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تم امیر کی اطاعت کرو اگر چہ ایک حبشی غلام منقے جیسے سر والا تمہارے اوپر امیر کیوں نہ متعین کر دیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق تم پر حکومت کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ اس طرح بھی فرمایا کہ تم امیر کی اطاعت کرو، اگر چہ وہ ناک اور کان کٹا غلام ہی کیوں نہ ہو لیکن شرط پھر وہی ہے کہ وہ قرآن وسنت کے ذریعے تمہاری قیادت کرے۔

((وَاسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ)) [ابن ماجه]

((وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا مَا أَقَامَ فِيْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ)) [ترمذی ، أحمد]

اس سارے وعظ کا لب لباب امیر کی اطاعت کی اہمیت بتلانا ہے۔ جس معاشرے میں امیر کی اطاعت نہ ہوگی وہ انتشار اور خلفشار کا شکار ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو اپنے میں سے ایک آدمی کو امیر مقرر کریں۔ آپ ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی ہے:

((مَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَ مَنْ عَصَى الْاَمِيْرَ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةً مِنْ عُنُقِهٖ)) [مسند أحمد ، ترمذی]

اصل شرط اطاعت امیر میں قرآن وسنت کے احکام کی پابندی اور اس کے نفاذ کا حصول ہے، جو امیر اس شرط پر پورے نہیں اترتے ان کے بارے میں بھی رسول کریم ﷺ کا فرمان واضح ہے:

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) [مسند أحمد]

((اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ)) [ابن ماجه]

ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اگر ہمارے امیر ایسے ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہیں کرتے، آپ کے حکم کو تسلیم نہیں کرتے، ان کے بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)) [مسند أحمد]

آپ ﷺ کے وعظ کا تیسرا ارشاد یہ تھا کہ ”جو میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بہت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلافات دیکھیں گے، پس جب ایسا وقت آئے تو تم میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت سے چمٹ جانا، اس کو داڑھوں کے ساتھ بڑی مضبوطی سے تھام لینا، دین کے معاملے میں بدعات سے اجتناب کرنا، بیشک ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اس مقام پر رسول کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو اختلافات سے بچنے کی صورت بیان فرمائی، آپ ﷺ نے اس بات کو خارج از امکان قرار نہیں دیا کہ امت مسلمہ میں اختلاف نہیں ہوں گے۔ یا فرقہ بازی کی صورت نہ ہوگی، قرآن مجید نے بھی یہی تلقین کی ہے:۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران: ۳/ ۱۰۳]

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور فرقے فرقے نہ ہو جاؤ۔"

رسول کریم ﷺ نے بھی تنبیہاً ایک جگہ یہ فرمایا کہ یہود و نصاریٰ بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سے صرف ایک فرقہ حق پر ہوگا، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ)) [ترمذی]

"جو لوگ میرے اور میرے صحابہ کے طرز عمل پر گامزن رہیں گے۔"

حدیث کے اس حصے میں بھی رسول کریم ﷺ نے دو باتیں واضح کی ہیں کہ امت مسلمہ فرقہ بازی کا شکار ہوگی، اور آج حالات اس بات کی گواہی دیتے ہیں، ہر فرقہ اپنے آپ کو حق کا داعی گردانتا ہے اور اپنے آپ کو قرآن و سنت کا حامل سمجھتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے خوب واضح کر دیا۔ جو لوگ میری اور میرے خلفائے راشدین کی (جو کہ ہدایت یافتہ ہیں) سنت سے منحرف ہو جائیں گے، ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس بات کی تنبیہ فرمائی کہ دین کے معاملے میں بدعت سے بچنا۔ بدعت دراصل وہ نیا کام ہے جسے قرآن و سنت میں اضافے کے طور پر داخل کیا جائے جیسے ارشاد ہے:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [بخاری]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے ہمارے اس دین کے معاملے میں نئی طرح ڈالی جو اس کا حصہ نہیں ہے، تو وہ اللہ کے ہاں نا قابل قبول ہے۔''

ایک جگہ فرمایا:

((شَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ إِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) [ابوداود ، ترمذی]

رسول اکرم ﷺ نے اس حدیث میں مزید تاکید فرمائی کہ سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھو حتی کہ داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنے کا استعارہ استعمال کیا۔

ارکان اسلام

۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) ❶

''سیّدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے پہلا اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، دوسرا نماز قائم کرنا، تیسرا زکوۃ ادا کرنا، چوتھا حج کرنا، پانچواں رمضان کے روزے رکھنا۔''

مفردات الحدیث

① بُنِيَ الْإِسْلَامُ: اسلام کی بنیاد رکھی گئی	② عَلٰى خَمْسٍ: پانچ چیزوں پر

❶ بخاری، کتاب الایمان ، باب دعاؤکم ایمانکم ، رقم:۸ ۔ ومسلم ، کتاب الإیمان ، باب بیان أرکان الاسلام ، رقم:۱۲ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ شَهَادَةِ: گواہی، اقرار	④ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: نہیں کوئی معبود حقیقی سوائے اللہ کے
⑤ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں	⑥ اِقَامِ الصَّلٰوةِ: نماز قائم کرنا
⑦ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ: زکوٰۃ ادا کرنا	⑧ اَلْحَجِّ: بیت اللہ کا حج
⑨ صَوْمِ رَمَضَانَ: رمضان کے روزے رکھنا	

راوی الحدیث

امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳ نبوی یعنی بعثت کے تیسرے سال ہوئی، ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے یہ مشہور صحابی سیّدنا عثمان بن مظعون کی بہن ہیں، ام المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی انہی کی صاحبزادی ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی، قریبی عزیز اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ باکمال صاحبزادے ہیں، جن کے صلاح وتقویٰ کی شہادت خود زبان نبوت نے دی ہے، صحیحین کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ دو فرشتے پکڑ کر مجھے آگ کے ایک کنویں کے پاس لے گئے ہیں میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور أعوذ باللّٰه من النار أعوذ باللّٰه من النار پڑھنے لگا ایک اور فرشتے نے مجھ سے کہا: ڈرو نہیں، میں نے یہ خواب اپنی بہن سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نعم الرجل عبداللّٰه لو كان يصلي من الليل))

''عبداللہ بہترین شخص ہے کیا ہی اچھا ہو اگر تہجد بھی پڑھنے لگے۔''

سالم جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کے بعد میرے والد سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بس برائے نام ہی سوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سادگی کا یہ حال تھا کہ سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوا مجھے اندر گھر میں ہی بلا لیا، میں نے دیکھا کہ وہ اس ٹاٹ یا موٹے کپڑے پر لیٹے ہوئے ہیں جو ان کے اونٹ پر کجاوہ کے نیچے ڈالا جاتا ہے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان کو قاضی بنانا چاہا لیکن ان کے اصرار کے باوجود کسی طرح راضی نہ ہوئے۔

اتباعِ سنت کا غیر معمولی اہتمام کرتے، اس معاملے میں کسی کی رعایت نہ کرتے ایک بار ایک شخص نے ان سے حج تمتع کے بارے میں دریافت کیا کہ تمتع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے، اس شخص نے کہا کہ آپ کے والد صاحب تو تمتع کرنے سے منع کرتے تھے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بتلاؤ کہ اگر میرے والد صاحب منع کرتے ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو تو کیا میرے والد صاحب کی اتباع کی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ اس شخص نے کہا کہ اتباع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کی جائے گی، اس کے بعد فرمایا: تو سن لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حج تمتع ہی کیا ہے۔

صحابہ و تابعین ان کے فضل و کمال کے بہت معترف تھے اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے جن کو محدثین نے مکثرین فی الروایۃ یعنی بہت زیادہ روایات ذکر کرنے والوں کے طبقہ میں ذکر کیا ہے ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۶۳۰ ہے اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد وہ سب سے زیادہ احادیث نقل کرنے والے صحابی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً ساٹھ سال زندہ رہے، غزوات میں شرکت کے علاوہ زندگی کا اکثر حصہ مدینہ اور مکہ ہی میں گزرا، لوگ جوق در جوق آتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا علم حاصل کرتے، سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بڑے مشکل حالات میں بھی وہ راہِ اعتدال پر ہی گامزن رہے۔

مکہ مکرمہ ہی میں ۷۳ یا ۷۴ میں تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے استعارہ کے طور پر اسلام کو ایک ایسی عمارت سے تشبیہ دی ہے، جو چند ستونوں پر قائم ہو، اور بتلایا ہے کہ یہ عمارتِ اسلام ان پانچ ستونوں پر قائم ہے، لہٰذا کسی مسلمان کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان ارکان کو ادا کرنے اور قائم کرنے میں غفلت کرے، کیونکہ یہ اسلام کے بنیادی ستون ہیں۔ واضح رہے کہ اسلام کے فرائض ان ارکان خمسہ ہی میں منحصر نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں، مثلاً جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ، لیکن جو اہمیت اور جو خصوصیت ان پانچ کو حاصل ہے، وہ چونکہ اوروں میں نہیں ہے، اس لیے اسلام کا رکن صرف ان ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ ''ارکان خمسہ'' اسلام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، نیز یہی وہ خاص تعبدی امور ہیں جو بالذات مطلوب و مقصود ہیں، اور ان کی فرضیت کسی عارض کی وجہ سے اور کسی خاص حالت سے وابستہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مستقل اور دائمی فرائض ہیں، بخلاف جہاد اور امر بالمعروف کے، کہ ان کی یہ حیثیت نہیں ہے اور وہ خاص حالات میں، اور خاص موقعوں پر فرض ہوتے ہیں۔

اسلام میں پاک رہنے کی اہمیت

٦۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ)).

حدیث کے مذکورہ الفاظ ایک حدیث کا حصہ ہیں پوری حدیث اس طرح ہے:

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَیْكَ كُلُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا)) ❶

''ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طہارت و پاکیزگی جزوِ ایمان ہے اور کلمہ الحمد للہ میزان اعمال کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ و الحمد للہ آسمان اور زمین کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف، ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے، پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔''

مفردات الحدیث

① اَلطُّهُوْرُ: پاکیزگی، صفائی، ستھرائی	② شَطْرُ: نصف
③ اَلْإِيْمَانُ: اقرار باللسان، یقین بالقلب اور عمل بالجوارح کے مجموعے کا نام ایمان ہے۔ یعنی زبان سے توحید و رسالت کا اقرار، دل میں یقین اور جسمانی اعضاء سے عملی اظہار جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی کی صورت میں کیا جاتا ہے۔	

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی کعب بن عاصم ہے، اشعری ہیں ان کی کنیت ابو مالک، ان کے نام کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہے، ان کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ مصر میں رہتے تھے۔

تشریح

جیسا کہ ظاہر ہے، یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بہت سے حقائق بیان فرمائے ہیں، اس کا صرف پہلا جزو اور پہلا فقرہ (الطهور شطر الايمان) طہارت سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ سے یہ حدیث کتب حدیث میں

❶ مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم: ٢٢٨. وسنن الدارمي، كتاب الطهارة، رقم: ٦٥٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'کتاب الطهارة' میں درج کی جاتی ہے۔ "شطر" کے معنی نصف اور آدھے کے ہیں، بلکہ اس مضمون کی ایک اور حدیث جو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک دوسرے صحابی سے روایت کی ہے اس میں "الطهور نصف الايمان" ہی کے الفاظ ہیں، لیکن اس عاجز کے نزدیک شطر و نصف دونوں لفظوں کا مطلب یہاں یہی ہے کہ طہارت و پاکیزگی ایمان کا خاص جزؤ اور اس کا اہم شعبہ اور حصہ ہے۔

اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نماز، تلاوت قرآن اور طواف کعبہ جیسی عبادات کے لیے لازمی شرط ہے، بلکہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود بھی دین کا ایک اہم شعبہ اور بذات خود بھی مطلوب ہے، قرآن مجید کی آیت:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝٢٢٢ ﴾ [البقرة : ٢/ ٢٢٢]

"اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اور پاک وصاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

اور قبا کی بستی میں رہنے والے اہل ایمان کی تعریف میں قرآن مجید کا ارشاد:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝١٠٨ ﴾

[التوبة : ٩/ ١٠٨]

"اس میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں، اور اللہ خوب پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔"

صرف انہی دو آیتوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی کتنی اہمیت ہے۔ اسی طرح آگے پہلے ہی نمبر پر صحیح مسلم کی یہ حدیث درج کی جا رہی ہے، اس کے پہلے فقرے ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَان)) کا گویا لفظی ترجمہ ہی یہ ہے کہ طہارت و پاکیزگی اسلام کا صرف ایک حکم ہی نہیں ہے بلکہ یہ دین و ایمان کا اہم جزؤ ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں اس کو "نصف ایمان" فرمایا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک نفیس تحقیق یہاں قابل ذکر ہے، اپنی بے نظیر کتاب "حجة اللہ البالغہ" میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص فضل سے یہ حقیقت سمجھا دی ہے کہ فلاح وسعادت کی جس شاہراہ کی طرف دعوت دینے کے لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی (جس کا نام شریعت ہے) اگرچہ اس کے بہت سے ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت سینکڑوں، ہزاروں احکام ہیں، لیکن اپنی بے پناہ کثرت کے باوجود وہ سب ہی ان چار اصولی عنوانوں کے تحت آجاتے ہیں۔(۱) طہارت، (۲) اخبات، (۳) سماحت، (۴) عدالت۔''

پھر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان میں سے ہر ایک کی حقیقت بیان کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ بلاشبہ ساری شریعت بس انہی چار حصوں میں منقسم ہے۔ یہاں ہم شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کلام کے صرف اس حصہ کا خلاصہ درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے طہارت کی حقیقت بیان فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

''ایک سلیم الفطرت اور صحیح المزاج انسان جس کا قلب سفلی تقاضوں سے مغلوب اور ان میں مشغول نہ ہو، جب وہ کسی نجاست سے آلودہ ہو جاتا ہے یا اس کو پیشاب یا پاخانہ کا سخت تقاضا ہوتا ہے یا وہ جماع وغیرہ سے فارغ ہوا ہوتا ہے تو وہ اپنے نفس میں ایک خاص قسم کا انقباض وتکدر اور گرانی و بےلطفی اور اپنی طبیعت میں سخت ظلمت کی ایک کیفیت محسوس کرتا ہے، پھر جب وہ اس حالت سے نکل جاتا ہے مثلاً پیشاب یا پاخانہ کا جو سخت تقاضا تھا، اس سے وہ فارغ ہو جاتا ہے اور اچھی طرح استنجاء طہارت کر لیتا ہے، یا اگر وہ جماع سے فارغ ہوا تھا تو غسل کر لیتا ہے اور اچھے صاف ستھرے کپڑے پہن لیتا ہے اور خوشبو لگا لیتا ہے تو نفس کے انقباض وتکدر اور طبیعت کی ظلمت کی وہ کیفیت جاتی رہتی ہے اور اس کے بجائے اپنی طبیعت میں وہ ایک انشراح وانبساط اور سرور وفرحت کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ پس دراصل پہلی کیفیت اور حالت کا نام ''حدث''

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ناپاکی) اور دوسری کا نام "طہارت" (پاکی و پاکیزگی) ہے، اور انسانوں میں جن کی فطرت سلیم اور جن کا وجدان صحیح ہے وہ ان دونوں حالتوں اور کیفیتوں کے فرق کو واضح طور سے محسوس کرتے ہیں اور اپنی طبیعت و فطرت کے تقاضے سے "حدث" کی حالت کو ناپسند اور دوسری کو یعنی "طہارت" کی حالت کو پسند کرتے ہیں اور نفس انسانی کی یہ طہارت کی حالت ملاء اعلیٰ یعنی ملائکۃ اللہ کی حالت سے بہت مشابہ و مناسبت رکھتی ہے، کیونکہ وہ دائمی طور پر بہی آلودگیوں سے پاک صاف اور اپنی نورانی کیفیات سے شاداں رہتے ہیں۔ اور اسی لیے حسب امکان طہارت و پاکیزگی کا اہتمام و دوام انسانی روح کو ملکوتی کمالات حاصل کرنے اور الہامات کے ذریعہ ملاء اعلیٰ سے استفادہ کرنے کے قابل بنا دیتا ہے اور اس کے برعکس جب آدمی حدث اور ناپاکی کی حالت میں ڈوبا رہتا ہے تو اس کو شیاطین سے ایک مناسبت و مشابہت حاصل ہو جاتی ہے اور شیطانی وساوس کی قبولیت کی ایک خاص استعداد اور صلاحیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی روح کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔" ❶

شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طہارت اور حدث دراصل انسانی روح اور طبیعت کی مذکورہ بالا دو حالتوں کا نام ہے اور ہم جن چیزوں کو حدث یا ناپاکی اور طہارت یا پاکیزگی کہتے ہیں وہ دراصل ان کے اسباب و موجبات ہیں اور شریعت انہی اسباب پر احکام جاری کرتی ہے اور انہی پر بحث کرتی ہے۔

امید ہے کہ طہارت کی حقیقت اور روح انسانی کے لیے اس کی ضرورت و اہمیت سمجھنے کے لیے شاہ صاحب رحمہ اللہ کا یہ کلام ان شاء اللہ کافی ہوگا۔ نیز اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ طہارت و پاکیزگی شریعت کا پورا چوتھائی حصہ ہے۔

پھر اسی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" کے ایک دوسرے مقام پر جہاں طہارت کے احکام اور

❶ حجۃ اللہ البالغہ: ١/ ٥٤ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اسرار ہی کا بیان ہے فرماتے ہیں:

''طہارت کی تین قسمیں ہیں: ایک حدث سے طہارت یعنی جن حالتوں میں غسل یا وضو واجب یا مستحب ہے۔ ان حالتوں میں غسل یا وضو کر کے شرعی طہارت و پاکیزگی حاصل کرنا۔ دوسرا ظاہری نجاست اور پلیدگی سے جسم یا اپنے کپڑوں کو یا جگہ کو پاک کرنا۔ تیسرا جسم کے مختلف حصوں میں گندگیاں اور میل کچیل پیدا ہوتا رہتا ہے اس کی صفائی کرنا جیسے دانتوں کی صفائی، ناک کے نتھنوں کی صفائی، ناخن اور زیر ناف بالوں کی صفائی۔''

مسواک کرنے کے فائدے

٧۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷾ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ)). ❶

''سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷅ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک منہ کو بہت زیادہ صاف کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کو بہت خوش کرنے والی چیز ہے۔''

مفردات الحدیث

① اَلسِّوَاكُ: مسواک	② مَطْهَرَةٌ: پاک کرنے والی
③ لِلْفَمِ: منہ	④ مَرْضَاةٌ: راضی کرنے والی
⑤ لِّلرَّبِّ: رب تعالیٰ کو	

راوی الحدیث

سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷅ بعثت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں، آپ ابوبکر صدیق ﷜ کی

❶ الشافعی فی الأم ، کتاب الطهارة ، باب السواك ، رقم:٥٣ . ومسند أحمد:٤٨/٦ . و الدارمي ، كتاب الطهارة ، رقم:١٩ . والنسائي ، كتاب الطهارة ، رقم:٤ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادی ہیں جو اول المومنین ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ ام رومان بھی اولین مؤمنات میں سے ہیں۔

جب ام المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی درجہ کا ایمانی تعلق رکھنے والی خاتون خولہ بنت حکیم نے آپ سے نکاح کے بارے میں گفتگو کی اور اس موقع پر انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی عرض کیا تھا، جن کی عمر اس وقت صرف چھ، سات سال کے قریب تھی، اور بخاری و مسلم و ترمذی کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں بھی متعدد بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صورت دکھلائی گئی اور بتلایا گیا کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہونے والی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ خولہ رضی اللہ عنہا ہی کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین کی طرف پیغام پہنچانے پر مامور فرمایا اور شوال کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، جس کے بعد تقریباً تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مکہ مکرمہ ہی میں رہا۔ بعثت کے ۱۳ سال پورے ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح تین سال پہلے مکہ مکرمہ ہی میں ہو چکا تھا، اب تقریبا ۹، ۱۰ سال کی ہوگئیں تھیں، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی غیر معمولی صلاحیت کا پورا اندازہ تھا اور جانتے تھے کہ تعلیم و تربیت اور سیرت سازی کا بہترین اور سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ صحبت ہے اس لیے انہوں نے خود ہی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نامناسب نہ ہو تو یہ بہتر ہو گا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ اور شریک حیات کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منظور فرمالیا۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں صرف انہیں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ صغرسنی یعنی ۹، ۱۰ سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت اور تعلیم و تربیت سے مستفید ہوتی رہیں۔ اسی طرح چند اور سعادتیں بھی تنہا انہیں کے حصے میں آئیں، جن کا وہ خود اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ذکر فرمایا کرتی تھیں، فرماتی ہیں کہ تنہا مجھے ہی یہ شرف نصیب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میری صورت دکھلائی گئی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے تنہا میں ہی ہوں جس کا آپ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے کسی دوسرے کے ساتھ یہ تعلق اور رشتہ نہیں ہوا، اور تنہا مجھی پر اللہ تعالیٰ کا یہ کرم تھا کہ آپ ﷺ جب میرے ساتھ ایک لحاف میں آرام فرما ہوتے تو آپ ﷺ پر وحی آتی، اور یہ کہ یہی آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی اور اس باپ کی بیٹی ہوں جو نبی مکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے، اور یہ کہ بعض منافقین کی سازش کے نتیجے میں جب مجھ پر ایک غلط تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری براءت کے لیے قرآنی آیات نازل فرمائیں جن کی قیامت تک اہل ایمان تلاوت کرتے رہیں گے اور ان آیات میں مجھے پاک نبی ﷺ کی پاک بیوی فرمایا گیا، نیز اس سلسلے کی آخری آیت میں ﴿ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴾ فرما کر میرے لیے مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

اور یہ بھی صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے لیے خوش نصیبی کی بات تھی کہ آپ ﷺ نے زندگی کا آخری پورا ایک ہفتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر میں قیام فرمایا اور آخری لمحات میں بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھیں اور جس وقت بحکم الٰہی روح مبارک نے جسد اطہر سے مفارقت اختیار کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت بھی آپ ﷺ پاس ہی تھیں اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا گھر قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کی آرام گاہ بنا یعنی اسی میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

جب نبی مکرم ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸ سال تھی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی فقیہ، عالمہ، فاضلہ، فصیحہ اور کثیر الروایت تھیں، ایام عرب کے حالات کی واقفہ اور اشعار جاہلیت کی حافظہ تھیں۔ مدینہ منورہ میں ۵۸ھ یا ۵۷ھ میں ۱۷ رمضان المبارک کو وفات پائی، آپ رضی اللہ عنہا کا ارشاد تھا کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے، چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین رات کو ہی کی گئی، نمازِ جنازہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تشریح

کسی چیز میں حسن کے دو پہلو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ حیات دنیا کے لحاظ سے فائدہ مند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عام انسانوں کے نزدیک پسندیدہ ہو، اور دوسرا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور اجر اخروی کا وسیلہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بتلایا ہے کہ مسواک میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں، اس سے منہ کی صفائی ہوتی ہے، گندے اور مضر مادے خارج ہوتے ہیں، منہ کی بدبو زائل ہو جاتی ہے، یہ اس کے نقد دنیوی فوائد ہیں۔ اور دوسرا اخروی اور ابدی نفع اس کا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کا بھی خاص وسیلہ ہے۔

مسلم اور کافر میں امتیاز نماز سے ہے

۸۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْكِ وَبَیْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [1]

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کے ،شرک کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔“

مفردات الحدیث

① بَیْنَ: درمیان	② اَلْعَبْدِ: بندہ یعنی بندہ مومن
③ اَلْكُفْرُ: انکار حق	④ تَرْكُ: چھوڑنا
⑤ اَلصَّلٰوةُ: نماز	

راوی الحدیث

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مدینہ کے رہنے والے ہیں، خزرجی ہیں، بچپن ہی میں اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ جا کر مشرف باسلام ہوئے، جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو اس وقت سے آپ ﷺ سے قریبی تعلق رہا ہے، لیکن چونکہ کم عمر تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے نو بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے اس لیے غزوۂ بدر و اُحد میں

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة، رقم: ۱۱٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک نہ ہو سکے، اس کے بعد مستقل غزوات میں شریک رہے۔

باعتبار عمر اگرچہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف میں شمار نہیں ہوتے لیکن اپنے علم وفضل کے اعتبار سے ان کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، وہ جس طرح غزوات میں بکثرت شریک ہونے والے ہیں اسی طرح مکثرین فی الحدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ان کا شمار ہوتا ہے، ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۵۴۰ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث سننے اور روایت کرنے کا جو شوق بچپن مین شروع ہوا تھا بڑھاپے تک باقی رہا، وہ احادیث کی تحصیل کے لیے دور دراز کا سفر کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی بعض احادیث جو کسی مکی صحابی کے علم میں تھیں ان کی تحصیل کے لیے مکہ کا سفر کیا، ایک بار تو صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینہ سے مصر تشریف لے گئے۔ ❶

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسجدِ نبوی میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا حلقہ درس قائم ہوتا تھا جس میں بڑی تعداد میں طلبہ علمِ حدیث میں شریک ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔ ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے خاصی طویل عمر پائی، ان کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی وہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو مدینہ سے مکہ آ کر اسلام لائے اور آپ ﷺ سے عقبہ (جو منیٰ کا ایک حصہ ہے) میں بیعت کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ نماز دین اسلام کا ایسا شعار ہے اور حقیقت ایمان سے اس کا گہرا تعلق ہے کہ اس کو چھوڑ دینے کے بعد آدمی گویا کفر کی سرحد پر پہنچ جاتا ہے اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے نماز کے کلمے کا بھی کچھ اعتبار نہیں:

((اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) [الترمذی]

---

❶ اعلام النبلاء: ۳/ ۱۹۱.

❷ اصابہ: ۱/ ۲۲۳.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز کا عہد و پیمان ہے۔ پس جس نے اس کو چھوڑا اس نے کفر کیا۔"

اس مضمون کی مفصل بحث اگلی حدیث میں آرہی ہے۔

شرک کسی بھی حالت میں جائز نہیں

۹۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ اَوْحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا)) ❶

مذکورہ الفاظ ایک حدیث کے جزو ہیں مکمل حدیث یوں ہے:

أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِءَ تْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ))

"سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہارے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تمہیں آگ میں جلا دیا جائے اور خبردار کبھی بالارادہ نماز نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے دیدہ و دانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے صاحبِ ایمان بندوں کے لیے ہے، اور خبردار شراب کبھی نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔"

مفردات الحدیث

① اَوْصَانِیْ: مجھے وصیت کی یا مجھے تلقین کی	② خَلِیْلِیْ: میرا دوست
③ اَنْ لَّا تُشْرِكْ: کہ تو نہ شریک ٹھہرانا	④ بِاللّٰهِ شَيْئًا: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو

❶ ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم: ٤٠٣٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ اِنْ قُطِعْتَ: اگر تجھے جلا دیا جائے	⑥ حُرِّقْتَ: تجھے کاٹ دیا جائے
⑦ لَا تَتْرُكْ: تو نہ چھوڑ	⑧ صَلٰوۃَ: نماز
⑨ مَكْتُوْبَةً: فرضی	

راوی الحدیث

آپ کی کنیت ابوالدرداء اور نام عویمر بن عامر ہے، انصاری اور خزرجی ہیں کنیت سے ہی مشہور ہیں، آپ کو اس امت کا حکیم کہا جاتا ہے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا، آپ نے براہِ راست رسولِ مکرم ﷺ سے قرآن حفظ کیا تھا، اہل شام کے عالم اور قرآن کے معاملے میں اہل دمشق کے استاد تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے درمیان عہد مواخاۃ قائم کیا تھا آپ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں تجارتی کاروبار کرتا تھا میں تجارت اور عبادت دونوں کو ساتھ ساتھ جاری رکھنا چاہتا تھا، لیکن دونوں باہم نہ چل سکیں، چنانچہ میں نے تجارت ترک کر دی اور عبادت میں مصروف ہو گیا، اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں موت کو، تواضع اور فروتنی کے لیے فقر کو اور گناہ معاف کرانے کے لیے بیماری کو دوست رکھتا ہوں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں میں شمار ہوتا تھا جنہیں فراوانی کے ساتھ علم عطا ہوا ہے، سیّدنا لیث ایک آدمی کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ان کے ساتھ اتنے آدمی تھے جیسے کسی بادشاہ کے ساتھ لوگ ہوتے ہیں۔ یہ سب آپ سے مسائل دریافت کرنے کے لیے آئے تھے۔ آپ نے عمر کا آخری حصہ دمشق میں گزارہ اور وہیں ۳۲ھ میں وفات پائی۔

تشریح

جس طرح ہر حکومت پر اس کی رعایا کے کچھ حقوق ہوتے ہیں، اور رعایا جب تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت جیسا کوئی سنگین جرم نہ کرے ان حقوق کی مستحق سمجھی جاتی ہے، اسی طرح مالک الملک حق تعالیٰ شانہٗ نے تمام ایمان لانے والوں اور دین اسلام قبول کرنے والوں کے لیے کچھ خاص احسانات و انعامات کی ذمہ داری محض اپنے لطف و کرم سے لے لی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے بتایا ہے کہ دیدہ و دانستہ اور بالارادہ نماز چھوڑ دینا دوسرے تمام گناہوں کی طرح صرف ایک گناہ نہیں ہے، بلکہ باغیانہ قسم کی ایک سرکشی ہے جس کے بعد وہ شخص رب کریم کی عنایت کا مستحق نہیں رہتا اور رحمت ربانی اس سے بری الذمہ ہو جاتی ہے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث بعض دوسری کتابوں میں سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ذکر کی گئی ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بارہ میں قریب قریب انہی الفاظ میں تاکید و تنبیہ فرمائی ہے، لیکن اس کے آخری الفاظ تارکِ نماز کے بارہ میں یہ ہیں:

((فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ)) ❶

''جس نے دیدہ و دانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔''

ان حدیثوں میں ترکِ نماز کو کفر یا ملت سے خروج اسی بناء پر فرمایا گیا ہے کہ نماز ایمان کی ایسی اہم نشانی ہے اور اسلام کا ایسا خاص الخاص شعار ہے کہ اس کا چھوڑ دینا بظاہر اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کو اللہ اور رسول ﷺ سے اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا اور اس نے اپنے آپ کو ملتِ اسلام سے الگ کر لیا ہے۔ خاص کر رسول اللہ ﷺ کے عہد سعادت میں چونکہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان ہونے کے بعد تارکِ نماز بھی ہو سکتا ہے، اس لیے اس دور میں کسی کا تارکِ نماز ہونا اس کے مسلمان نہ ہونے کی عام نشانی تھی۔ اور اس عاجز کا خیال ہے کہ جلیل القدر تابعی عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ:

((كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ

---

❶ طبرانی ، ترغیب للمنذری .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرْكَهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نماز کے سوا کسی عمل کے بھی ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔“

تو اس عاجز کے نزدیک اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کے دوسرے ارکان و اعمال مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور اسی طرح اخلاق و معاملات وغیرہ میں کوتاہی کرنے کو تو بس گناہ اور معصیت سمجھتے تھے، لیکن نماز چونکہ ایمان کی نشانی اور اس کا عملی ثبوت ہے، اور ملت اسلامیہ کا خاص الخاص شعار ہے، اس لیے اس کے ترک کو وہ دین اسلام سے بے تعلقی اور اسلامی ملت سے خروج کی علامت سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم

ان حدیثوں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور بعض دوسرے اکابر امت نے تو یہ سمجھا ہے کہ نماز چھوڑ دینے سے آدمی قطعاً کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا حتیٰ کہ اگر وہ اسی حال میں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت بھی نہیں دی جائے گی۔ بہر حال اس کے احکام وہی ہوں گے جو مرتد کے ہوتے ہیں۔ گویا ان حضرات کے نزدیک کسی مسلمان کا نماز چھوڑ دینا بت یا صلیب کے سامنے سجدہ کرنے یا اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی شان میں گستاخی کرنے کی طرح کا ایک عمل ہے جس سے آدمی قطعاً کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو۔ لیکن دوسرے اکثر ائمہ حق کی رائے یہ ہے کہ ترک نماز اگرچہ ایک کافرانہ عمل ہے، جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، لیکن اگر کسی بد بخت نے صرف غفلت سے نماز چھوڑ دی ہے، مگر اس کے دل میں نماز کا انکار اور عقیدہ میں کوئی انحراف نہیں پیدا ہوا ہے تو اگرچہ وہ دنیا اور آخرت میں سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے لیکن اسلام سے اور ملت اسلامیہ سے اس کا تعلق بالکل ٹوٹ نہیں گیا ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ ان حضرات کے نزدیک مندرجہ بالا احادیث میں ترک نماز کو جو کفر کہا گیا

❶ ترمذی، کتاب الایمان، رقم: ٢٦٢٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کا مطلب کافرانہ عمل ہے اور اس گناہ کی انتہائی شدت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے یہ انداز بیان اختیار کیا گیا ہے، جس طرح کسی مضر غذا یا دوا کے لیے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بالکل زہر ہے۔

مؤذن کی اذان سن کر جواب دو

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ)) ❶

مذکورہ الفاظ ایک حدیث کا حصہ ہیں مکمل الفاظ اس طرح ہیں:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ. فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ))

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اس کے الفاظ کو دہراؤ اور پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک کو ہی ملے گا اور مجھ کو امید ہے کہ وہ بندہ خاص میں ہوں گا، لہٰذا جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کی سفارش مجھ پر ضروری ہو جائے گی۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب إستحباب القول مثل قول المؤذن، رقم: ٥٧٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اِذَا سَمِعْتُمْ: جب تم سنو	② الْمُؤَذِّنَ: اذان دینے والا
③ فَقُوْلُوْا: تو تم کہو	④ مِثْلَ مَا یَقُوْلُ: جس طرح وہ کہتا ہے
⑤ ثُمَّ: پھر	⑥ صَلُّوا عَلَیَّ: مجھ پر درود بھیجو

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی عبداللہ بن عمرو اور کنیت ابو محمد یا ابوعبدالرحمٰن ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، قریشی اور سہمی ہیں، بڑے اصحاب الفضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں، صحابی بن صحابی ہیں، اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے، صوم داودی کے پابند تھے، تلاوت قرآن کا حال یہ تھا کہ سات راتوں میں قرآنِ مجید مکمل پڑھ لیتے اور بڑھاپے تک ان کا معمول یہی رہا بلکہ بڑھاپے میں قرآنِ مجید کا جو ساتواں حصہ رات کو پڑھنا ہوتا تھا وہ دن میں بھی گھر کے کسی فرد کو سنا لیا کرتے تھے تا کہ رات کو پڑھنے میں سہولت ہو اور روزوں کے معمول میں اگر کبھی خلل پڑ جاتا تو اس کا حساب رکھتے اور بعد میں اس کی تلافی کر لیا کرتے تھے۔

۶۵ ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ جب مؤذن اذان کہے تو تم بھی مؤذن کے ساتھ اذان کے کلمات دہراتے جاؤ، البتہ چند کلمات ایسے ہیں جن کو بعینہٖ دہرانا نہیں چاہیے بلکہ ان کے جواب میں دوسرے کلمات کہنے چاہئیں۔ یعنی ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کی جگہ پر ”لاحول و لاقوۃ الا باللہ“ کہنا چاہیے۔

”وسیلہ“ اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی مطلوبہ چیز کو حاصل کیا جائے اور اس کے سبب سے کسی مطلوبہ چیز کا قرب حاصل ہو۔ چنانچہ جنت کے ایک خاص اور اعلیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجے کا نام وسیلہ اسی لیے ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوگا اسے باری تعالیٰ عزوجل کا قرب حاصل ہوگا اور اس کے دیدار کی سعادت میسر آئے گی ، نیز جو فضیلت اور بزرگی اس درجہ والے کو ملے گی وہ دوسرے درجے والوں کو نہیں ملے گی۔

آپ ﷺ کا "ارجو" (یعنی مجھ کو امید ہے) فرمانا عاجزی اور انکساری کے طور پر ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں، تو یہ درجہ یقیناً آپ ﷺ ہی کے لیے ہے، کوئی دوسرا اس درجے کے کیسے لائق ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس لفظ کی تاویل یہ کی جائے گی کہ یہ یقین سے کنایہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ درجہ مجھے ہی حاصل ہوگا۔

مسجد بنانے کی فضیلت

۱۱ ۔ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) ❶

"سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے لیے مسجد تعمیر کرائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک شاندار محل تعمیر فرمائیں گے۔"

مفردات الحدیث

① مَنْ بَنٰی: جس نے بنائی	② لِلّٰهِ: اللہ کے لئے یعنی اللہ کی رضا کے لئے
③ مَسْجِدًا: مسجد، عبادت گاہ، سجدہ گاہ	④ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ: بنایا اللہ نے اس کے لئے
⑤ بَيْتًا: گھر	⑥ فِي الْجَنَّةِ: جنت میں

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی عثمان بن عفان اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، سلسلہ نسب عثمان بن عفان

❶ بخاري، كتاب الصلاة، باب من بنى مسجدا، رقم: ٤٥٠ . ومسلم، كتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد، رقم: ٨٢٩ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی ہیں، ابتدائے اسلام ہی میں اسلام لائے تھے ان کو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔

جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کیا گیا، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت کی، عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں آپ کے عقد میں ہونے کی وجہ سے آپ کو ذو النورین کہا جاتا تھا، خلیفہ سوم سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انتخاب خلیفہ کے لیے ان کی بنائی ہوئی مجلس شوریٰ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا، تقریباً بارہ برس تک آپ خلیفہ رہے، آپ کی خلافت کے آخری سالوں میں آپ کے خلاف وہ فتنہ برپا ہوا جس کی پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر فرمائی تھی، آپ کے گھر کا محاصرہ اس فتنہ کے سلسلہ کی آخری کڑی تھا، محاصرہ کرنے والے مصر اور عراق کے بعض شہروں کے باغی اور بلوائی تھے جن کو فتنہ پردازی کے ماہر ایک منافق یہودی عبداللہ بن سبا نے خفیہ سازشی تحریک کے ذریعے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔

باقی بلوائیوں کا یہ محاصرہ اتنا شدید ہو گیا تھا کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر نماز بھی نہیں پڑھ سکتے تھے اور آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو پینے کا پانی نہیں پہنچ سکتا تھا، ان بلوائیوں کا مطالبہ تھا کہ آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں یعنی خود اپنے آپ کو معزول کر دیں، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدی ہدایت کی بنیاد پر ان لوگوں کے مطالبہ پر خلافت سے از خود دستبردار ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، ان کے مقابلہ میں ان باغیوں، بلوائیوں کے ہاتھوں مظلومیت کے ساتھ جان دینا اور شہید ہو جانا بہتر سمجھتے تھے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور حکومت کے فرمانروا تھے، اگر ان باغیوں کے خلاف طاقت کے استعمال کرنے کا فیصلہ فرماتے یا اس کی اجازت مرحمت فرماتے تو یہ بغاوت پوری طرح کچل دی جاتی لیکن آپ کی فطرت اور طبیعت پر حیا کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلم کا بھی غلبہ تھا، نیز آپ اس کے لیے کسی طرح تیار نہ تھے کہ آپ کی جان کی حفاظت کے لیے کسی کلمہ گو کے خون کا قطرہ زمین پر گرے اس لیے آپ نے آخری حد تک افہام وتفہیم کی کوشش اور اتمام حجت کے طور پر وہ خطاب فرمایا جسے ثمامہ بن حزم قشیری بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں اس وقت حاضر تھا جب انہوں نے بالا خانے کے اوپر سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا اور اس کے دین حق اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں بئر رومہ کے علاوہ شیریں پانی کا کوئی کنواں نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کون اللہ کا بندہ ہے جو بئر رومہ کو خرید کر سب مسلمانوں کو اس سے پانی لینے کی اجازت دے دے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا؟'' تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید لیا (اور وقف کر دیا) اور آج تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو؟ جس کی وجہ سے سمندر کا پانی پینے پر مجبور ہوں، تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا: "اللھم نعم" (اے اللہ! ہم جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات صحیح ہے۔) اس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ اور اس کے دین حق اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوائی ہوئی مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کون اللہ کا بندہ ہے جو فلاں گھرانے کے قطعہ زمین کو خرید کر ہماری مسجد میں شامل کر دے تو اللہ اس کو جنت میں اس سے بہتر قطعہ عطا فرمائے گا؟'' تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید لیا اور آج تم لوگ مجھے اس بات سے روکتے ہو کہ میں اس میں دو رکعت نماز پڑھ سکوں؟ تو ان لوگوں نے کہا: "اللھم نعم" اس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے غزوۂ تبوک کے لشکر کے لیے اپنے مال سے ساز وسامان دیا تھا؟ ان لوگوں نے کہا: "اللھم نعم" اس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ میں اللہ کا اور اس کے دین حق اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے علم میں یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جبل ثبیر پر تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے اور میں بھی تھا تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر اوپر سے نیچے کی جانب نشیب میں گرنے لگے، تو آپ ﷺ نے ثبیر پہاڑ پر اپنا قدم مبارک زور سے مارا اور فرمایا: "اسکن ثبیر" (اے ثبیر! رک جاؤ) کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔" تو ان لوگوں نے کہا: "اللھم نعم" اس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! قسم ہے رب کعبہ کی کہ میں شہید ہوں، یہ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا۔ (ترمذی)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نورِ قلب یعنی ایمانی فراست سے اور بعض غیبی اشارات سے یقین ہو گیا تھا کہ باغیوں بلوائیوں کا یہ فتنہ میری شہادت کا تکوینی انتظام ہے، جس کی پیش گوئی رسول اللہ ﷺ مختلف مواقع پر فرما چکے تھے اور از خود بذریعہ خواب آپ کو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صاحبین سیّدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ عثمان! صبر اور تسلیم ورضا کے راستے پر قائم رہو، کل تم ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو گے، یہ آخری غیبی تلقین تھی جس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شہادت کی تیاری شروع فرمائی، اور اگلے ہی دن جمعہ کے روز آپ قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ بد بخت ظالم باغیوں نے جامع القرآن ہستی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ۱۸ ذی الحج کو شہید کر دیا۔

۸۸ برس کی عمر میں آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا، آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

تشریح

اللہ کے لیے مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا حاصل کرنے کے لیے مسجد بناتا ہے نہ کہ لوگوں کو دکھانے، سنانے کے لیے اور اپنا نام پیدا کرنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس شخص کے لیے جنت میں مکان بنا دیتا ہے۔

اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص مسجد بنا کر اس پر نام لکھتا ہے تاکہ تشہیر کا ذریعہ بنے تو یہ اس کے عدمِ اخلاص کی دلیل ہے۔

اور اگر کوئی شخص دنیا کی شہرت اور نمائش کے جذبہ سے بالا تر ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخوشنودی کی غرض سے اور اپنی نیت کے پورے اخلاص کے ساتھ مسجد بناتا ہے تو وہ جنت میں اللہ کی طرف سے ایک مکان کا حقدار ہوگا اگرچہ اس کی بنائی ہوئی مسجد کتنی ہی چھوٹی اور مختصر کیوں نہ ہو۔

مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعا

۱۲۔ عَنْ أَبِي أُسَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) [1]

''سیدنا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے: اللھم افتح...... الخ (اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دعا کرے: اللھم انی ...... الخ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں تو میرے لیے اس کا فیصلہ فرما دے)۔''

مفردات الحدیث

① إِذَا دَخَلَ: جب داخل ہوتا ہے	② اَحَدُكُمْ: تم میں سے کوئی ایک
③ فَلْيَقُلْ: تو چاہیے کہ وہ کہے	④ اَللّٰهُمَّ: الٰہی
⑤ اِفْتَحْ: کھول دے	⑥ لِيْ: میرے لئے
⑦ اَبْوَابَ: دروازے	⑧ رَحْمَتِكَ: تیری رحمت
⑨ اِذَا خَرَجَ: جب وہ نکلتا ہے	⑩ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ: میں تجھ سے مانگتا ہوں
⑩ مِنْ فَضْلِكَ: تیرے فضل سے	

[1] مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، رقم:١١٦٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی مالک بن ربیعہ تھا اور کنیت ابو اُسید تھی والدہ کا نام عمیرہ بنت الحارث تھا، تمام غزوات ومشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، فتح مکہ کے دن بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، ۷۸ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

تشریح

قرآن و حدیث میں ''رحمت'' کا لفظ زیادہ تر اُخروی اور دینی وروحانی انعامات کے لیے اور ''فضل'' کا لفظ رزق وغیرہ دنیوی نعمتوں کی دادودہش اور ان میں زیادتی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے داخلہ کے لیے فتح بابِ رحمت کی دعا تعلیم فرمائی، کیونکہ مسجد دینی وروحانی اور اخروی نعمتوں ہی کے حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ اور مسجد سے نکلتے وقت کے لیے اللہ سے اس کا فضل یعنی دنیوی نعمتوں کی فراوانی مانگنے کی تلقین فرمائی، کیونکہ مسجد سے باہر کی دنیا کے لیے یہی مناسب ہے۔ ان دونوں باتوں کا خاص منشاء یہ ہے کہ مسجد میں آنے اور جانے کے وقت بندہ غافل نہ ہو اور ان دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی توجہ سائلانہ ہو۔

نماز شروع کرتے وقت کی پہلی دعا

۱۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ)) [1]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پہلے اللہ کی تسبیح اور حمد اس طرح کرتے سبحانك اللهم

[1] ابوداود، كتاب الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك . . .، رقم: ۷۷٦. والترمذى، كتاب الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، رقم: ۲٤۳.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبحمدك...... الخ اے اللہ! تیری ذات پاک اور منزہ ہے اور میں تیری تقدیس بیان کرتا ہوں اور سارے کمالات اور خوبیاں تجھ میں ہیں، میں تیری حمد کرتا ہوں اور تیرا نام پاک بڑا بابرکت ہے، اور تیری شان بہت اعلیٰ ہے، اور تو ہی معبود برحق ہے، تیرے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں۔"

مفردات الحدیث

① اِذَا افْتَتَحَ: جب وہ شروع کرتا ہے	② سُبْحَانَكَ: پاک ہے تو
③ اَللّٰهُمَّ: یاالٰہی	④ وَبِحَمْدِكَ: اور تیری حمد وثناء کے ساتھ
⑤ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ: اور بابرکت ہے تیرا نام	⑥ وَتَعَالٰی جَدُّكَ: اور بلند ہے تیری بزرگی اور شان وشوکت
⑦ وَلَا اِلٰه: اور نہیں کوئی معبود حقیقی	⑧ غَيْرُكَ: تیرے سوا

تشریح

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد کبھی کبھی مذکورہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔لیکن بہتر اور افضل دعا وہ ہے جو صحیحین میں آئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ اِسْكَاتَةً ، فَقُلْتُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: ((اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) ❶

❶ بخاری ، کتاب الاذان ، باب ما یقول بعد التکبیر ، رقم:٧٤٤ . ومسلم ، کتاب المساجد ، باب مایقول بین التکبیرۃ الإحرام والقراءۃ ، رقم: ٩٤٠ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کچھ دیر سکوت فرماتے تھے تو میں نے ایک دفعہ عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتا دیجیے کہ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کی خاموشی میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں ''اللھم باعد بینی ...... الخ'' کہ اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا طویل فاصلہ کر دے کہ جتنا طویل فاصلہ تو نے مشرق و مغرب کے درمیان کر دیا ہے، اور اے اللہ! مجھے خطاؤں سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے پاک و صاف کر دیا جاتا ہے، اور اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی سے اور برف سے اور اولوں سے دھو ڈال۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرات سے پہلے یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔ یہ دعا چونکہ صحیحین میں ہے، اس لیے دوسری دعاؤں کے مقابلے میں یہ دعا عموماً اور اکثر و بیشتر پڑھنی چاہیے کیونکہ صحیحین کی صحت اعلیٰ درجہ کی ہے، تاہم ذخیرہ احادیث میں واردشدہ افتتاح نماز کی دوسری دعاؤں کا پڑھنا بھی بالکل صحیح ہے۔

نماز میں سورہ فاتحہ کی اہمیت

١٤۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) [1]

''سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔''

---

[1] بخاری ، كتاب الاذان ، باب وجوب القراءة ، رقم: ٧٥٦. ومسلم ، كتاب الصلاة ، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، رقم: ٥٩٥ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① لا صَلٰوۃَ: نہیں نماز	② لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ: جس نہ پڑھی
③ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ: سورۂ فاتحہ	

راوی الحدیث

آپ کا نام عبادہ بن صامت اور کنیت ابوالولید ہے، انصاری، سالمی، خزرجی ہیں، غزوہ بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شمولیت فرمائی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں شام کا حاکم اور معلم بنایا، کچھ عرصہ حمص میں قیام فرمایا، پھر فلسطین چلے گئے، مقام رملہ یا بیت المقدس میں ۳۴ھ میں بعمر ۷۲ سال کے وفات پائی۔

تشریح

قراءت فاتحہ خلف الامام فرض ہے اور قراءت والی حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح و ثابت ہے۔ اور عدم قراءت کی حدیث ضعیف و غیر صحیح ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے قراءت فاتحہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور ایک دوسری حدیث میں ابن حبان اور دارقطنی سے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

((لَاتُجْزِئُ الصَّلَاةُ لَايُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

”جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز کافی نہیں۔“

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر فرمایا کہ جو شخص مقتدی ہو یا امام یا منفرد نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ ہر نمازی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے، اس وجہ سے اعلیٰ درجے کی صحیح ہے اور مقتدیوں کو خاص طور پر بھی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کو فرمایا گیا ہے، چنانچہ ابو داؤد، ترمذی و غیرھما میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے کچھ مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ پڑھو اس واسطے کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔ یہ حدیث بھی صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، بہت سے محدثین نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے۔ اور جتنی حدیثیں قراءت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت میں پیش کی جاتی ہیں، ان میں جو حدیثیں صحیح ہیں ان سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے وہ یا تو بالکل بے اصل ہیں یا ضعیف و ناقابل حجت۔ علماء حنفیہ میں سے صاحب "تعلیق الممجد" نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"لم یرو فی حدیث مرفوع صحیح النهی عن قرائة الفاتحة خلف الامام وکل ما ذکروه مرفوعا فیه، اما لا اصل و اما لا یصح." ❶

"کسی حدیث مرفوع صحیح میں قراءت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت نہیں وارد ہوئی ہے اور ممانعت کے بارے میں علماء حنفیہ جتنی مرفوع حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ یا تو بے اصل ہیں یا صحیح نہیں ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ کوفہ والوں سے ایک قوم کے سوا باقی تمام لوگ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جو بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں، فرماتے ہیں:

"انا اقرأ خلف الإمام والناس یقرؤون إلا قوما من الکوفیین." ❷

"میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور تمام لوگ امام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں، مگر کوفہ والوں سے ایک قوم۔"

اور خود علماء حنفیہ میں سے بعض لوگوں نے ہر نماز میں (سری ہو خواہ جہری) قراءت فاتحہ خلف الامام کو مستحسن بتایا اور بعض لوگوں نے صرف نماز سری میں۔

علامہ عینی "شرح صحیح بخاری" میں لکھتے ہیں:

---

❶ تعلیق الممجد ص ۱۰۱ .

❷ جامع ترمذی .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بعض اصحابنا يستحسنون ذلك على سبيل الاحتياط في جميع الصلوات وبعضهم في السرية فقط وافقها الحجاز والشام."

امام کی پوری پوری اقتداء کی جائے

١٥۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا)) [1]

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اقتداء اور اتباع کریں لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔"

مفردات الحدیث

① اِنَّمَا: بلاشبہ	② جُعِلَ: بنایا گیا
③ اَلْاِمَامُ: پیش امام	④ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ: تاکہ اس کی اقتداء کی جائے
⑤ فَاِذَا: پس جب	⑥ كَبَّرَ: وہ اللہ اکبر کہے
⑦ فَكَبِّرُوْا: تو تم اللہ اکبر کہو	⑧ وَاِذَا قَرَأَ: اور جب وہ قرأت کرے
⑨ فَاَنْصِتُوْا: تو تم خاموش رہو	

راوی الحدیث

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اسماء الرجال کے واقفین کے مابین سخت اختلاف ہے ایسا اختلاف کسی بھی صحابی کے نام میں نہیں ہے۔ ان کے نام کے بارے میں

[1] أبو داود، كتاب الصلاة، باب الامام يصلي من قعود، رقم:٦٠٤. والنسائي، كتاب الافتتاح، باب تأويل قوله عزوجل ﴿وإذا قرئ القرآن ... الخ﴾، رقم:٩٢١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً تیس قول ذکر کیے جاتے ہیں، امام ترمذی رحمہ اللہ نے ناموں کے اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد عبد شمس یا عبداللہ نام بتلایا ہے اور کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ نام کو ترجیح دی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں عبدالرحمٰن بن صخر کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں:

"أبو هريرة رضي الله عنه عبدالرحمن بن صخر على الأصح من نحو ثلاثين قولا."

یہی بات تذکرۃ الحفاظ میں بھی ہے۔

آپ اپنی کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ مشہور ہیں، آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا اس قبیلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی: "اللّٰهم اهد دوسا وأت بهم." "الٰہی! قبیلہ دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس پہنچا دے۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیس (۳۰) سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے علم کے بڑے حریص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف علم و دین ہی کا سوال کرتے تھے، ان کی اس صفت کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نے بھی دی ہے، خود کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: "من أسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة." "اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ کس خوش نصیب کو فائدہ پہنچے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: "لقد ظننت يا ابا هريرة! ان يسئلني من هذا الحديث أحد اول منك لما رأيت من حرصك على الحديث أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال لا إله إلا الله خالصا من قلبه." "ابو ہریرہ! میرا یہی خیال تھا کہ یہ سوال سب سے پہلے تم ہی کرو گے اس لیے کہ میں تمہاری حرص حدیث سے واقف ہوں، اس کے بعد اصل سوال کا جواب ارشاد فرمایا: میری شفاعت سے سب سے زیادہ فائدہ اخلاص قلب کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنے والے کو ہو گا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے بھی وافر حصہ ملا تھا، ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظے کے لیے آپ ﷺ نے بڑے اہتمام سے دعائیں فرمائیں، اسی لیے ان کو محدثین نے احفظ اصحاب محمد ﷺ اور احفظ من روی الحدیث فی عصرہ کہا ہے۔

مرضِ وفات میں جب وقت معلوخ ہونے لگا تو رونے لگے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: "من قلة الزاد وشدة المفازة" "سفر سخت ہے اور زادِ راہ کم ہے" یہ خوفِ آخرت تھا ورنہ اگر ان کے پاس زادِ راہ کم تھا تو پھر کس کے پاس زیادہ ہوگا۔ خلیفہ مروان عیادت کو آئے اور دعا کی "شفاك الله" "اللہ آپ کو شفا دے۔"

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی فوراً دعا کی: "اللّٰهم أحب لقاوٴك فاحب لقائی" "اے اللہ! میں آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوں، آپ بھی میری ملاقات کو پسند فرمالیجیے۔" تھوڑی دیر کے بعد اللہ ورسول ﷺ کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینے آنے والا رسول اللہ ﷺ کا یہ مہمان اپنے مالکِ حقیقی کی رحمت کی آغوش میں پہنچ گیا، رضی الله عنه وأرضاه۔

سنہ وفات میں بھی اختلاف ہے ۵۷، ۵۸، ۵۹ھ سن وفات ذکر کیے جاتے ہیں۔ ۵۷ھ راجح ہے، وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی ولید بن عقبہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

تشریح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے رہ کر اس کی اقتداء کرے، امام سے سبقت نہ کرے۔ اگر امام سے کسی رکوع وسجود وغیرہ میں پیش قدمی کرے گا تو یہ سخت ممنوع ہے اور اس کی سزا بھی سنگین ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر استدلال کیا ہے، لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ "اِذَا قُرِیَٔ فَاَنْصِتُوْا" پر تمام ائمہ وحفاظ کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے اور یہ اضافہ صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری، ابوداؤد، ابوحاتم، ابن معین، حاکم، دارقطنی، ابن خزیمہ اور محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہ کی تحقیق یہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد اور امام مسلم اگر چہ صحیح سمجھتے ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اضافہ کی تضعیف کرنے والوں کی تعداد امام مسلم اور امام احمد کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے، اس لیے اس کی تضعیف کو امام مسلم اور ان کے موافقین کی تصحیح پر مقدم کیا جائے گا۔ اس کی مکمل بحث اور تحقیق اگر دیکھنی ہو تو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی "ابکار المنن ص ۱۵۰ تا ۱۵۳" اور "تحقیق الکلام ج ۲ ص ۱۸۱ تا ۱۹۴" پڑھیں۔ ان دو کتابوں میں انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس حدیث میں "واذا قرئ فانصتوا" کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ یہی حدیث دوسری کئی سندوں سے آئی ہے اور ان میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ ابو خالد عن ابی عجلان کی روایت میں آئے ہیں اور ابن عجلان سئی الحفظ ہے اور مدلس بھی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو زید بن اسلم سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے، لہٰذا اس روایت پر صحت کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جا سکتا جب تک اس کا سماع زید بن اسلم سے ثابت نہ ہو جائے۔

مولانا عبید اللہ رحمانی فرماتے ہیں:

" قد روی حدیث ابی ھریرۃ ھذا بالاسانید الکثیرۃ لیس فی واحد منھن ھذہ الزیادۃ . "

"یہ روایت کئی سندوں سے آئی ہے لیکن کسی میں بھی یہ زیادتی نہیں ہے۔"

اگر اس زیادتی کو بالفرض صحیح سمجھ بھی لیا جائے تو بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ یہ سورہ فاتحہ کے علاوہ پڑھنے پر محمول ہوگی۔ اس توجیہ سے تمام احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "جزء القراءۃ" میں یہی لکھا ہے۔ اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے خود راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امام کے پیچھے تمام نمازوں میں خواہ سری ہو یا جہری سورہ فاتحہ پڑھنے کا فتویٰ دیتے رہے اور اس توجیہ کی اس حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے جو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟)) قُلْنَا :نَعَمْ قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) ❶

"آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا شاید کہ امام کے پیچھے تم کچھ پڑھتے ہو؟ تو ہم نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے سورہ فاتحہ کے کچھ نہ پڑھو۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ "اذا قرء فانصتوا" سے سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری قراءت کی ممانعت ہے۔

رکوع اور سجدے کی دعا

۱۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ، فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ)) ❷

"سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی شخص اپنے رکوع میں تین بار "سبحان ربی العظیم" کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہوا، اسی طرح جب اپنے سجدے میں تین بار "سبحان ربی الاعلی" کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہوا۔"

❶ أبوداود، رقم:٨٢٣. والترمذی، رقم:٣١١. والنسائی، رقم:٩١٩.

❷ أبو داود، كتاب الصلاة، باب مقدار الركوع...، رقم:٨٨٦. والترمذی، كتاب الصلاة، باب ما يقول فی التسبيح فی الركوع...، رقم:٢٦١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① إِذَا رَكَعَ: جب وہ رکوع کرتا ہے	② أَحَدُكُمْ: تمہارا کوئی ایک
③ فِي رُكُوْعِهِ: اپنے رکوع میں	④ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ: پاک ہے میرا رب عظمتوں والا
⑤ إِذَا سَجَدَ: جب وہ سجدہ کرتا ہے	⑥ فِي سُجُوْدِهِ: اپنے سجدے میں
⑦ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى: پاک ہے میرا رب بلند	⑧ فَقَدْتَمَّ: تو تحقیق اس نے پورا کیا
⑨ ذَالِكَ أَدْنَاهُ: یہ کم تر درجہ ہے۔ یعنی تین مرتبہ کی تعداد کم سے کم ہے	

راوی الحدیث

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے اور اولین اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں، ان کے والد کا انتقال زمانہ جاہلیت ہی میں ہوگیا تھا لیکن والدہ ایمان لے آئیں تھیں اور بلند پایہ صحابیہ تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پتلے دبلے جسم کے تھے، رنگ گندمی تھا، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی ضرورت سے درخت پر چڑھایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی دبلی پتلی ٹانگ کو دیکھ کر ہنسنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لرجل عبداللّٰه اثقل فی المیزان یوم القیامة من أحد.“ ”اللہ کے نزدیک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ دبلی پتلی ٹانگ بھی اُحد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہے۔“ کپڑے صاف ستھرے پہنتے اور کثرت سے عطر استعمال فرماتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار بڑے اہل فضل وکمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، وہ سابقین اولین میں سے ہیں ان کی زندگی کا خاصہ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزرا ہے، سفر وحضر میں آپ کی ذاتی خدمت میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیش پیش رہتے تھے ان میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو صاحب النعلین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسواك والوساده یعنی رسول اللہ ﷺ کی ضروریات کا خیال رکھنے والا کہتے تھے، ان کو جو قرب وتعلق آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے نصیب تھا وہ چند ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میسر تھا وہ ہمہ وقت آپ ﷺ کے گھر آتے جاتے اور خدمت اقدس میں حاضر رہتے، سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم دونوں بھائی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بکثرت حاضری دیکھ کر مدت تک یہی سمجھتے رہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے گھر کے ہی ایک فرد ہیں۔ (بخاری) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام بھی بہت بلند ہے ان کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو اہل فتویٰ اور اہل قضاء سمجھے جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا، آپ رضی اللہ عنہ کو قرآنِ مجید سے خصوصی شغف اور تعلق تھا۔ قرآنِ مجید یاد بھی بہت اچھا تھا اور بہت صحیح اور سوز کے ساتھ پڑھتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ ہی میں رہے اور کوفہ ہی ان کی دینی اور علمی سرگرمیوں کا مرکز بنا اور یہیں سے ان کے علوم کی نشر واشاعت ہوئی، حدیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۸۴۸ ہے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آخری زمانہ میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے مدینہ بلا لیا تھا۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی اور غالبًا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے نمازِ جنازہ بھی پڑھائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۶۰ سال تھی۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں اگر تسبیح تین دفعہ سے کم کہی گئی تو رکوع اور سجدہ تو ادا ہو جائے گا لیکن اس میں نقصان رہے گا، کامل ادائیگی کے لیے کم سے کم تین دفعہ تسبیح کہنا ضروری ہے، اور اس سے زیادہ کہنا اور بہتر ہے۔ ہاں امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ اتنا زیادہ طویل نہ کرے جو مقتدیوں کے لیے زحمت اور گرانی کا باعث ہو۔

سیّدنا سعید بن جبیر تابعی سے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر بن عبدالعزیز کے متعلق فرمایا کہ: اس جوان کی نماز نبی کریم ﷺ کی نماز کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے۔ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے رکوع و سجود کے بارے میں اندازہ کیا کہ وہ تسبیح تقریباً دس دفعہ پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی رکوع و سجود میں تقریباً دس دس دفعہ تسبیح کہتے تھے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جو شخص نماز پڑھائے وہ کم سے کم تین دفعہ اور زیادہ سے زیادہ دس دفعہ تسبیح پڑھا کرے۔

مندرجہ بالا تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدے میں "سبحان ربی العظیم" اور "سبحان ربی الاعلی" کہنے کی امت کو ہدایت اور تلقین فرمائی، اور یہی آپ ﷺ کا معمول بھی تھا۔ لیکن دوسری بعض احادیث میں رکوع اور سجدے ہی کی حالت میں تسبیح و تقدیس کے بعض دوسرے کلمات اور دعاؤں کا پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

رکوع اور سجدے کی دوسری دعا

۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. [1]

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں بکثرت یہ کلمات کہا کرتے تھے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" (اے اللہ! ہمارے رب ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں، اے اللہ! میری مغفرت فرما)، آپ ﷺ (یہ کلمات کہہ کر) قرآن مجید کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔"

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب التسبیح والدعاء فی السجود، رقم: ۸۱۷۔ ومسلم، کتاب الصلاۃ باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ۱۰۸۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحديث

① يُكْثِرُ: زیادہ کرتے	② اَنْ يَقُوْلَ: یہ کہ وہ کہتے
③ فِي رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: اپنے رکوع اور سجدے میں	④ سُبْحَانَكَ: پاک ہے تو
⑤ اَللّٰهُمَّ: یاالٰہی	⑥ رَبَّنَا: ہمارا رب
⑦ وَبِحَمْدِكَ: اور تیری حمد وثنا کے ساتھ	⑧ اغْفِرْلِيْ: مجھے بخش دے

تشریح

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آخری الفاظ "یتاول القرآن" کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ نصر میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو یہ حکم دیا گیا تھا ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ ''آپ اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں، اور اس سے مغفرت طلب کریں'' اس حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ ان کلمات کے ذریعہ رکوع اور سجدے میں بھی اللہ کی حمد و تسبیح اور اس سے استغفار کرتے تھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ سورہ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ کے نزول کے بعد نماز کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور استغفار کے جامع کلمات بکثرت جاری رہتے تھے۔ اللہ اس کی اقتداء اور پیروی ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

رکوع اور سجدے کے بعد اطمینان اور جلسہ کا حکم

١٨۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
((لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)) [1]

[1] أبو داود، كتاب الصلاة ،باب صلاة من لايقيم صلبه . . ، رقم:٨٥٥. والترمذي ، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن لايقيم صلبه، رقم: ٢٦٥ . والنسائي ، رقم:١٠٢٦ . وابن ماجه، رقم: ٨٧٠ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آدمی کی نماز اس وقت تک کافی نہیں ہوتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا برابر نہ کرے۔"

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا)) [1]

"سیّدہ طلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو بندہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔"

مفرداتُ الحدیث

① لَا تُجْزِئُ: نہیں کافی ہوتی، نہیں صحیح ہوتی	② صَلٰوةُ الرَّجُلِ: آدمی کی نماز
③ حَتّٰى يُقِيْمَ: یہاں تک کہ وہ سیدھی کرے	④ ظَهْرَهٗ: اپنی کمر
⑤ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ: رکوع اور سجدے میں	

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ہے، انصاری ہیں، عقبہ ثانیہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اخیر عمر میں کوفہ کو اپنا مسکن بنایا اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کوفہ ہی میں ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

تشریح

نماز کی طرف اللہ تعالیٰ کا نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نماز اس کے نزدیک قابل

[1] مسند أحمد ٤/ ٢٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول نہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی اور اس کی نظر سے غائب نہیں ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص رکوع وسجود کو قاعدے کے مطابق صحیح طور سے ادا نہیں کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ یہی ان دونوں حدیثوں کی ہدایت ہے۔

دو سجدوں کے درمیان کی دعا

۱۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)) [1]

”سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ”اللّٰھم اغفرلی ......الخ“ کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت کی نعمت سے نواز، مجھے معاف فرما دے اور میرے رزق کی کفالت فرما۔“

مفردات الحدیث

① كَانَ يَقُوْلُ: کہا کرتے تھے	② بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: دو سجدوں کے درمیان
③ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ: الٰہی مجھے بخش دے	④ وَارْحَمْنِيْ: اور مجھ پر رحم فرما
⑤ وَاهْدِنِيْ: اور مجھے ہدایت عطا کر	⑥ وَعَافِنِيْ: اور مجھے معاف کر دے
⑦ وَارْزُقْنِيْ: اور مجھے رزق دے	

راوی الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے چچا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حبر الامہ امام التفسیر وترجمان القرآن سیّدنا عبداللہ بن بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی اپنے والد

[1] أبو داود، كتاب الصلاة ، باب الدعاء بين السجدتين ، رقم: ٨٥٠. والترمذي، كتاب الصلاة، باب ما يقول بين السجدتين ، رقم: ٢٨٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اور والدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے ساتھ فتح مکہ سے کچھ پہلے ہجرت کر کے مدینہ رسول ﷺ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر کل ۱۳ سال تھی، ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کا موقع تو بہت کم ملا، لیکن ذوق وشوق اور طلب علم نے اس کمی کی تلافی کر دی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو دعائیں زبانِ نبوت سے ملی ہیں ان کی مثال کہیں مشکل سے ہی ملے گی اور یہ انہیں دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کو حبر الأمہ، ترجمان القرآن، بحر العلم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نعم ترجمان القرآن ابن عباس لو ادرك اسناننا ما عشره منا أحد" ❶

''ابن عباس رضی اللہ عنہما بہترین مفسر قرآن ہیں، اگر وہ ہم لوگوں کی عمر پاتے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کے مساوی نہ ہوسکتا تھا۔''

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر دماغ، عقلمند، صاحب علم اور حلیم وبردبار شخص نہیں دیکھا۔ ❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو کہتے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو، "هو اعلم الناس بما انزل على محمد ﷺ" ''وہ قرآن کے سب سے بڑے عالم ہیں۔''

حضرت مجاہد تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے علم کی وجہ سے لوگ بحر العلوم کہتے تھے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا شمار ان چھ، سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہے جن کو

---

❶ تذكرة الحفاظ:١/ ٤٠، فتح الباري:٧/ ١٠٠.

❷ سير اعلام النبلاء:٣/ ٣٤٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکثرین فی الحدیث کہا جاتا ہے اور ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ٦٦ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بہت حسین وجمیل اور وجیہ تھے، ٦٨ھ میں طائف میں وفات پائی، حضرت محمد بن الحنفیہ (جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تشریح

رکوع اور سجدہ کی طرح قومہ اور جلسہ میں بھی جو کلمات اور جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور ہیں، ظاہر ہے کہ وہ سب نہایت ہی مبارک اور مقبول دعائیں ہیں، البتہ اگر نماز پڑھنے والا امام ہو تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہدایت کے مطابق اس کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ اس کا طرزِ عمل مقتدیوں کے لیے زحمت ومشقت کا باعث نہ بنے۔

تشہد کی دعا

٢٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) [1]

"سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلقین فرمائی کہ: جب تم میں سے کوئی نماز میں (تشہد کی حالت میں) بیٹھے تو یہ دعا پڑھے: "التحیات للہ والصلوات والطیبات...... الخ" یعنی ادب و تعظیم اور اظہار نیاز کے سارے کلمے اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام عبادات اور

[1] بخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام اسم من أسماء اللہ تعالی...، رقم: ٦٢٣٠. ومسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ، رقم: ٦٠٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام صدقات اللہ ہی کے لیے ہیں، تم پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔"

مفردات الحدیث

① إِذَا جَلَسَ: جب وہ بیٹھے	② أَحَدُكُمْ: تم میں سے کوئی ایک
③ فِي الصَّلٰوةِ: نماز میں	④ فَلْيَقُلْ: تو چاہیے وہ کہے
⑤ اَلتَّحِيَّاتُ: تمام زبانی عبادتیں یعنی تمام سلام و آداب' عظمت اور بڑائی	
⑥ لِلّٰهِ: اللہ کے لئے	⑦ وَالصَّلَوٰتُ: اور تمام بدنی عبادتیں' ساری دعائیں' التجائیں
⑧ وَالطَّيِّبَاتُ: اور تمام پاکیزہ کلمات	⑨ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ: سلامتی ہو آپ پر' اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں
⑩ أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی علیہ الصلوۃ والسلام	⑩ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا: سلامتی ہو ہم پر
⑪ عِبَادِ اللّٰهِ: اللہ کے بندے	⑫ الصَّالِحِيْنَ: نیک
⑬ أَشْهَدُ: میں گواہی دیتا ہوں	⑭ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ: نہیں کوئی معبود حقیقی سوائے اللہ کے
⑮ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ: اس کا بندہ اور رسول	

تشریح

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو کچھ سکھاتے اور بتاتے تھے، اس میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ قرآن مجید کی تعلیم کا فرماتے تھے، لیکن تشہد (التحیات) کی تعلیم و تلقین آپ ﷺ نے اسی خاص الخاص اہتمام سے فرمائی جس اہتمام سے آپ ﷺ قرآن مجید کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان پکڑنا بھی اسی سلسلہ کا ایک جزء تھا، اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ تشہد ایک ایک کلمہ کر کے تلقین فرمایا جس طرح کہ بچوں یا ان پڑھوں کو کوئی اہم چیز یاد کروائی جاتی ہے۔ اور ''مسند احمد'' کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ تشہد تعلیم فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ دوسروں کو اس کی تعلیم دیں۔ تشہد، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیّدنا عمر، سیّدنا عبداللہ بن عباس، سیّدہ عائشہ صدیقہ اور بعض اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اور ان روایات میں ایک دو لفظوں کا معمولی سا فرق بھی ہے لیکن محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ سند اور روایت کے لحاظ سے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس تشہد کو ہی ترجیح دی جائے گی، اگرچہ دوسری روایات بھی صحیح ہیں اور ان میں وارد شدہ تشہد بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

بعض شارحینِ حدیث نے ذکر کیا ہے کہ یہ تشہد شب معراج کا مکالمہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بارگاہ قدوسیت میں شرفِ حضوری نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذرانہ عبودیت اس طرح پیش کیا، اور گویا اس طرح سلامی دی:

''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً عرض کیا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ . ''

اس کے بعد (عہد ایمان کی تجدید کے طور پر) مزید عرض کیا:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

ان شارحین نے لکھا ہے کہ نماز میں اس مکالمہ کو شب معراج کی یادگار کے طور پر جوں کا توں لے لیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے السلام علیك ایها النبی میں خطاب کی ضمیر کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برقرار رکھا گیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں خود سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اس وقت کہا کرتے تھے جب آپ ﷺ ہمارے ساتھ اور ہمارے درمیان ہوتے تھے، پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو ہم بجائے اس کے "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ" کہنے لگے۔ لیکن جمہور امت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو لفظ تلقین فرمایا تھا (یا معراج کے مکالمہ والی مشہور عام روایت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ارشاد ہوا تھا) یعنی "السلام علیك ایها النبی" رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بھی بطور یادگار اسی کو جوں کا توں برقرار رکھا گیا، اور بلاشبہ ارباب ذوق کے لیے اس میں ایک خاص لطف ہے۔ اب جو لوگ اس صیغہ خطاب سے نبی ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ شرک پسندی کے مریض، نہایت ہی کور ذوق اور عربی زبان وادب کی لطافتوں سے بالکل ہی ناآشنا ہیں۔

تشہد میں درود شریف

۲۱۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى ؒ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) [1]

[1] بخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، باب، رقم: ۳۳۷۰. ومسلم كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، رقم: ٦١٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ ہمیں یہ بتا دیجیے کہ ہم آپ پر صلوٰۃ (درود) کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں کہا کرو: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ......الخ'' یعنی اے اللہ! اپنی خاص عنایت اور رحمت فرما سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر، جیسے کہ تو نے عنایت و رحمت فرمائی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا حقدار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے خاص برکتیں نازل فرمائیں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا حقدار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔''

مفرداتُ الحدیث

① سَاَلْنَا: ہم نے سوال کیا	② فَقُلْنَا: تو ہم نے کہا
③ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ: کیسے ہوگا درود	④ عَلَیْکُمْ: آپ پر
⑤ اَھْلَ الْبَیْتِ: اہل بیت، خاندان	⑥ قُوْلُوْا: تم کہو
⑦ اَللّٰھُمَّ: یاالٰہی	⑧ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ: رحمت نازل فرما سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
⑨ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ: آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر	⑩ کَمَا صَلَّیْتَ: جس طرح تو نے رحمت کی
⑪ اِنَّکَ: بلاشبہ تو	⑫ حَمِیْدٌ: صاحب تعریف
⑬ مَجِیْدٌ: بزرگ و برتر	⑭ بَارِكْ: برکت عطا کر
⑮ کَمَا بَارَکْتَ: جس طرح تو نے برکت عطا کی	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے، کوفہ کے تابعین میں سے طبقہ اول میں ان کا شمار ہوتا ہے، انصاری ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے۔

تشریح

جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت (۵۶) میں نماز یا غیر نماز کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، لیکن ایک دوسرے صحابی سیّدنا ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے۔ اس کی بعض دوسری روایات میں سوال کے الفاظ یہ نقل کیے گئے ہیں:

((كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلَاتِنَا)).

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جب نماز میں آپ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں؟''

اس روایت سے صراحتاً معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ سوال نماز میں درود شریف پڑھنے کے بارے میں تھا، اور گویا یہ بات ان کو معلوم ہو چکی تھی کہ درود کا خاص محل نماز ہے۔

اس کے علاوہ حاکم نے ''مستدرک'' میں بسند قوی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد روایت کیا ہے:

''يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ.''

''آدمی نماز میں (یعنی قعدہ اخیرہ میں) تشہد پڑھے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد اپنے لیے دعا کرے۔''

ظاہر ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سننے کے بعد ہی فرمائی ہوگی، وہ اپنی طرف سے کیسے کہہ سکتے تھے کہ تشہد کے بعد نمازی کو درود شریف پڑھنا چاہیے۔

بہر حال ان ساری چیزوں کو سامنے رکھنے کے بعد یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ سورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احزاب میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا جو حکم دیا گیا تھا، اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات تو معلوم ہو چکی تھی کہ اس کی تعمیل کا خاص محل نماز اور اس کا بھی جزوِ اخیر قعدہ اخیرہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ ہم نماز میں یہ درود کس طرح اور کن الفاظ میں بھیجا کریں۔ بس اسی کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ درود ابراہیمی تلقین فرمایا جو ہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

درود شریف میں لفظ ''آل'' کا مطلب:

اس درود میں 'آل' کا لفظ جو چار دفعہ آیا ہے اس کا ترجمہ ہم نے ''گھر والوں'' کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عربی زبان خاص کر قرآن و حدیث کے محاورے میں کسی شخص کے 'آل' ان کو کہا جاتا ہے جو اس کے ساتھ خاص الخاص تعلق رکھتے ہوں، خواہ یہ تعلق نسب اور رشتہ کا ہو جیسے کہ اس شخص کے بیوی بچے یا رفاقت و معیت اور عقیدت و محبت اور اتباع و اطاعت کا جیسے کہ اس کے مشن کے خاص ساتھی اور محبین و متبعین اس لیے اصل لغت کے لحاظ سے یہاں 'آل' کے معنی دونوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن صحیحین میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی جو حدیث درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''آل'' سے مراد آپ ﷺ کے گھر والے یعنی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی نسل و اولاد ہی ہے۔ واللہ اعلم

درود شریف کے بعد دعائے مغفرت

۲۲۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ)) [1]

---

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام، رقم: ۸۳۴. ومسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، رقم: ٦٨٦٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دیجیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوں کہا کرو، "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ...... الخ" کہ اے اللہ! میں نے خود اپنے اوپر بہت ہی ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جو گناہوں کو بخش سکتا ہو اور معافی دے سکتا ہو۔ پس اے میرے اللہ! تو محض اپنی طرف سے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، تو اور بس تو ہی بخشنے والا ہے اور بہت رحم فرمانے والا ہے، اور بخشش و رحمت تیری ہی ذاتی صفت ہے۔"

مفردات الحدیث

① عَلِّمْنِيْ: مجھے سکھلا دیجیے	② اَدْعُوْبِهٖ: میں اس کے ساتھ دعا کرو
③ فِيْ صَلٰوتِيْ: اپنی نماز میں	④ اِنِّيْ ظَلَمْتُ: میں نے ظلم کیا
⑤ ظُلْمًا كَثِيْرًا: زیادہ ظلم	⑥ لَا يَغْفِرُ: نہیں بخشتا ہے
⑦ الذُّنُوْبَ: بہت سے گناہ	⑧ فَاغْفِرْلِيْ: مجھے بخش دے
⑨ مَغْفِرَةً: بخشش	⑩ مِنْ عِنْدِكَ: اپنے پاس سے
⑪ الْعَزِيْزُ: غالب	⑫ الرَّحِيْمُ: مہربان

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے، آپ عام الفیل کے دو سال بعد پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ۔

ساتویں پشت میں نبی کائنات ﷺ کے شجرہ نسب میں جا ملتے ہیں، آپ کا لقب عتیق ہے کیوں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا: "جو شخص جہنم کی آگ سے آزاد شدہ آدمی کو دیکھنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے تو وہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔''

آپ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں ہی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک رہے، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے والد محترم اور بیٹے و پوتے شرف صحابیت سے بہرہ ور ہوئے، یہ شرف صحابہ میں کسی کو نصیب نہیں، اور آپ ۲ سال ۴ ماہ خلافت کے منصب پر فائز رہے۔

آپ جمادیٰ الثانی بروز منگل ۱۳ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے، آپ کو آپ کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا اور نمازِ جنازہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب سپرد خاک کیا گیا۔

تشریح

اس حدیث میں یہ تو صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر یہ دعا نماز میں پڑھنے کے لیے تعلیم فرمائی تھی، لیکن یہ بات لفظوں میں مذکور نہیں ہے کہ نماز کے آخر میں سلام سے پہلے پڑھنے کے لیے تعلیم فرمائی تھی یا بعد میں، مگر شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ چونکہ نماز میں دعا کا وہی خاص محل و موقع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع کے لیے فرمایا تھا کہ: ''تشہد کے بعد سلام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے بندہ کوئی اچھی دعا منتخب کرے اور وہی اللہ تعالیٰ سے مانگے۔'' سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی صحیحین والی حدیث سے ثابت ہے اس لیے ظاہر یہی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی موقع کی دعا کے لیے تعلیم کی درخواست کی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا ان کو اسی موقع کے لیے تعلیم فرمائی تھی۔ غالباً اسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ حدیث ''بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ'' کے زیر عنوان روایت کی ہے۔

اس دعا میں غور کرنے اور سمجھنے کی خاص بات یہ ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بار بار جنت کی بشارت سے سرفراز ہو چکے تھے اور جو یقیناً امت میں سب سے افضل ہیں اور ان کی نماز پوری امت میں سب سے بہتر اور کامل نماز ہے۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری مرض میں ان کو امام بنایا وہ درخواست کرتے ہیں کہ مجھے کوئی خاص دعا تعلیم فرما دیجیے جو میں نماز میں یعنی اس کے خاتمہ پر سلام سے پہلے اللہ سے مانگا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں ان کو یہ دعا تعلیم فرمائی۔ گویا آپ ﷺ نے ان کو یہ بتایا کہ اے ابو بکر! نماز پڑھ کر بھی دل میں یہ وسوسہ نہ آئے کہ اللہ کی عبادت کا حق ادا ہو گیا اور کچھ کر لیا، بلکہ نماز جیسی عبادت کے خاتمہ پر بھی اپنے کو سر سے پاؤں تک قصوروار اور خطا کار قرار دیتے ہوئے اس کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرو اور اس سے معافی و بخشش اور رحم کی بھیک مانگو، اور یہ کہہ کر مانگو کہ میرے اللہ! میرے پاس کوئی عمل اور کوئی نیکی نہیں ہے جس کی وجہ سے بخشش اور معافی بھی میرا حق ہو، تو اپنی صفت مغفرت و رحمت کا بس صدقہ مجھ گناہگار کو عطا فرما دے اور میرے لیے مغفرت و رحمت کا فیصلہ فرما دے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تشہد اور درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعائیں ضرور مانگنی چاہئیں۔ ان کا یاد کرنا اور ان کا مطلب بھی ذہن میں بٹھا لینا کوئی بڑی اور مشکل بات نہیں ہے۔ معمولی توجہ سے تھوڑے سے وقت میں یہ کام ہو سکتا ہے۔ بڑی بے نصیبی اور ناقدری کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عطا کیے ہوئے ان جواہرات سے ہم محروم رہیں۔ اللہ کی قسم نبی مکرم ﷺ کی تعلیم فرمائی ہوئی ایک ایک دعا دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔

کن لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی؟

۲۳۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ ، الْعَبْدُ الْآبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ ، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ)) . وفي رواية ابن ماجه ((وَأَخَوَانِ مُتَصَادِمَانِ)) [1]

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے

[1] ترمذی، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فيمن أم قوما وهم له كارهون ، رقم: ٣٦٠ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے بلند نہیں ہوتی ایک تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ واپس نہ آجائے، دوسری وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو، تیسرا وہ امام جسے اس کی قوم پسند نہ کرتی ہو۔" اور ابن ماجہ کی روایت میں "اَخَوَانِ مُتَصَادِمَانِ" کے الفاظ بھی ہیں یعنی دو بھائی جو آپس میں ناراض ہوں۔"

مفردات الحدیث

① ثَلاثَةٌ: تین	② لَا تُجَاوِزُ: نہیں تجاوز کرتی
③ صَلوتُهُنَّ: ان کی نماز	④ آذَانَهُمْ: ان کے کان
⑤ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ: بھاگا ہوا غلام	⑥ حَتّٰی يَرْجِعَ: یہاں تک کہ وہ واپس آجائے
⑦ وَامْرَأَةٌ: عورت	⑧ بَاتَتْ: رات گزاری
⑨ وَزَوْجُهَا: اس کا خاوند	⑩ سَاخِطٌ: ناراض
⑪ وَإِمَامُ قَوْمٍ: قوم کا امام	⑫ كَارِهُوْنَ: ناپسند کرنے والے
⑬ وَاَخَوَانٌ: دو بھائی	⑭ مُتَصَادِمَانِ: دونوں باہمی جھگڑنے والے

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی صدی بن عجلان بن حارث ہے بعض کہتے ہیں ابن عجلان بن وہب ہے، ان کی کنیت ابو امامہ باہلی ہے، مصر میں کچھ عرصہ قیام فرمایا پھر حمص تشریف لے گئے۔ ۹۱ سال کی عمر میں ۸۶ھ کو فوت ہوئے، آپ شام میں فوت ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آخری صحابی ہیں۔

تشریح

غلام کے حکم میں باندی بھی داخل ہے یعنی باندی بھی اگر اپنے آقا سے بھاگ جائے تو اس کا بھی یہی حال ہوگا، جب تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس واپس نہ آجائے، اس کی نماز بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول نہیں ہوگی۔

عورت کے بارے میں جو حکم فرمایا گیا ہے تو یہ اس شکل میں ہے جب کہ عورت بداخلاق ہو اور اس کی بدخلقی، نافرمانی اور بے ادبی کی وجہ سے اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور اگر خاوند ہی بدخلق ہو اور اپنی بیوی سے ناحق ناراض وخفا رہے تو عورت گنہگار نہیں ہوگی بلکہ مرد خود ہی گنہگار ہوگا۔

امام کے بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام پر یہ گناہ اس وقت ہوگا جبکہ اس کی بدعت و ضلالت اور فسق و فجور کی وجہ سے اس کے مقتدی اس سے ناراض ہوں، اور اگر مقتدی کسی دنیوی غرض کے تحت اس سے کراہت وعداوت رکھتے ہوں تو امام مطلقاً گنہگار نہیں ہوگا اور نہ ایسے امام کے حق میں حدیث مذکورہ کا حکم ہے، بلکہ مقتدی ہی گنہگار ہوں گے۔

اتنی بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ حدیث میں مذکورہ امام سے مراد نماز کا امام بھی ہے اور حاکم وخلیفہ بھی۔ یعنی اگر کسی حاکم وخلیفہ سے اس کی رعایا اس کی بداعمالیوں اور غلط کاریوں کی وجہ سے ناخوش ہوگی تو وہ بھی ایسا ہی گنہگار ہوگا۔

کون سے اعمال اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں

۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) [1]

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو باقاعدگی اور ہمیشگی کے ساتھ کئے جائیں اگرچہ وہ مقدار میں کم ہی ہوں۔“

[1] بخاري، كتاب الايمان، باب أحب الدين إلى الله أدومه، رقم: ٤٣. ومسلم، كتاب صلاة المسافرين...، باب فضيلة العمل الدائم..، رقم: ١٣٠٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اَحَبُّ الْاَعْمَالِ: اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ	② اِلَی اللّٰہِ : اللہ تعالیٰ کے ہاں
③ اَدْوَمُھَا جن اعمال میں دوام یعنی تسلسل ہو	④ وَاِنْ قَلَّ: اور اگر چہ وہ مقدار میں کم ہوں

تشریح

مطلب یہ ہے کہ اپنے لیے اتنی زیادہ عبادت ضروری قرار نہ دو جسے تم ہمیشہ نبھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو بلکہ اسی قدر عبادت کرو کہ جتنی تم ہمیشہ پابندی کے ساتھ کرسکو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے میں تنگی نہیں کرتا یعنی ثواب دینا ترک نہیں کرتا یہاں تک کہ تم خود عبادت کی زیادتی سے پریشان ہو کر سرے سے عبادت ہی نہ چھوڑ دو۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کرنے والے کو ثواب دیے جاتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص زیادتی کے سبب تھک کر عبادت چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ثواب دینا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا عبادت کے معاملے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے تاکہ ہمیشہ عبادت جاری رہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے ثواب کا سلسلہ بھی قائم رہے۔

انسان کے لیے بہترین سرمایہ

۲۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((خَیْرُ مَا یَکْنِزُ الْمَرْءُ ، الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ اِذَا نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ ، وَاِذَا اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ ، وَاِذَا غَابَ عَنْھَا حَفِظَتْہُ)) [1]

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا بہترین سرمایہ اس کی نیک بیوی ہے۔ جب اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اس کو خوش کر دیتی ہے اور جب اسے حکم کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرتی ہے اور

[1] أبو داود، کتاب الزکوۃ، باب فی حقوق المال، رقم:١٦٦٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ اس سے غیر حاضر ہوتا ہے تو اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے۔''

مفردات الحدیث

① خَيْرُ : بہترین	② مَا يَكْنِزُ: جو خزانہ جمع کرتا ہے
③ الْمَرْءُ: کوئی انسان	④ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ: نیک بیوی
⑤ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا: جب وہ اس کی طرف دیکھتا ہے	⑥ سَرَّتْهُ : اسے خوش کرتی ہے
⑦ وَإِذَا أَمَرَهَا: اور جب وہ اسے حکم دیتا ہے	⑧ أَطَاعَتْهُ: اس کی اطاعت کرتی ہے
⑨ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا: اور جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے	⑩ حَفِظَتْهُ: اس کی حفاظت کرتی ہے

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ نیک بیوی آدمی کے لیے بہترین سرمایہ ہے۔ جس کو نیک بیوی مل جائے اس کے لیے دنیا بھی جنت بن جاتی ہے۔ نیک بیوی کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ خاوند جب اس کی طرف دیکھے تو وہ محبت بھری نظر سے دیکھ کر اس کو خوش کر دے اور چہرے پر مسکراہٹ لائے۔ اور جب بھی خاوند کسی کام کا حکم دے تو فوراً سر تسلیم خم کر دے، بشرطیکہ وہ کام خلاف شرع نہ ہو۔ اور جب خاوند گھر میں نہ ہو تو اس کے مال، عزت، آبرو اور اہل خانہ کی حفاظت و نگہداشت کرے۔ ایسی نیک بیوی اور فرمانبردار بیوی کے لیے آخرت میں جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوں گے۔

صدقہ، تواضع اور معاف کردینے کی فضیلت

٢٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لیے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔''

مفردات الحدیث

① مَا نَقَصَتْ: نہیں کم کیا	② مِّنْ مَّالٍ: مال میں سے
③ مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا: نہیں اضافہ کیا اللہ نے کسی بندے کے لئے	
④ إِلَّا عِزًّا: مگر عزت کو	⑤ بِعَفْوٍ: معافی اور درگزر کے ساتھ
⑥ وَ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ: اور نہیں انکساری کی کسی نے	⑦ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ: مگر بلند کیا اللہ نے اس کو

تشریح

یہاں تین باتیں بتائی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اگرچہ ظاہری طور پر مال میں کمی و نقصان کا سبب ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں صدقہ و خیرات مال میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے بایں طور کہ صدقہ و خیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرمائی جاتی ہے۔ وہ اور اس کا مال آفت و بلا سے محفوظ رہتے ہیں اور اس کے نامہ اعمال میں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ بلکہ دنیا میں بھی اسے اس طرح نعم البدل عطا فرمایا جاتا ہے کہ اس کا مال بڑھتا رہتا ہے۔

دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص کسی دوسرے سے بدلہ لینے پر قادر ہونے

---

❶ مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع، رقم: ٤٦٨٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود معاف کر دیتا ہے اور اس کی خطا سے درگزر کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں، چنانچہ ایک عارف کا قول منقول ہے کہ ''کوئی بھی انتقام عفو و درگزر کے برابر نہیں ہے۔''

تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص کسی غرض و منفعت کی خاطر نہیں بلکہ صرف اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے جذبہ سے تواضع اور عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

کون سا صدقہ بہتر ہے

۲۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو بے پروائی کے ساتھ دیا جائے اور صدقہ دینے کی ابتداء اس شخص سے کرو جس کا نفقہ تم پر لازم ہو۔''

مفردات الحدیث

① خَیْرُ الصَّدَقَةِ: بہترین صدقہ	② مَا كَانَ: جو ہو
③ عَنْ ظَهْرِ غِنًى: مالداری اور تونگری کی بنیاد پر	
④ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ: خرچ کی ابتدا کر ان سے جن کا تو ذمے دار ہے یعنی اپنے اہل و عیال سے	

تشریح

بے پروائی کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کا مال اس انداز سے دو کہ تم خود فقیر و مفلس نہ بن جاؤ بلکہ غنا باقی رہے، یعنی اپنے اہل و عیال کی ضروریات زندگی کے بقدر مال و اسباب رکھ لو۔ اس کے بعد جو کچھ بچ جائے اسے اللہ کے نام پر خیرات کر دو، ایسا نہ ہو کہ تمام ہی مال و

❶ بخاري، كتاب الزكاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غنى......، رقم: ١٤٢٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زر اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اور اپنے اہل و عیال کو محتاجی اور بھوک سے بلکنے کے لیے چھوڑ دو، چنانچہ آپ ﷺ نے بعد میں اسی بات کی وضاحت فرمائی کہ صدقہ کا مال پہلے تو ان لوگوں کو دو جن کی ضروریات زندگی تمہاری ذات سے وابستہ ہوں، جب ان سے بچ جائے تو پھر بعد میں دوسروں کو دو۔ اس بارے میں تحقیقی مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنا مال و زر خرچ کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے یا تو غنائے نفس حاصل ہو۔

بایں طور کہ از راہ سخاوتِ نفس وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے تو اسے اللہ کی ذات پر اس درجہ کامل اعتماد اور توکل ہو کہ اس کا دل بالکل مستغنی ہو اور اسے اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ میرے اہل و عیال کل کیا کھائیں گے، جیسا کہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر اپنا تمام مال و اسباب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا، تو آپ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا کہ ''ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟'' انہوں نے عرض کیا ''اللہ'' (یعنی اہل و عیال کے لیے اللہ کی ذات پر کامل اعتماد اور توکل چھوڑ آیا ہوں کہ جس نے اب تک مجھے اتنا مال و زر دیا ہے وہی کل کو بھی ان کی ضروریات زندگی پوری کرے گا)۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس سخاوت اور ان کے اس عظیم جذبہ کو بہت سراہا۔ یہ تو پہلا درجہ ہوا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر غنائے نفس حاصل نہ ہو تو پھر غنائے مال ہونا ضروری ہے یعنی اللہ کی راہ میں اتنا ہی مال خرچ کرے کہ خود مفلس و فقیر نہ ہو جائے، بلکہ اتنا مال باقی رکھ لینا ضروری ہے کہ اہل و عیال کی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اگر ''توکل'' کی دولت نصیب ہو تو پھر جو کچھ چاہے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو اپنے اہل و عیال کو مقدم رکھے، صدقہ و خیرات میں اتنا مال نہ دے کہ خود اور اہل و عیال ضروریات زندگی کے لیے محتاج ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید پر عمل کرنے سے ہی قومی عزت مل سکتی ہے

۲۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ)) [1]

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب پاک (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرے گا اور بہت سے لوگوں کو نیچے گرائے گا۔''

مفردات الحدیث

① يَرْفَعُ: بلند کرتا ہے	② بِهٰذَا الْكِتَابِ: اسی کتاب کے ذریعے
③ أَقْوَامًا: بہت سی قوموں کو	④ وَيَضَعُ بِهِ: اسی کے ذریعے پست کرتا ہے
⑤ آخَرِيْنَ: دوسروں کو	

تشریح

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی صفت قائمہ اور بندوں کے لیے اس کا فرمان اور عہد نامہ ہے۔ اس کی وفاداری اور تابعداری اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور تابعداری ہے۔ اسی طرح اس سے انحراف اور بغاوت اللہ تعالیٰ سے انحراف اور سرکشی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو قوم اور جو امت خواہ وہ کسی نسل سے ہو، اس کا کوئی بھی رنگ اور کوئی بھی زبان ہو، قرآن مجید کو اپنا راہنما بنا کر اپنے آپ کو اس کا تابعدار بنا دے گی اور اس کے ساتھ وہ تعلق رکھے گی جو کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے اس کا حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں سربلند کرے گا۔ اور اس کے برعکس جو قوم اور امت اس سے انحراف اور سرکشی کرے گی وہ اگر بلندیوں کے آسمان پر بھی ہوگی تو نیچے گرادی جائے گی۔

اسلام اور مسلمانوں کی پوری تاریخ اس حدیث کی صداقت کی گواہ اور اللہ تعالیٰ کے اس

[1] مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن، رقم: ١٣٥٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلے کی آئینہ دار ہے۔ اس حدیث میں "اقواماً" کے لفظ سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ عروج و زوال کے اس الٰہی قانون کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ قوموں اور امتوں سے ہے۔ واللہ اعلم

اعتراف گناہ اور توبہ کا نتیجہ

۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) ❶

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔"

مفردات الحدیث

① إِنَّ الْعَبْدَ: بلاشبہ بندہ	② إِذَا اعْتَرَفَ: جب اعتراف کرتا ہے
③ ثُمَّ تَابَ: پھر توبہ کرتا ہے	
④ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ: اللہ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی اس کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں	

تشریح

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ توبہ کرنے سے قبل اعتراف جرم ضروری ہے۔ یعنی اپنی غلطی کا اعتراف کیے بغیر توبہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا میں ہے کہ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا﴾ "اے اللہ ہم نے اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا۔" اسی طرح فرمایا: "انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا" "میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا۔" اعتراف جرم کے بعد کی جانے والی توبہ یقیناً اللہ کے ہاں قابل قبول ہوتی ہے۔

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک ...... ، رقم: ٤١٤١ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغفار کی برکتیں

۳۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ استغفار کو لازم پکڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا، اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہیں ہو گا۔''

مفردات الحدیث

① مَنْ لَزِمَ: جس نے لازم پکڑا	② اَلْاِسْتِغْفَارَ: استغفر اللہ کہنا
③ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ: اللہ نے اس کے لئے کر دیا	④ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ: ہر تنگی سے
⑤ مَخْرَجًا: نکلنے کا راستہ	⑥ وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ: ہر غم سے
⑦ فَرَجًا: کشادگی	⑧ رَزَقَهُ اللّٰهُ: اللہ نے اسے رزق دیا
⑨ مِنْ حَيْثُ: جہاں سے	⑩ لَا يَحْتَسِبُ: وہ وہم و گمان نہیں کرتا

تشریح

ملحوظ رہے کہ یہ وعدہ صرف زبان سے کلمات استغفار پڑھنے پر نہیں ہے بلکہ استغفار کی حقیقت پر ہے۔ استغفار کی اصل غرض و غایت اور اس کا موضوع تو اللہ تعالیٰ سے اپنے

[1] مسند أحمد: ۱/ ۲٤۸. و أبوداود، كتاب الوتر، باب في الاستغفار، رقم:۱۵۱۸.
وابن ماجه، كتاب الادب، رقم: ۳۸۱۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کو معاف کروانا ہے تاکہ بندہ ان کے عذاب و وبال سے بچ جائے، لیکن قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بتلا دیا ہے کہ استغفار بہت سی دنیوی برکات کا بھی باعث بنتا ہے اور بندے کو اس دنیا میں بھی اس کے طفیل بہت کچھ ملتا ہے۔

نیک بیوی بہت بڑی نعمت ہے

۳۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا، اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ)) ❶

"سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پوری دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔"

مفردات الحدیث

① اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ: دنیا تمام تر ساز و سامان ہے	
② وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا: دنیا کا بہترین ساز و سامان	
③ اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ: نیک عورت	

تشریح

"متاع" کے معنی ہیں وہ چیز جس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھایا جائے پھر فنا ہو جائے۔ لہٰذا پوری دنیا کو ایک متاع کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پوری دنیا ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا فائدہ قلیل المدت ہے اور جس کا نفع جلد ہی فنا ہو جانے والا ہے۔ اس طرح "دنیا کی بہترین متاع نیک عورت" کا مطلب یہ ہوگا کہ اس دنیا میں ہم جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے کیونکہ نیکی آخرت کے کاموں میں بہت مددگار و مفید ثابت ہوتی ہے۔

❶ مسلم، كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا......، رقم: ٢٦٦٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے لیے پردہ کا حکم

۳۲۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) ❶

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ شوہر کے قریبی رشتہ داروں (دیور وغیرہ) کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تو بالکل موت اور ہلاکت ہے۔''

مفردات الحدیث

① إِيَّاكُمْ: تم بچو	② والدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ: عورتوں کے پاس داخل ہونے
③ أَرَءَيْتَ: آپ کی کیا رائے ہے؟	④ الْحَمْوَ: دیور
⑤ الْحَمْوُ الْمَوْتُ: دیور موت ہے	

راوی الحدیث

آپ کا نام عقبہ بن عامر اور کنیت ابو عماد یا ابو عامر ہے، جہنی ہیں، امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم مقرر ہوئے اور وہاں ہی ۵۸ھ میں وفات پائی۔

www.KitaboSunnat.com

تشریح

''حمو'' شوہر کے قرابت داروں کو کہتے ہیں جیسے بھائی (یعنی دیور) وغیرہ، البتہ شوہر کا باپ اور شوہر کا بیٹا ''حمو'' میں داخل نہیں ہے۔

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم……، رقم: ۵۲۳۲.
ومسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبية، رقم: ٤٠٣٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حموتو موت ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موت انسان کی ظاہری اور دنیوی زندگی کو ہلاک کر دیتی ہے اسی طرح حمو کا تنہائی میں غیر محرم عورت کے پاس جانا اس کی دینی اور اخلاقی زندگی کو ہلاکت و تباہی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر لوگ غیر محرم عورتوں کے ساتھ دیور کے خلط ملط ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اس لیے ان عورتوں کے پاس ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ بے محابا نشست و برخواست رکھنے کی وجہ سے ان کا کسی برائی میں مبتلا ہو جانا زیادہ مشکل نہیں رہتا، اس کی وجہ سے فتنے سر اٹھاتے ہیں اور نفس برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہ جملہ "الحمو الموت" یعنی حموتو موت ہے۔ میں لفظ موت کا ذکر دراصل اس محاورے کی بنیاد پر ہے جو اہل عرب کے ہاں عام طور پر کسی خطرناک چیز سے خوف دلانے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اہل عرب کہہ دیا کرتے ہیں کہ شیر مرگ ہے یا بادشاہ آگ ہے۔ چنانچہ ان جملوں کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ شیر کے قریب جانا، موت کی آغوش میں چلے جانا ہے۔ یا بادشاہ کی قربت آگ کی قربت کی مانند ہے۔ لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔

بے پردگی کے خطرات

۳۳۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) (1)

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو۔''

مفردات الحدیث

(1) لَا يَخْلُوَنَّ: نہیں خلوت گزینی کرتا	(2) رَجُلٌ: کوئی شخص

(1) ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیة الدخول علی المغیبات، رقم: ۱۱۷۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ بِامْرَأَةٍ: کسی عورت کے ساتھ	④ ثَالِثُهُمَا: ان دونوں کا تیسرا

تشریح

جب دو اجنبی مرد و عورت کہیں خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے اور ان دونوں کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ بدکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں یکجا ہو جانے کا کوئی موقع ہی نہ آنے دو کہ شیطان تمہارے درمیان آ جائے اور تمہیں برائی کے راستہ پر لگا دے۔

بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا

۳٤۔ عَنْ اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)) [1]

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

مفردات الحدیث

① لَا نِكَاحَ: نہیں نکاح یعنی نکاح جائز نہیں	② إِلَّا: مگر
③ بِوَلِيٍّ: ولی کے ساتھ	

راوی الحدیث

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے، اشعر علاقہ حجاز کے ایک پہاڑ کا نام ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مدینہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستے میں یہ پہاڑ پڑتا ہے، اسی کے قریب قبیلہ اشعر کا مسکن تھا، اس قبیلہ کے کچھ یمن چلے آتے تھے ان

[1] مسند أحمد: ٤/ ٣٩٤. و أبوداود، کتاب النکاح، باب فی الولی، رقم:٢٠٨٥. والترمذی، کتاب النکاح ، رقم: ١١٠١ . وابن ماجه ، کتاب النکاح ، رقم: ١٨٨١ . والدارمی، رقم: ٢١٨٣ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی میں سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے لوگ بھی تھے، یہ لوگ یمن ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ [1] جب ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کا علم ہوا تو یمن سے سمندر کے راستے پچاس سے زائد لوگوں کا قافلہ مدینہ کے لیے نکلا، ان کی کشتی کو ہواؤں نے مدینہ کے قریب کسی ساحل پر پہنچانے کے بجائے ملک حبشہ پہنچا دیا، وہاں ان کی ملاقات سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور وہ لوگ جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے حبشہ سے روانہ ہوئے جب یہ لوگ مدینہ پہنچے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے تشریف لے جا چکے تھے تو یہ سب حضرات بھی خیبر ہی پہنچ گئے۔

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی چونکہ حبشہ بھی پہنچ گئے تھے اور وہیں سے مدینہ آئے تھے اس لیے بعض حضرات نے ان کو مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے۔

صحیحین میں روایت ہے کہ قبیلہ اشعر کے لوگ جب رات کو اپنے گھروں میں تلاوت قرآن کرتے ہیں تو میں ان کی آواز پہچان لیتا ہوں اور اسی آواز سے ان کے مکانات کو بھی جان جاتا ہوں، خواہ میں نے ان کو دن میں ان گھروں میں آتے جاتے نہیں دیکھا۔ اس قبیلہ اشعر کی تلاوت اور قراءتِ قرآن کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اشعرون في الناس كصرة فيها مسك"

"یعنی اشعر کے لوگوں کی مثال ایک مشک بھری ہوئی تھیلی کی ہے، جس کی خوشبو ہر سو پھیلتی رہتی ہے۔"

خاص طور پر سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ نے ان کو سیّدنا داود علیہ السلام کے خاندان کے لوگوں کی طرح حسن آواز اور خوش الحانی فرمائی ہے۔" (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: "اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو

---

[1] معجم البلدان: ١/ ١٩٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخش دیجیے اور قیامت کے دن (جنت میں) اکرام کے ساتھ داخل فرما دیجیے۔'' (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی وہ یمن ہی میں رہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حاکم بنایا پھر چار سال تک بصرہ کے گورنر رہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا کوئی حاکم ایک سال سے زیادہ کسی جگہ نہیں رہا، البتہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چار سال بصرہ میں بحیثیت گورنر رہے۔

اہل بصرہ ان سے بہت خوش تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بصرہ میں کوئی حاکم بھی اہل بصرہ کے لیے ان سے بہتر نہیں آیا، بصرہ کے قیام کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ان کے ذریعہ ہوئی ہیں، اصبہان اور اہواز وغیرہ کے علاقے انہی کی سرکردگی میں فتح کیے گئے تھے، پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔

ذوالحج ۴۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

تشریح

حدیث کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ نکاح ولی ہی کے ذریعے ہونا چاہیے۔ عورت کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ وہ خود اپنا نکاح کرے۔ یہ اس کے شرف اور مقام حیا کے بھی خلاف ہے، اور اس سے خرابیاں پیدا ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے۔

بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اچھا خاوند ہے

۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرٌ لِأَهْلِي)) [1]

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہے۔ اور میں اپنی

[1] ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل أزواج النبی ﷺ، رقم: ۳۷۹۵. والدارمی، کتاب لنكاح، باب فی حسن معاشرة النساء، رقم: ۲۲۶۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے لیے بہت اچھا ہوں۔''

مفردات الحدیث

① خَيْرُكُمْ: تم میں بہتر	② لِاَهْلِهٖ: اپنے گھر والوں کے لئے
③ وَاَنَا خَيْرٌ: اور میں بہتر ہوں	④ لِاَهْلِيْ: اپنے گھر والوں کے لئے

تشریح

مطلب یہ ہے کہ آدمی کی اچھائی اور بھلائی کا خاص معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اپنی بیوی کے بارے میں اچھا ہو۔ آگے مسلمانوں کے واسطے اپنی اس ہدایت کو زیادہ موثر بنانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی مثال بھی پیش فرمائی کہ اللہ کے فضل سے میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتا ہوں۔

خاوند کے ذمہ بیوی کے حقوق

۳۶۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ)) [1]

''سیّدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ۔ اس کے منہ پر نہ مارو، نہ اس کو برا بھلا کہو اور نہ یہ کہو کہ اللہ تیرا برا کرے اور اس سے صرف گھر کے اندر ہی علیحدگی اختیار کرو۔''

[1] مسند أحمد:٤/ ٤٤٦ . وأبوداود، كتاب النكاح، باب في حق المرأة على زوجها، رقم: ٢١٤٢ . وابن ماجه، رقم: ١٨٥٠ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① حَقُّ زَوْجَةِ: بیوی کا حق	② تُطْعِمَهَا: تو اس کو کھلائے
③ إِذَا طَعِمْتَ: جب تو کھاتا ہے	④ وَتَكْسُوهَا: تو اس کو پہنائے
⑤ إِذَا اكْتَسَيْتَ: جب تو پہنتا ہے	⑥ لَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ: تو چہرے پر نہ مار
⑦ لَا تُقَبِّحْ: تو گالی نہ دے	⑧ لَا تَهْجُرْ: تو نہ چھوڑ
⑨ إِلَّا فِي الْبَيْتِ: مگر گھر میں	

راوی الحدیث

آپ کا نام حکیم بن معاویہ ہے قشیری اور اعرابی ہیں۔

تشریح

بطور خاص منہ پر نہ مارنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ تمام اعضاء میں سے منہ ہی افضل ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی معقول وجہ کی بنیاد پر مثلاً فواحش کے صدور پر یا فرائض ترک کر دینے پر یا مصلحت تادیب کے پیش نظر منہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر مارے تو جائز ہے اور منہ پر مارنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

خاوند اپنی بیوی کو تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرد و عورت، انسانی نقطہ نظر سے یکساں مرتبہ کے حامل ہیں اور اسلام کی نظر میں عورت کو بھی وہی شرف و مرتبہ حاصل ہے جو ایک مرد کو ہوتا ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جب ایک مرد اور ایک عورت آپس میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کے رفیق حیات بن جاتے ہیں تو ان دونوں کی شرعی اور معاشرتی حیثیت میں تھوڑا سا فرق ہو جاتا ہے، اور وہ یہ کہ خاوند کو قدرتی طور پر ایک مخصوص قسم کی برتری حاصل ہو جاتی ہے جس کا تعلق انسانی شرف و مرتبہ کے فرق و امتیاز سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے باہمی رشتہ کے تقاضوں اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ شوہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اس مخصوص برتری کی بنیاد پر بیوی کو ان معاملات میں اپنے حکم کا پابند بنانے کا اختیار رکھتا ہے جن کا شریعت نے اسے استحقاق عطا کیا ہے یا جن کا تعلق شرعی فرائض و واجبات کی ادائیگی سے ہے۔ لہٰذا اگر بیوی ان معاملات میں اپنے شوہر کے حکم کی پابندی نہ کرے اور شوہر کے کہنے سننے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا ہو، یعنی زبانی نصیحت و تنبیہ کا کوئی اثر قبول نہ کرتی ہو اور شوہر کو یقین ہو جائے کہ یہ بغیر سختی کے راہ راست پر نہیں آئے گی تو اسے بیوی کو مارنے کی اجازت ہو گی۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ملحوظ ہونی چاہیے کہ بیوی کی ایسی نافرمانی جس پر اس کا شوہر اس کو مار سکتا ہے صرف انہی امور میں معتبر ہو گی جن کی شریعت نے وضاحت کر دی ہے۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی کی کسی نافرمانی یا اس کی کسی بات پر ناراضگی کی وجہ سے اس سے جدائی اختیار کرنے ہی میں مصلحت ہو تو ہمیشہ کے لیے جدائی اختیار کرنے کی بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ اپنے بستر پر اس سے جدائی اختیار کر لو یعنی ان کے ساتھ لیٹنا چھوڑ دو اور رات کو گھر میں نہ رہو تاکہ وہ تمہارے اس طرز عمل کو اپنے حق میں سزا سمجھ کر راہ راست پر آ جائے اور ہمیشہ کی جدائی یعنی طلاق کی نوبت نہ آئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس بات کو یوں فرمایا گیا ہے:

﴿وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ﴾ [النساء: ٤/ ٣٤]

''اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی بد دماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور ان کو ان کے لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو اور اعتدال سے ان کو مارو۔''

بیوی کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا کمال ایمان کی نشانی ہے

٣٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ)) ❶

❶ ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی استکمال الایمان...... ، رقم: ٢٦١٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سے اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ بہت اچھا ہو بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔"

مفردات الحدیث

① اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ: مومنوں میں سب سے زیادہ کامل	② اِیْمَانًا: ایمان کے لحاظ سے
③ اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا: جو اخلاق لحاظ سے سب سے اچھا ہو	
④ اَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ: اپنے گھر والوں کے لئے سب سے زیادہ وہ نرم دل ہو	

تشریح

خوش اخلاق اور اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان مسلمان کو کامل ترین مؤمن اس لیے فرمایا گیا ہے کہ کمال ایمان، خوش اخلاقی اور مخلوق الٰہی بالخصوص اپنے اہل وعیال کے حق میں سراپا مہربان وخوش اخلاق ہوگا۔

بلا وجہ طلاق مانگنے والی عورت کے لیے وعید

۳۸۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ)) [1]

"سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے کسی سخت تکلیف کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

[1] مسند أحمد:٥/ ٢٧٧ . وأبوداود، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، رقم:٢٢٢٦ . والترمذی، کتاب الطلاق، رقم: ١١٨٧ . وابن ماجه، کتاب الطلاق، رقم: ٢٠٥٥ . والدارمی، رقم: ٢٢٧٠ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① أَيُّمَا: جونسا' جونسی	② اِمْرَأَةٍ: عورت
③ سَأَلَتْ: اس نے سوال کیا' مانگا	④ زَوْجَهَا: اس کا خاوند
⑤ فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ: بلا وجہ	⑥ فَحَرَامٌ عَلَيْهِ: اس پر حرام ہے
⑦ رَائِحَةُ الْجَنَّةِ: جنت کی خوشبو	

راوی الحدیث

آپ کا نام ثوبان اور والد کا نام بجدد ہے، آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، اخیر عمر میں حمص کو اپنا مسکن بنایا اور ۵۴ھ میں رحلت فرمائی۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کو کسی مرد کے ساتھ رہنے میں واقعی زیادہ تکلیف ہو اور وہ طلاق طلب کرے تو اس کے لیے یہ وعید نہیں ہے، ہاں البتہ اگر بغیر کسی بڑی تکلیف اور مجبوری کے طلاق چاہے گی تو یہ اس کے لیے سخت محرومی اور گناہ کی بات ہوگی۔

طلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

۳۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مباح چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین (یعنی سب سے بری) چیز طلاق ہے۔''

❶ أبو داود، كتاب الطلاق، باب فى كراهية الطلاق، رقم: ٢١٧٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اَبْغَضُ الْحَلَالِ: حلال میں سب سے زیادہ ناپسند	② اِلَی اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ کی طرف
③ اَلطَّلَاقُ: میاں بیوی میں جدائی	

تشریح

جیسا کہ معلوم ہے، نکاح و شادی کا مقصد یہ ہے کہ مرد و عورت یہ رشتہ قائم کر کے اور باہم وابستہ ہو کر عفت و پاکبازی کے ساتھ مسرت و شادمانی کی زندگی گزار سکیں اور جس طرح وہ خود کسی کی اولاد ہیں اسی طرح ان سے بھی اولاد کا سلسلہ چلے، اور وہ اولاد ان کے لیے دل اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان اور آخرت میں حصول جنت کا وسیلہ بنے۔ اور ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ دونوں میں محبت و خوشگواری کا تعلق رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شوہروں اور بیویوں کو باہم برتاؤ کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں، ان کا محور اور مرکزی نقطہ نظر یہی ہے۔ اس کے باوجود کبھی ایسے حالات ہو جاتے ہیں کہ شوہر اور بیوی کے درمیان سخت تلخی اور ناگواری پیدا ہو جاتی ہے اور ساتھ رہنا بجائے راحت و مسرت کے مصیبت بن جاتا ہے۔ ایسے وقت کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ترغیب یہی ہے کہ حتی الوسع دونوں ناگواریوں کو جھیلیں اور تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔ لیکن آخری چارہ کار کے طور پر طلاق کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ اگر کسی حالت میں بھی طلاق اور علیحدگی کی اجازت نہ ہو تو پھر یہ تعلق اور رشتہ دونوں فریقین کے لیے عذاب بن سکتا ہے۔ پھر طلاق کے سلسلے میں تفصیلی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی اصولی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ طلاق اور اس کے ذریعے شوہر و بیوی کے تعلقات کا ٹوٹنا اللہ کو بے حد ناپسند ہے، لہٰذا جہاں تک ممکن ہو، اس سے بچنا ہی چاہیے، نہ مرد خود یہ اقدام کرے اور نہ عورت اس کا مطالبہ کرے۔ بس انتہائی مجبوری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت ہی میں ایسا کیا جائے، جس طرح کسی عضو میں بڑا فساد پیدا ہو جانے کی صورت میں آپریشن گوارا کیا جاتا ہے۔

پھر اس طلاق اور علیحدگی کا طریقہ یہ بتلایا گیا ہے کہ شوہر طہر کی حالت میں یعنی جن دنوں میں عورت کی ناپاکی کی حالت نہ ہو صرف ایک رجعی طلاق دے، تاکہ زمانہ عدت میں رجوع کر لینے کی گنجائش رہے۔ پھر اگر شوہر رجوع کرنے کا فیصلہ نہ کر سکے تو عدت کی مدت گزر جانے دے، اس سے رجوع کی گنجائش تو نہ رہے گی، لیکن دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کا رشتہ قائم ہو سکے گا۔

نکاح وطلاق میں احتیاط کی ضرورت

٤٠۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّكَاحُ ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ)) ❶

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن کا قصد کرنا بھی قصد ہے اور ہنسی مذاق میں منہ سے نکالنا بھی قصد ہے۔ اور وہ نکاح، طلاق، رجوع ہیں۔"

مفردات الحدیث

① ثَلَاثٌ: تین	② جِدُّهُنَّ جِدٌّ: جنکی حقیقت بھی حقیقت ہے
③ هَزْلُهُنَّ جِدٌّ: جن کا مذاق بھی حقیقت ہے	④ اَلنِّكَاحُ: شادی
⑤ الطَّلَاقُ: طلاق (میاں بیوی کی جدائی)	⑥ وَالرَّجْعَةُ: رجوع

تشریح

"جد" کے معنی ہیں کسی کام میں سعی و کوشش کرنا۔ لیکن یہاں اس کے یہ معنی مراد ہیں

❶ ابوداود، کتاب الطلاق، باب فی الطلاق علی الهزل، رقم: ٢١٩٤ . والترمذی، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الجد والهزل، رقم: ١١٨٤ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو لفظ جس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو اس کو زبان سے ادا کرتے وقت وہی معنی مراد لیے جائیں، مثلاً نکحت (میں نے نکاح کیا) زبان سے ادا کیا جائے تو اس کے معنی یعنی نکاح کرنا ہی مراد لیا جائے گا۔ یا جب طلقت (میں نے طلاق دی) زبان سے ادا کیا جائے تو اس کے معنی یعنی طلاق دینا ہی مراد لیا جائے گا اور لفظ ''ہزل'' کے معنی یہ ہیں کہ کوئی لفظ زبان سے تو ادا کیا جائے مگر اس کے معنی مراد نہ ہوں۔

لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو زبان سے ادا ہوتے ہی وقوع پذیر ہو جاتی ہیں خواہ ان کے معنی مراد ہوں یا نہ ہوں۔ چنانچہ اگر دو اجنبی مرد و عورت کے درمیان ہنسی ہنسی میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جائے تو بھی نکاح ہو جاتا ہے اور وہ دونوں میاں بیوی بن جاتے ہیں۔ یا اگر کوئی ہنسی مذاق میں طلاق دے دے تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح طلاق رجعی کے بعد ہنسی ہنسی رجوع کرنے سے بھی رجوع ثابت ہو جائے گا۔

ان تینوں چیزوں کے علاوہ اور چیزیں مثلاً بیع و شراء وغیرہ اسی طرح ہنسی مذاق میں وقوع پذیر نہیں ہوتیں۔

صرف اللہ کے نام کی قسم جائز ہے

٤١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) [1]

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسم کھاؤ، جس شخص

[1] بخاري، كتاب الأيمان والنذور ، باب لاتحلفوا بآبائكم، رقم: ٦٦٤٦ . ومسلم ، كتاب الأيمان ، باب النهي عن الحلف، رقم: ٣١٠٤ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قسم کھانا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا چپ رہے۔“

مفردات الحدیث

① يَنْهَاكُمْ: وہ تمہیں منع کرتا ہے	② أَنْ تَحْلِفُوا: کہ تم قسم اٹھاؤ
③ بِآبَائِكُمْ: اپنے باپ دادا کی	④ مَنْ كَانَ حَالِفًا: جو کوئی قسم اٹھانے والا ہے
⑤ فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ: اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے	⑥ أَوْ لِيَصْمُتْ: یا وہ خاموش رہے

تشریح

باپ کی قسم کھانے سے منع کرنا تو بطور مثال کے ہے۔ اصل مقصد تو یہ ہدایت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم نہ کھایا کرو۔ بطور خاص باپ کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ باپ کی قسم بہت کھاتے ہیں۔ نیز غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمال عظمت و جلالت کے سبب چونکہ قسم اسی کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ اس لیے غیر اللہ کو اللہ کے مشابہ نہ قرار دیا جائے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں سو مرتبہ اللہ کی قسم کھاؤں اور پھر اس کو توڑ ڈالوں، اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ کسی غیر اللہ کی قسم کھاؤں اور اس کو پورا کروں، البتہ جہاں تک حق تعالیٰ کی ذات پاک کا سوال ہے تو اس کو یہ بات زیادہ لائق ہے کہ وہ اپنی عظمت و جلالت کے اظہار کے لیے اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہے قسم اٹھائے۔

اس حدیث کے ضمن میں ایک اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں منقول ہوا ہے ”أَفْلَحَ وَأَبِيْهِ“ یعنی آپ نے باپ کی قسم کھائی جبکہ یہ حدیث اس کے سراسر خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ کی قسم کھانا اس ممانعت سے پہلے کا واقع ہوگا۔ اس صورت میں دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔ یا پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ آپ ﷺ نے یہ باپ کی قسم قصداً نہیں کھائی ہوگی، بلکہ قسم کے یہ الفاظ قدیم عادت کی بنا پر اضطراراً آپ ﷺ کی زبان سے نکل گئے ہوں۔

قسم کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو دوسرا سمجھے

٤٢۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ)) ❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قسم اس وقت صحیح ہوتی ہے جب تمہارا ساتھی (یعنی قسم لینے والا) تمہیں سچا سمجھے۔''

مفردات الحدیث

① يَمِيْنُكَ: تیری قسم	② عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ: جس کی تصدیق کرے
③ صَاحِبُكَ: تیرا ساتھی	

تشریح

مطلب یہ ہے کہ قسم سچی ثابت ہونے کے سلسلے میں اس شخص کی نیت وارادہ کا اعتبار ہوگا جس نے تمہیں قسم دی ہے۔ اس میں قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اور نہ اس کے توریہ وتأویل کا اعتبار کیا جائے گا لیکن اس حکم کا تعلق کسی تنازعہ کی صورت میں اس سے ہے جبکہ قسم دینے والے کا حق قسم اٹھانے والے پر ہو اور قسم اٹھانے والے کے توریہ وتأویل سے اس کا حق ساقط ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی مقدمہ کے سلسلہ میں اگر قاضی و حاکم مدعا علیہ کو قسم دلائے تو اس میں قاضی و حاکم کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی کی حق تلفی کا کوئی معاملہ نہ ہو یا کوئی قسم دینے والا نہ ہو تو پھر توریہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بطور خاص جبکہ اس توریہ کی وجہ سے کسی کا فائدہ ہوتا ہو۔ جیسا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی

❶ مسلم، كتاب الأيمان، باب يمين الحالف، رقم: ٣١٢١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارہ کو ظالموں کے پنجہ سے بچانے کے لیے یہ ظاہر کیا کہ یہ میری بہن ہے۔ سارہ کو بہن کہنے سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ یہ میری دینی بہن ہے۔

کون سی نذر پوری کرنی چاہیے

٤٣۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَّذَرَ اَن يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَّذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ)) ❶

"سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی نذر مانے جس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر کو پورا کرے) اور جو شخص ایسی نذر مانے جس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت (نافرمانی) ہوتی ہو تو وہ اس کی معصیت نہ کرے۔"

مفردات الحدیث

① مَنْ نَذَرَ: جس نے نذر مانی	② اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ: کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا
③ فَلْيُطِعْهُ: پس اسے چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کرے	④ اَنْ يَعْصِيَهٗ: کہ وہ اس کی نافرمانی کرے گا
⑤ فَلَا يَعْصِهٖ: پس اس کی نافرمانی نہ کرے	

تشریح

اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ غیر شرعی نذر ماننا حرام و ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے غیر شرعی (یعنی گناہ کی) نذر مان لے مثلاً یوں کہے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں ناچ گانے کی محفل منعقد کروں گا یا فلاں قبر پر چادر چڑھاؤں گا، تو ایسی صورت میں نذر کو پورا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ ایسی صورتحال میں نذر پوری نہ کرنے سے

❶ بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب النذور في الطاعة، رقم:٦٦٩٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفارہ واجب نہ ہوگا۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔

نذر پوری نہ کرنے کا کفارہ

٤٤۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ)) [1]

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نذر کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔''

مفردات الحدیث

① كَفَّارَةُ النَّذْرِ : نذر کا کفارہ	② كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ: قسم کا کفارہ

تشریح

اگر کوئی شخص کسی چیز کا نام لیے بغیر محض نذر مانے مثلاً یوں کہے کہ ''میں نذر مانتا ہوں'' تو اسے پورا نہیں کرتا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر وہ نذر میں بلاتعین عدد کے روزے کی نیت کرے تو اس پر تین روزے رکھنے واجب ہوں گے، اور اگر نذر میں صدقہ کی نیت کرے تو صدقہ کے مانند دس مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہوگا۔

کھانا کھانے کے آداب

٤٥۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) [2]

---

[1] مسلم، كتاب النذر، باب في كفارة النذر، رقم: ٣١٠٣.

[2] بخاری، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، رقم: ٥٣٧٦.
ومسلم كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب، رقم: ٣٧٦٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کے ابتدائی کچھ الفاظ رہ گئے ہیں۔ پوری روایت اس طرح ہے:

كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَمِّ اللّٰهَ ....الخ)).

''سیّدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (بچپن میں) رسول اللہ ﷺ کی آغوش شفقت میں پرورش پا رہا تھا تو (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پلیٹ میں چلتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ (کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھا کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے ہی سے کھایا کرو۔''

مفردات الحدیث

① سَمِّ اللّٰهَ: اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھو	② وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ: اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ
③ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ: اور اپنے آگے سے کھاؤ	

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ہے آپ کے والد ابو سلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد ہے، مخزومی قرشی ہیں، سیّدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کے ربیب یعنی پرورش یافتہ ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

آپ ۲ ھ میں حبشہ میں پیدا ہوئے، سرور کائنات ﷺ کی رحلت کے وقت آپ کی عمر ۹ سال تھی، مدینہ منورہ میں ۸۳ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

تشریح

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور سابقین اولین میں سے تھے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی بیوی تھیں اور بڑی مخلص مومنہ تھیں۔ حدیث کے راوی عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی کے بیٹے تھے۔ ۳ یا ۴ ہجری میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی دلجوئی کے لیے نکاح کر لیا۔ ان کے یہ بیٹے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما جو اس وقت کم عمر بچے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں آ گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپنے میں اس زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھلاتے تو میرا ہاتھ پلیٹ میں اس طرح چلتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتلایا اور سکھایا کہ بسم اللہ پڑھ کے کھانا کھایا کرو، اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ دوسری بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سامنے مختلف الانواع کے کھانے یا مختلف قسم کے پھل ہوں تو ہر طرف ہاتھ بڑھانے کی اجازت ہے۔

کھانا شروع کرتے وقت اگر بسم اللہ بھول جائے؟

۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)) [1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو چاہیے کہ بعد میں کہہ لے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔''

مفردات الحدیث

① إِذَا أَكَلَ: جب وہ کھاتا ہے	② أَحَدُكُمْ: تمہارا کوئی ایک
③ فَنَسِيَ: تو وہ بھول گیا	④ أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ: کہ وہ اللہ کا نام لے
⑤ عَلٰى طَعَامِهِ: اپنے کھانے پر	⑥ فَلْيَقُلْ: تو اسے چاہیے کہ کہے
⑦ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ: اللہ کے نام سے پہلے بھی اور آخر میں بھی	

[1] ترمذي، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، رقم:١٨٥٨. وأبوداود، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، رقم: ٣٧٦٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک لینا باعث برکت ہے اور جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحۃً وارد ہوا ہے۔ اس نام پاک کی یہ بھی ایک خاص تاثیر ہے کہ پھر شیاطین کی شرکت اور ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کے علاوہ اس تعلیم و ہدایت کا یہ بھی ایک مقصد ہے کہ بندہ کے سامنے جب کھانا آئے تو اس حقیقت کو یاد کر لے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا عطیہ ہے اور اسی کے کرم سے میں اس لائق ہوں کہ اس کو کھا سکوں اور اس سے لذت اور فائدہ حاصل کر سکوں۔ اس طرح کھانے کا عمل جو بظاہر ایک خاص مادی عمل ہے اور حیوانی تقاضے سے ہوتا ہے، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتی ہے اور وہ ایک ربانی اور نورانی عمل ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت بندہ اللہ کا نام لینا اور بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں جب یاد آجائے تو اسی وقت بندہ کہے "بسم الله اوله وآخره" (میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں، شروع میں بھی اور آخر میں بھی)۔

عورتوں اور مردوں کو کیسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے

٤٧۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهُ وَخَفِیَ لَوْنُهُ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِیَ رِیْحُهُ)) [1]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی بو تو ظاہر ہو لیکن ان کا رنگ ظاہر نہ ہو (جیسے مشک اور عطر وغیرہ) اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ تو ظاہر ہو لیکن اس کی بو نہ پھیلے (جیسے مہندی

[1] ترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء فی طیب الرجال، رقم: ٢٧٨٧. و النسائی، کتاب الزینة، باب الفصل بین طیب الرجال، رقم:٥١١٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زعفران وغیرہ)۔"

مفردات الحدیث

① طِیْبُ الرِّجَالِ: مردوں کی خوشبو	② مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ: جس کی مہک واضح ہو
③ وَ خَفِيَ لَوْنُهُ: اس کا رنگ مخفی ہو	④ وَطِيْبُ النِّسَآءِ: عورتوں کی خوشبو
⑤ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ: جس کا رنگ واضح ہو	⑥ وَخَفِيَ رِيْحُهُ: اس کی مہک مخفی ہو

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے آداب زندگی میں سے اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو کس طرح کی خوشبو استعمال کرنی چاہیے۔ مردوں کے لیے رنگ دار چیزیں جو زینت اور رعنائی کا غماز ہوں مثلاً سرخی و زرد رنگ وغیرہ کے علاوہ ہر قسم کی خوشبو جائز ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے تیز خوشبو استعمال کرنا منع ہے۔ ان کے لیے سرخی، پاؤڈر، مہندی وغیرہ اور ایسی خوشبو جائز ہے جس کی رنگت بیشک تیز ہو لیکن اس کی خوشبو ہلکی ہو تاکہ چلتے پھرتے وقت غیر محرم لوگوں تک نہ پہنچے۔ البتہ اپنے گھر کے اندر رہتے ہوئے عورت خاوند کے لیے جیسی خوشبو چاہے استعمال کر سکتی ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ خوشبو میں حرام چیز کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہر صورت منع ہے۔

مسلمان بھائی کے چند حقوق

٤٨۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ ، وَ يُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ، وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) ❶

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے

❶ ترمذی ، کتاب الأدب، باب ما جاء فی تشمیت العاطس، رقم: ٢٧٣٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مسلمان پر چھ (خاص) حق ہیں، اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ دوسرا جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے۔ تیسرا جب اس کو چھینک آئے (اور وہ "الحمد لله" کہے) تو یہ اس کو "يرحمك الله" کہے۔ چوتھا جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، پانچواں جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے، چھٹا جو چیز اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے وہی اس (مسلمان بھائی) کے لیے پسند کرے۔"

مفردات الحدیث

① لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: مسلمان کے مسلمان پر	② سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ: چھ دستور کے مطابق
③ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ: اسے سلام کہے	④ إِذَا لَقِيَهُ: جب وہ اس سے ملاقات کرتا ہے
⑤ وَيُجِيْبُهُ: اور وہ قبول کرے	⑥ إِذَا دَعَاهُ: جب وہ اس کو دعوت دیتا ہے
⑦ وَيُشَمِّتُهُ: وہ چھینک کا جواب دیتا ہے	⑧ إِذَا عَطِسَ: جب اسے چھینک آتی ہے
⑨ وَيَعُوْدُهُ: تیمار داری کرتا ہے	⑩ إِذَا مَرِضَ: جب وہ بیمار ہوتا ہے
⑪ يَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ: اسکے جنازے میں چلتا ہے	⑫ إِذَا مَاتَ: جب وہ فوت ہوتا ہے
⑬ وَيُحِبُّ لَهُ: وہ اس کے لئے پسند کرتا ہے	⑭ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ: جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی علی بن ابی طالب اور کنیت ابو الحسن وابوالتراب ہے، خلیفہ چہارم ہیں، بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ بنے، غزوۂ تبوک کے سوا باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے، ساری زندگی خانہ جنگیوں میں بسر کر دی، آپ کی خلافت میں مختلف فتنے ابھرے، آخر ۱۸ رمضان المبارک یوم الجمعہ ۴۰ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک شقی القلب انسان عبدالرحمٰن بن بلجم المرادی نے کوفہ میں خنجر گھونپ دیا، اس کے بعد تین راتیں اس دار فانی میں گزار کر خالقِ حقیقی سے جا ملے اس وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، آپ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ اور چند ایام ہے۔

تشریح

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق کا تذکرہ فرمایا ہے، جو کہ شرعی اور عقلی لحاظ سے معروف ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر صرف چھ ہی حقوق ہیں، بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے حقوق ہیں۔ حالات اور اشخاص کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ''چھ'' کبھی ''پانچ'' اور کبھی ''چار'' حقوق کا بھی بیان فرمایا ہے اس لیے تمام حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے۔ بہرحال وہ چھ حقوق یہ ہیں کہ ملاقات کے وقت سلام کہنا اور اس کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، چھینک مارنے کے بعد اگر وہ ''الحمد للہ'' کہے تو پھر ''یرحمک اللہ'' کہہ کر اس کا جواب دینا، بیماری کی بیمار پرسی کرنا، فوت ہو جانے کے بعد سنت کے مطابق اس کا جنازہ پڑھنا۔ اور اس کے لیے وہی پسند کرنا جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

مسلمان بھائی کو ذلیل کرنا بڑا جرم ہے

۴۹۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَایَحْقِرُهٗ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا (وَیُشِیْرُ إِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ) بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ یَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ)) [1]

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان

[1] مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم، رقم: ٤٦٥٠۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا) نہ خود اس پر ظلم وزیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لیے اس کو بے یارو مددگار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے (حدیث کے راوی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا) ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے'' کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے (یعنی اس پر دست درازی حرام ہے) اس کا خون بھی، اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔''

مفردات الحدیث

① اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے	② لَا یَظْلِمُهٗ: وہ اس پر ظلم نہیں کرتا
③ لَا یَخْذُلُهٗ: وہ اسے رسوا نہیں کرتا	④ لَا یَحْقِرُهٗ: وہ اسے حقیر نہیں جانتا
⑤ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا: تقویٰ یہاں ہے	⑥ وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ: وہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتا ہے
⑦ ثَلٰثَ مِرَارٍ: تین مرتبہ	⑧ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ: انسان کے لئے یہ شر کافی ہے
⑨ اَنْ یَّحْقِرَ: کہ وہ حقیر جانے	⑩ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ: اس کا مسلمان بھائی
⑪ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر	⑫ دَمُهٗ: اس کا خون
⑬ مَالُهٗ: اس کا مال	⑭ عِرْضُهٗ: اس کی عزت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت فرمانے کے ساتھ کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے اور اس کی تحقیر نہ کرے ((لَا یَحْقِرُہٗ)) اپنے سینہ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ کر کے جو یہ فرمایا کہ "اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا"(تقوی یہاں سینہ کے اندر اور باطن میں ہوتا ہے) اس کا مقصد اور مطلب سمجھنے کے لیے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالی کے ہاں بڑائی، چھوٹائی، عظمت وحقارت اور عزت وذلت کا دارومدار ''تقوی'' پر ہے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط﴾ [الحجرات: ٤٩/ ١٣]

''اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز اور قابل اکرام وہ ہے جس میں تقوی زیادہ ہے۔''

اور تقوی درحقیقت خوفِ الٰہی اور محاسبہ آخرت کی فکر کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دل کے اندر کی اور باطن کی ایک کیفیت ہے اور ایسی چیز نہیں ہے جسے کوئی دوسرا آدمی آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کر سکے کہ اس آدمی میں تقویٰ ہے یا نہیں ہے اس لیے بھی صاحب ایمان کو حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے ایمان والے کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے کیا خبر جس کو تم اپنی ظاہری معلومات یا قرائن سے قابل تحقیر سمجھتے ہو اس کے باطن میں تقویٰ ہو اور وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہو۔ اس لیے کسی مسلم کے لیے روا نہیں کہ وہ دوسرے مسلم کی تحقیر کرے۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے برے ہونے کے لیے تنہا یہی ایک بات کافی ہے کہ وہ اللہ کے کسی مسلم بندے کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے۔

ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو

٥٠۔ عَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ)) ثَلَاثًا. قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلّٰہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِاَئِمَّۃِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) ❶

''سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین نصیحت ہے (یعنی نصیحت اور خیر خواہی اعمال دین سے افضل ترین عمل ہے یا نصیحت اور خیر خواہی دین کا ایک مہتم بالشان نصب العین ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات (کہ دین، نصیحت ہے) تین بار فرمائی ہم نے (یعنی صحابہ نے) پوچھا کہ یہ نصیحت اور خیر خواہی کس کے لیے ہے اور کس کے حق میں کرنی چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، مسلمانوں کے اماموں (یعنی اسلامی حکومت کے سربراہوں اور علماء) کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔''

مفردات الحدیث

① اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ: دین خیر خواہی ہے	② ثَلٰثًا: تین مرتبہ
③ قُلْنَا: ہم نے عرض کی ہم نے کہا	④ لِمَنْ: کس کے لئے؟
⑤ لِلّٰهِ: اللہ کے لئے	⑥ لِكِتَابِهٖ: اس کی کتاب کے لئے
⑦ لِرَسُوْلِهٖ: اس کے رسول کے لئے	⑧ وَعَامَّتِهِمْ: اور عام مسلمانوں کے لئے
⑨ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ: مسلمانوں کے آئمہ کے لئے	

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی تمیم اور والد کا اوس الدارمی ہے، پہلے عیسائی تھے، ۹ھ میں مشرف باسلام ہوئے، ان کی کنیت ابو رقیہ ہے، ان کا سلسلہ نسب تمیم بن اوس بن حارثہ بن سود بن جذ بن ذراع بن عدی ہے۔

یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسجد میں چراغ روشن کیا تھا، پہلے تو مدینہ میں

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، رقم: ٨٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے تھے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام چلے گئے اور اپنی موت تک وہیں رہے۔

تشریح

اللہ کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لائے اس کی وحدانیت وحاکمیت کا اعتقاد رکھے اس کی صفات وکارسازی میں کسی غیر کو شریک کرنے سے اجتناب کرے اس کی عبادت اخلاص نیت کے ساتھ کرے اس کے اوامر ونواہی کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اس کی نعمتوں کا اقرار واعتراف کرے اور اس کا شکر ادا کرے اس کے نیک اور فرمانبردار بندوں سے محبت رکھے اور بدکار وسرکش بندوں سے نفرت کرے۔

اللہ کی کتاب کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا عقیدہ رکھے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر ہر حالت میں عمل کرے تجوید وترتیل اور غور وفکر کے ساتھ اس کی تلاوت کرے اور اس کی تعظیم واحترام میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کی سچے دل سے تصدیق کرے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی نبوت پر ایمان لائے وہ اللہ کی طرف سے جو پیغام پہنچائیں اور جو احکام دیں ان کو قبول کرے اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے ان کو اپنی جان، اپنی آل اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ومحبوب رکھے ان کے اہل بیت اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے اور ان کی سنت پر عمل کرے۔

مسلمانوں کے اماموں کے حق میں خیر خواہی یہ ہے کہ جو شخص اسلامی حکومت کی اہی کر رہا ہو اس کے ساتھ وفاداری کو قائم رکھے، احکام وقوانین کی بے جا طور پر خلاف ورزی کر کے نظم حکومت میں خلل وابتری پیدا نہ کرے۔ اچھی باتوں میں ان کی پیروی کرے اور بری باتوں میں ان کی اطاعت سے اجتناب کرے۔ اگر وہ اسلام اور اپنے عوام کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت وکوتاہی کا شکار ہوں تو ان کو مناسب اور جائز طریقوں سے متنبہ کرے اور ان کے خلاف بغاوت کا علم بلند نہ کرے اگرچہ وہ کوئی ظلم ہی کیوں نہ کریں، علماء کہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے علمی و دینی رہنما ہوتے ہیں ان کی عزت واحترام کرے، شرعی امور اور دینی مسائل میں وہ قرآن وسنت کے مطابق جو کچھ کہیں اس کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے ان کی اچھی باتوں اور ان کے نیک اعمال کی پیروی کرے۔

اور تمام مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کی دینی ودنیاوی خیر و بھلائی کا طالب رہے ان کو دین کی تبلیغ کرے اور ان کو کسی بھی طرح نقصان پہنچانے کی بجائے نفع پہنچانے کی سعی کرے۔

واضح رہے کہ یہ حدیث بھی ''جوامع الکلم'' میں سے ہے اس کے مختصر الفاظ حقیقت میں دین ودنیا کی تمام بھلائیوں اور سعادتوں پر حاوی ہیں اور تمام علوم اولین وآخرین اس چھوٹی سے حدیث میں مندرج ہیں۔

بیٹے اور بیٹی کے ساتھ مساویانہ سلوک کی فضیلت

۵۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا ، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، يَعْنِي الذُّكُوْرَ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی کوئی بیٹی یا بہن ہو اور وہ اس کو نہ تو زندہ درگور کرے (جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ لوگ فقر کے خوف سے بچیوں کو پیدا ہوتے ہیں زندہ دفن کردیتے تھے) نہ اس کو ذلت وحقارت کے ساتھ رکھے اور نہ (دینے دلانے وغیرہ میں) اپنے ولد یعنی بیٹے کو اس (بیٹی) پر ترجیح دے تو اللہ اس کو (سابقین اور صلحاء کے ساتھ) جنت میں داخل کرے گا۔''

---

❶ أبو داود، كتاب الأدب، باب في فضل من عال يتيما، رقم:٥١٤٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى: جس کے ہاں بیٹی ہوئی	② فَلَمْ يَـآدَهَا: تو اس نے اسے زندہ درگور نہ کیا
③ وَلَمْ يُهِنْهَا: اور نہ اس کی اہانت کی	④ أَدْخَلَهُ: اسے داخل کردیا
⑤ وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ: اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دی	

تشریح

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اولاد کے بارے میں یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ خاص کر داد و دہش میں سب کے ساتھ انصاف اور برابری کا برتاؤ کیا جائے یہ نہ ہو کہ کسی کو زیادہ نوازا جائے اور کسی کو محروم رکھا جائے یا کم دیا جائے۔ یہ چیز بذات خود بھی مطلوب ہے۔ اور اس عدل وانصاف کا بھی تقاضا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی حکمت ومصلحت ہے کہ اگر اولاد میں سے کسی کو زیادہ نوازا جائے اور کسی کو کم تو ان میں باہم بغض وحسد پیدا ہوگا جو دین اور تقوی کے لیے تباہ کن اور ہزار فتنوں کی جڑ ہے۔ نیز اولاد میں جس کے ساتھ ناانصافی ہوگی اس کے دل میں باپ کی طرف سے میل آئے گا اور شکایت وکدورت پیدا ہوگی، اور ظاہر ہے کہ اس کا انجام کتنا خراب ہوگا ان سب وجوہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں سخت تاکیدیں فرمائی ہیں اور اولاد میں مساوات وبرابری رکھنے والے والدین کے لیے جنت کی بشارت بھی فرمائی ہے۔

ہر شخص کے رتبہ کے موافق اعزاز وتکریم سے پیش آؤ

۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ)) ❶

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کو اس کے درجہ پر رکھو۔"

❶ أبوداود، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، رقم: ٤٨٤٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اَنْزِلُوْا: اتارو، پیش آؤ	② النَّاسَ: لوگ
③ مَنَازِلَهُمْ: ان کے مرتبے	

تشریح

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی جو حیثیت عرفی اور جس کا جو متعین مرتبہ و درجہ ہے اس کے ساتھ اسی کے مطابق سلوک و تعظیم کرو یہ نہیں کہ ہر ایک شخص کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ کیا جائے کیونکہ کوئی شخص شریف اور صاحب عزت ہوتا ہے اور کوئی شخص ذلیل وکمینہ، اگر دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے تو ظاہر ہے کہ غیر موزوں ہوگا اس لیے تعظیم وتکریم میں ہر ایک کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو نہ تکلیف پہنچائے اور نہ شکایت پیدا ہونے کا باعث ہو اور نہ درجہ ومرتبہ کے غیر مناسب ! اس سے معلوم ہوا کہ خادم ومخدوم کے ساتھ برابری کا سلوک نہ کرنا چاہیے بلکہ دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے درجہ پر رکھنا چاہیے اور یہ بات قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ: ﴿وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾

[الزخرف : ٤٣/ ٣٢]

احیاء العلوم میں منقول ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی کھانا کھارہی تھیں کہ ایک فقیر ان کے سامنے راستے سے گزرا انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا اس کو بھیج دیا اس کے بعد ایک سوار ادھر سے گزرا تو انہوں نے اس کو کہلا بھیجا کہ کھانا حاضر ہے اگر خواہش ہو تو تشریف لاکر تناول فرمایئے حاضرین میں سے ایک شخص نے ان کے اس مختلف برتاؤ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر ایک آدمی کو اس کے درجہ پر رکھو چنانچہ وہ فقیر تو روٹی کے ایک ٹکڑے پر خوش ہوگیا لیکن اگر میں سوار کے ساتھ وہی برتاؤ کرتی جو فقیر کے ساتھ کیا تھا تو وہ تکلیف محسوس کرتا اور اس کی حقارت لازم آتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو علماء تفصیل انبیاء اور تفصیل خلفاء وغیرہ کے قائل ہیں ان کا قول صحیح ہے اور یہ حدیث ان کے حق میں سرچشمہء ہدایت ہے اگر کچھ لوگ امراء و اغنیاء اور ارباب اقتدار کے سبب اعزاز و اکرام کو اس حدیث کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کریں تو ان کی یہ کوشش گمراہی کے مترادف ہوگی، کیونکہ علماء تو اہل علم وفضل کو ان کے علم وفضل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں اور اس فضیلت دینے میں کسی کی حقارت وتوہین کا جذبہ ہرگز شامل نہیں ہوتا جبکہ دنیادار لوگ غریب ومسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ تو حقارت ونفرت کا برتاؤ کرتے ہیں چاہے کوئی غریب شخص علم وفضل کے بڑے سے بڑے درجہ کا حامل ہی کیوں نہ ہو اور امراء ومقتدرین کی تعظیم وعزت کرتے ہیں، چاہے وہ کتنے ہی بڑے فاسق و فاجر کیوں نہ ہوں۔ اگر ایسے دنیادار لوگ اس حدیث سے استدلال کرنے لگیں تو اس کے سواء اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ علماء ہیں جنہیں اس حدیث سے استدلال و استنباط میں اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور دوسری طرف وہ بدنصیب دنیادار ہیں اور جو گمراہ ہیں۔

ہمسایہ کو دکھ دینے والی عورت کی عبادت قبول نہیں

۵۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ أَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: ((هِیَ فِی النَّارِ)) قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا. قَالَ: ((هِیَ فِی الْجَنَّةِ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن مجلس نبوی میں) کسی شخص نے کہا

[1] مسند أحمد: رقم: ۹۲۹۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے اللہ کے رسول فلاں عورت زیادہ نماز، روزے اور کثرت صدقہ و خیرات کی وجہ سے مشہور ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان کے ذریعے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ دوزخ میں جائے گی۔'' اس شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزہ رکھتی ہے، بہت کم صدقہ و خیرات کرتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا صدقہ پنیر کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی زبان کے ذریعے اپنے ہمسایوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ عورت جنت میں جائے گی۔''

مفردات الحدیث

① تُذْكَرُ: یاد کی جاتی ہے	② مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا: اپنی نماز کی کثرت سے
③ غَيْرَ أَنَّهَا: علاوہ ازیں تحقیق وہ	④ تُؤْذِي: وہ تکلیف دیتی ہے
⑤ جِيرَانَهَا: اپنے پڑوسی	⑥ بِلِسَانِهَا: اپنی زبان کے ساتھ
⑦ هِيَ فِي النَّارِ: وہ جہنمی ہے	⑧ تُذْكَرُ: یاد کی جاتی ہے
⑨ قِلَّةُ صِيَامِهَا: اپنے روزوں کی قلت	⑩ الْأَثْوَارِ: ٹکڑے
⑪ الْأَقِطِ: پنیر	⑫ هِيَ فِي الْجَنَّةِ: وہ جنتی ہے

تشریح

عام انسانوں کی نظروں میں جتنا اہتمام بدنی اور مالی عبادت کا ہوتا ہے اتنا معاملات اور حقوق کا نہیں ہوتا۔ شریعت تنبیہ کرتی ہے کہ عبادت ایک بے نیاز ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کا حق ہے اور معاملات باہمی محتاج انسانوں کے حقوق، اس لیے ان کا اہتمام زیادہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کے بعد جو ان میں کوتاہی کرتا ہے اس کا معاملہ خطرہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک کون اور شریر کون ہے؟

۵۴۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ عَلٰی أُنَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ: ((أَ لَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِّنْ شَرِّكُمْ؟)) قَالَ: فَسَكَتُوا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ رَجُلٌ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا قَالَ: ((خَيْرُكُمْ مَّنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ، وَشَرُّكُمْ مَّنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ)) ❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ نے بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا ''کیا میں تمہیں یہ بتاؤں کہ تم میں نیک ترین کون شخص ہے اور تمہارے بہترین آدمیوں کو تمہارے بدترین آدمیوں سے جدا کر کے دکھا دوں؟'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ (یہ سن کر) خاموش رہے جب نبی کریم ﷺ نے مذکورہ ارشاد تین مرتبہ فرمایا تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ ہاں، یارسول اللہ ہمیں بتا دیجیے اور ہمارے نیک آدمیوں کو ہمارے بد آدمیوں سے ممیّز و ممتاز فرما دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی توقع کریں اور اس کے شر سے محفوظ و مامون رہیں اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ جس سے لوگ بھلائی کی توقع نہ کریں اور اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔''

مفردات الحدیث

① وَقَفَ عَلٰی أُنَاسٍ: ٹھہرے لوگوں کے پاس	② اَلَا اُخْبِرُكُمْ: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں
③ بِخَيْرِكُمْ: تمہارے بہتر کے بارے میں	④ مِنْ شَرِّكُمْ: تمہارے برے سے

❶ ترمذی، كتاب الفتن، باب خيركم من يرجي خيره ويؤمن شره ، رقم: ۲۲۶۳، والبيهقی فی الشعب ، باب فی أن يحب المسلم لأخيه، رقم: ۱۱۲۶۸ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ خَيْرُكُمْ: تمہارا بہتر	⑥ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ: جس سے بھلائی کی امید رکھی جائے
⑦ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ: اور اس کے شر سے محفوظ رہا جائے	⑧ شَرُّكُمْ: تمہارا برا
⑨ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ: جس سے بہتری کی امید نہ رکھی جائے	⑩ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ: اور اس کے شر سے محفوظ نہ رہا جائے

تشریح

بہترین اور بدترین شخص کی پہچان تو یہ ہے کہ جس کو حدیث میں بیان کر دیا گیا، رہا وہ شخص کہ جس سے لوگ بھلائی کی امید تو رکھتے ہوں لیکن اس کے شر سے بھی محفوظ و مامون نہ ہوں، یا وہ شخص جس کے شر سے لوگ محفوظ و مامون ہوں مگر اس سے کسی بھلائی کی توقع نہ رکھتے ہوں تو ایسا شخص بین بین ہوگا کہ اس کو نہ بہترین کہیں گے نہ بدترین۔

اچھی صحبت اور بری صحبت کی مثال

۵۵۔ عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً)) [1]

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نیک اور بد ہم نشین کی مثال مُشک رکھنے والے اور بھٹی جلانے والے کی سی ہے۔ مُشک رکھنے والا یا تو تمہیں مفت دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے اور یا اس کی خوشبو تو ضرور

[1] بخاري، كتاب الذبائح، باب المسك، رقم: ٥٥٣٤. ومسلم، كتاب البر، باب استحباب مجالسة الصالحين، رقم: ٤٧٦٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ اور بھٹی جلانے والا یا تو تمہارے کپڑوں کو جلا دے گا یا تمہیں اس سے دماغ پاش بو یعنی دھواں آ ملے گا۔"

مفردات الحدیث

① مَثَلُ الْجَلِيْسِ:	② الصَّالِحِ: نیک
③ وَالسُّوْءِ: برا	④ كَحَامِلِ الْمِسْكِ: کستوری اٹھانے والا
⑤ نَافِخِ الْكِيْرِ: بھٹی جھونکنے والا	⑥ إِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ: یا تجھے وہ بدلہ دے گا
⑦ إِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ: یا تو اس سے خریدے گا	⑧ إِمَّا أَنْ تَجِدَمِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً: یا تو اس سے عمدہ خوشبو پائے گا۔
⑨ إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ: یا وہ تجھے جلا دے گا	⑩ ثِيَابَكَ: کپڑے
⑪ رِيْحًا خَبِيْثَةً: بدبو	

تشریح

اچھے لوگوں کی محبت وہم نشینی اور برے لوگوں کی محبت وہم نشینی کے درمیان جو فرق ہے اس کو مذکورہ بالا مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے اور جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس ارشاد گرامی کی مراد اس بات کی تاکید وتنبیہ ہے کہ اچھے لوگوں سے محبت وتعلق پیدا کرو، ان کی صحبت وہم نشینی کو اختیار کرو اور برے لوگوں کی محبت وموافقت اور ان کی صحبت وہم نشینی سے اجتناب کرو، نیز اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اچھے لوگوں یعنی علماء وصلحاء کی صحبت وہم نشینی دنیا وآخرت میں فائدہ حاصل کرنے کا سبب ہے اور برے لوگوں یعنی بدکار وفساق کی صحبت وہم نشینی دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے کا ذریعہ ہے۔

اللہ کیلئے محبت، اللہ کیلئے ناراضگی بہت بڑا عمل ہے

٥٦۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟)) قَالَ قَائِلٌ: اَلصَّلَاةُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالزَّكَاةُ. وَقَالَ قَائِلٌ: اَلْجِهَادُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) ❶

''سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ اپنے حجرہ مبارک سے نکل کر (مسجد نبوی میں) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟ کسی کہنے والے نے کہا کہ نماز یا زکوۃ، اور ایک کہنے والے نے یہ کہا کہ جہاد، رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر کسی سے بغض ونفرت رکھنا ہے۔''

مفردات الحدیث

① خَرَجَ عَلَيْنَا: ہماری طرف نکلے	② أَتَدْرُوْنَ: کیا تم جانتے ہو
③ أَيُّ الْأَعْمَالُ: کون سے اعمال	④ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ: اللہ کو زیادہ محبوب ہیں
⑤ قَالَ: کہا	⑥ قَائِلٌ: کہنے والا
⑦ اَلْحُبُّ لِلّٰهِ: اللہ کے لئے محبت کرنا	⑧ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ: اور اللہ کے لئے بغض رکھنا

راوی الحدیث

آپ کا اسم گرامی جندب بن جنادہ اور کنیت ابو ذر ہے، مشاہیر صحابہ کرام میں سے ہیں، قبیلہ غفار سے ہیں، بڑے زاہد ومتقی اور درویش صفت شخصیت کے حامل تھے۔

ان کے ایمان لانے کا ایک واقعہ صحیحین کی روایت کے مطابق اس طرح ہے کہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تحقیق حال کے لیے اپنے بھائی سیّدنا

❶ مسند أحمد: ٥/ ١٤٦ . وأبو داود، كتاب السنة ، باب مجانبة أهل الأهواء ، رقم: ٤٥٩٩ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انیس رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا انہوں نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتلایا کہ وہ مکارمِ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسا کلام سناتے ہیں جو شعر تو بہر حال نہیں ہے، سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بھائی کی بات سے پورا اطمینان نہیں ہوا، مختصر سا سامانِ سفر لیا اور مکہ کے لیے روانہ ہو گئے، مکہ پہنچ کر حرم میں جا کر ٹھہر گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے، نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے، نہ کسی سے دریافت کرنا مناسب سمجھتے تھے، اسی حال میں رات ہو گئی، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ان کو مسافر خیال کر کے اپنے گھر لے گئے، قیام وطعام کے علاوہ کوئی گفتگو دونوں میں نہیں ہوئی، رات وہیں گزاری اور صبح کو اپنا سامان لے کر پھر حرم آ گئے، دن بھر وہیں رہے، دوسری رات کو بھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یہ خیال کر کے کہ مسافر ہیں ابھی اپنی منزل تک نہیں پہنچے، اپنے گھر لے گئے، آج بھی دونوں میں مطلب کی کوئی بات نہیں ہوئی اور سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ صبح کو پھر حرم آ گئے، تیسرے دن بھی جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حرم میں ہی دیکھا تو اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے حاضری کا مقصد معلوم کیا، انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس بات کا عہد وپیمان کریں کہ مجھے صحیح بات بتلائیں گے تو میں اپنی آمد کی غرض بتلاؤں، جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بالکل برحق ہیں اور بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور کہا آپ رات کو میرے ساتھ رہیے میں صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں گا، صبح کو دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ ❶

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا شمار سابقین اولین اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے وہ اگرچہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے فضل وکمال کی وجہ سے انہیں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی صف میں شمار کرتے تھے، ان کے نزدیک علم وفضل میں سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا درجہ اور مقام سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسا تھا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان کو علم کا خزانہ کہتے تھے۔ ❷

---

❶ اعلام النبلاء: ۲/ ٤٦.
❷ اصابہ: ۷/ ٦٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اپنے زاہدانہ مزاج کی وجہ سے مدینہ سے باہر مقام ربذہ میں آ کر رہنے لگے تھے، اہلیہ کے علاوہ غالباً اور کوئی ساتھ نہ تھا، وہیں وقتِ موعود آ پہنچا ۳۷ سال کی عمر میں فوت ہو گئے، مسلمانوں کی ایک جماعت جن میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہاں سے گزری، انہیں حضرات نے تجہیز و تکفین کی، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

تشریح

لفظ وَ الزَّکَاۃُ میں حرف واوٗ معنی کے اعتبار سے "اَوْ" کی جگہ استعمال ہوا ہے' یا مفہوم کے اعتبار سے الصلاۃ کے بعد کی عبادت۔ گویا یوں ہے وَ قَالَقَائِلٌ اَلزَّکَاۃُ (اور کسی کہنے والے نے کہا کہ زکوٰۃ) حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال، صحابہ رضی اللہ عنہم کے جواب اور پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا جواب اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا جو اسلوب نقل کیا گیا ہے، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ الحب للّٰہ اور البغض فی اللّٰہ کا درجہ نماز، زکوٰۃ اور جہاد سے بھی بڑا ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ نماز و زکوٰۃ اور جہاد، وہ اعمال ہیں جو بلا شک و شبہ تمام اعمال سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اس صورت میں یہاں جو اشکال واقع ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص حقیقی معنی میں کسی سے اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر محبت و تعلق رکھے گا وہ یقیناً انبیاء، علماء اور اولیاء اللہ سے سچی عقیدت و محبت رکھے گا۔ تو ظاہر ہے کہ وہ یقیناً ان کی اتباع و پیروی بھی کرے گا۔ بایں طور کہ نماز بھی پڑھے گا اور زکوٰۃ بھی دے گا۔ اسی طرح جو شخص کسی سے اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر بغض و نفرت رکھے گا تو وہ یقیناً دشمنانِ دین سے دشمنی اور عداوت رکھے گا۔ اور جب وہ ان سے دشمنی اور عداوت رکھے گا تو ظاہر ہے کہ وہ ان کی بیخ کنی، جہاد فی سبیل اللہ اور دین کی سربلندی کی سعی و کوشش کرے گا۔ لہٰذا حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے ضمن میں ساری اطاعتیں آ جائیں گی خواہ وہ نماز و زکوٰۃ ہو یا جہاد وغیرہ ان سب میں کوئی بھی چیز اس عمل سے باہر نہیں رہے گی۔ اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہو گا کہ دین کی اصل بنیاد اور اعمال و اطاعات کا مدار حب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی اللہ اور بغض فی اللہ پر ہے۔ جس شخص نے اس درجہ کو حاصل کر لیا اس کے لیے تمام عبادات و اطاعات کو اختیار کرنا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

یا اس ارشاد گرامی سے یہ مراد ہے کہ قلبی اعمال میں سب سے افضل عمل حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے، اور بدنی اعمال میں سب سے زیادہ افضل عمل نماز، روزہ، زکوۃ اور جہاد ہیں، اس صورت میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا۔ اور یا یہ مراد ہے کہ شریعت نے جن امور کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنے کے بعد اور شریعت نے جن امور سے باز رکھا ہے ان سے اجتناب کرنے کے بعد (یعنی فرائض و واجبات کی تکمیل کے بعد) حب للہ اور بغض فی اللہ سب سے افضل عبادت ہے اور سب سے کامل اطاعت ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو طبرانی نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ:

((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ بَعْدَ الْفَرَآئِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ))

''فرائض کے بعد جو عمل اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ کسی مومن کے دل کو خوشی و مسرت سے بھرنا ہے۔''

تین دن سے زیادہ مسلم بہن بھائی سے ناراضگی نہ رکھے

٥٧۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) [1]

''سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ملنا جلنا

[1] بخاری، کتاب الأدب، باب ما باب الھجرة، رقم: ٦٠٧٧. و مسلم، کتاب البر، باب تحریم الھجر، رقم: ٤٦٤٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑے رکھے اور صورتحال یہ ہو کہ یہ اپنا منہ اِدھر کو پھیر لے اور وہ اپنا منہ دوسری طرف کو پھیر لے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

مفردات الحدیث

① لَا یَحِلُّ: نہیں جائز	② لِرَجُلٍ: کسی آدمی کے لئے
③ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ: کہ وہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے	④ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ: تین راتوں سے زیادہ
⑤ یَلْتَقِیَانِ: دونوں ملتے ہیں	⑥ فَیُعْرِضُ هٰذَا: تو یہ اس سے روگردانی کرتا ہے
⑦ خَیْرُهُمَا: ان دونوں سے بہتر	⑧ اَلَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ: جو سلام کے ساتھ ابتدا کرتا ہے

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی خالد بن زید بن کلیب اور ان کی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت تھیں، آپ سابقین اولین میں بڑے جلیل القدر انصاری اور خزرجی صحابی ہیں۔ نبی مکرم ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دینے اور پھر تشریف آوری پر حتی الامکان آپ کی خدمت اور راحت رسانی کی فکر کرتے، آپ ﷺ نے جب تک ان کے ہاں قیام فرمایا کھانا پکا کر سب سے پہلے آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے، اور جو بچ کر آتا اسے خود اور اپنے اہل وعیال کو کھلاتے۔

بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے ۵۲ھ میں غزوہ قسطنطنیہ کے لیے جانے والے لشکر میں شامل تھے، راستے ہی میں بیمار ہو گئے اور اسی بیماری کی وجہ سے انتقال فرما گئے، یزید بن معاویہ نے جنازہ پڑھایا۔ روم میں قلعہ قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب مدفون ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

''تین دن سے زیادہ'' کی قید کی بناء پر یہ سمجھا گیا ہے کہ اگر کسی اِظہار خفگی کی خاطر تین دن تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا جائے تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ انسان کی طبیعت میں غیظ و غضب، غیرت وحمیت اور تندی و بے صبری کا جو مادہ ہے وہ بہر حال تو ضرور ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے اس قدر مدت میعاد کر دی گئی ہے تاکہ انسان کے ان جذبات کی بھی کچھ تسکین ہو جایا کرے، اور اس تین دن کے عرصہ میں خفگی و ناراضگی اور بغض ونفرت کے جذبات ختم ہو جائیں، یا کم سے کم ہلکے پڑ جائیں اور صلح صفائی ہو جائے۔

بداخلاق کی ممانعت

۵۸۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) وَفِي رِوَايَةٍ ((وَلَاتَنَافَسُوْا)) ❶

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی قائم کرنے سے اجتناب کرو۔ کیونکہ بدگمانی باتوں کا سب سے بدترین جھوٹ ہے۔ ٹوہ میں نہ رہو، کسی کی جاسوسی نہ کرو، کسی کے سودے نہ بگاڑو، آپس میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو اور سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ'' آپس میں حرص نہ کرو۔''

---

❶ بخاري، كتاب الأدب، باب ﴿يا ايها الذين امنوا جتنبوا كثيرا من الظن﴾، رقم:٦٠٦٦ ومسلم، كتاب البر، باب تحريم الظن، رقم: ٦٤٦ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ: بدگمانی سے بچو	② اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ: سب سے جھوٹی بات
③ وَلَا تَحَسَّسُوْا: چھپ کر حالات معلوم نہ کرو	④ وَلَا تَجَسَّسُوْا: جاسوسی نہ کرو
⑤ وَلَا تَنَاجَشُوْا: باہمی ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو	⑥ وَلَا تَحَاسَدُوْا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو
⑦ وَلَا تَبَاغَضُوْا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو	⑧ وَلَا تَدَابَرُوْا: ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو
⑨ وَكُوْنُوْا: ہو جاؤ	⑩ عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا: اللہ کے بندے بھائی بھائی
⑪ لَا تَنَافَسُوْا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو	

تشریح

اس حدیث میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کا معاشرہ کی انفرادی و اجتماعی زندگی سے براہ راست تعلق ہے۔ ان باتوں سے اگر اجتناب کیا جائے تو معاشرے میں پھیلنے والی بہت سی خرابیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ بدگمانی کو باتوں کا سب سے بدتر جھوٹ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص کسی کے بارے میں بدگمانی کرتا ہے تو وہ یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ وہ شخص ایسا ایسا ہے اور چونکہ وہ شخص حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا اس لیے اس کے اس فیصلے کو جھوٹ ہی کہا جائے گا۔ واضح رہے کہ ''باتوں'' سے مراد وہ باتیں ہیں جو نفس پیدا کرتا ہے اور حقیقت میں وہ شیطان کی طرف سے نفس میں ڈالی جاتی ہیں۔ اسی اعتبار سے بدگمانی کو ''بدترین جھوٹ'' کہا گیا ہے یا یہ کہ اس کو ''بدترین جھوٹ'' کا نام دینا گویا اس کی برائی کو زیادہ سے زیادہ کر کے بیان کرنا مقصود ہے۔ قرآن کریم میں یوں فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے: ﴿ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾ [الحجرات: ۴۹/ ۱۲] چنانچہ ان الفاظ میں جس ظن کو گناہ قرار دیا گیا ہے اس سے بدگمانی مراد ہے اور جیسا کہ علماء نے وضاحت کی ہے جس سے بدگمانی کے بارے میں ممانعت منقول ہے، اس سے وہ بدگمانی مراد ہے جو ذہن میں بیٹھ جائے اور اس پر یقین کر لیا جائے۔ وہ بدگمانی مراد نہیں ہے جو محض خیال کے طور پر دل میں گزر جائے۔ اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ ''بدگمانی'' گناہگار اس وقت کرتی ہے جبکہ اس کا ذکر کیا جائے اور اس کو زبان پر لایا جائے، نیز بہر صورت اس بدگمانی کے موجب گناہ ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ اس بدگمانی کو قائم کرنے کے لیے کوئی معقول وجہ اور دلیل نہ ہو۔ یا اگر بدگمانی کی بھی معقول وجہ اور دلیل ہو تو بدگمانی نہ کرنے کی بھی کوئی معقول وجہ اور دلیل ہو اور دونوں دلیلیں باہم معارض نہ ہوں۔ ہاں اگر اس بدگمانی کو درست ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسا واضح قرینہ اور معقول دلیل ہو جس کو تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو ایسی بدگمانی مواخذہ نہ ہوگی۔ اور نہ ہی اس کو حقیقی معنی میں ''بدگمانی'' کہیں گے۔

تحسّس اور تجسّس (یعنی ٹوہ اور جاسوسی) بظاہر ایک ہی مفہوم کے حامل دو الفاظ ہیں، لیکن علماء نے کئی وجوہ سے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اس سلسلے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ چنانچہ صاحب قاموس نے جیم کی فصل میں لکھا ہے کہ "تجسّس" کے معنی ہیں خبروں کی تلاش میں لگے رہنا جیسا کہ تجسس کے معنی ہیں اور ''جاسوس'' و "متجسّس" اسی سے مشتق ہیں، جن کے معنی ہیں ایسی پوشیدہ خبریں رکھنے والا جو اچھی نہ ہوں۔ پھر انہوں نے حاء کی فصل میں لکھا ہے کہ "حاسوس" کے وہی معنی ہیں جو جاسوس کے ہیں۔ یا یہ کہ "حاسوس" خاص طور پر ایسی پوشیدہ خبریں رکھنے والے کو کہتے ہیں جو اچھی ہوں۔ اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ ''تجسس'' کے معنی ہیں اچھی خبروں کو ہوشیاری اور نرمی کے ساتھ دریافت کرنا اور "تحسُّسْ" کے معنی ہیں ان خبروں کو قوت خاصہ کے ذریعے دریافت کرنا جیسا کہ کوئی شخص کسی بات کو چوری چھپے سنتا اور دیکھتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ "تجسُّسْ" کے معنی ہیں کسی شخص کی برائیوں اور عیوب کی تفتیش کرنا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحسس کے معنی ہیں ان برائیوں اور عیوب کو سننا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ تجسس کے معنی ہیں دوسروں کے لیے خبر کی ٹوہ میں رہنا اور تحسس کے معنی ہیں اپنے لیے کسی خبر کی ٹوہ لگانا اور طیبی رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں "تجسس" مراد ہے خود اپنے طور پر یا کسی کی مدد سے دوسرے لوگوں کے عیوب اور ان کے پوشیدہ ذاتی احوال ومعاملات کی ٹوہ لگانا اور "تحسس" کے معنی ہیں کسی کی مدد کے بغیر خود اپنے طور پر ٹوہ لگانا! بہر حال اگر حدیث کی مراد لوگوں کے ایسے احوال و معاملات کی ٹوہ لگانے اور ایسی خبروں کی تلاش میں رہنے سے منع کرنا ہے جن کا تعلق عیب و برائی اور کردار واحوال کی کمزوریوں سے ہو تو اس کی ممانعت بالکل ظاہر ہے اور اگر اچھی خبر کی تلاش میں رہنے اور اچھے احوال ومعاملات کی ٹوہ میں رہنے سے بھی منع کرنا مراد ہے تو اس صورت میں اس ممانعت کی وجہ یہ بیان کی جائے گی کہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے بارے میں کوئی اچھی خبر پانے کے بعد اپنے اندر حسد کا جذبہ پیدا ہو جائے یا طمع وحرص جاگ اٹھے جو کہ اچھی چیز نہیں ہے لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ کسی کی اچھی خبر کی ٹوہ میں بھی نہ رہا جائے۔

"ولا تناجشوا" اس میں اصل لفظ "نجش" ہے جس کے اصل معنی ہیں شکار کو برانگیختہ کرنا۔ بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دوسروں کے مقابلہ پر اپنی عظمت ووقعت اور بڑائی کی طلب وخواہش کرنا اور بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ کسی کو دھوکہ دینے کے لیے بکنے والی چیز کی بڑھا چڑھا کر تعریف کرنا یا مصنوعی خریدار بن کر بکنے والی چیز کی قیمت بڑھانا تاکہ دوسرا شخص اس کے دیکھا دیکھی اس چیز کو اسی قیمت میں خرید لے یا کسی بکتی ہوئی چیز کی برائی کرنا، تاکہ خریدار اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہو جائے۔ عام طور پر علماء نے حدیث میں اس لفظ کو اسی معنی پر محمول کیا ہے یعنی مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے سودے کو بگاڑنا، بعض حضرات نے اس لفظ کے اصل معنی روایت سے حدیث میں "ولا تناجشوا" کے یہ معنی مراد لیے ہیں کہ کسی کو کسی کی برائی پر نہ اکساؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ولا تحاسدوا“ (آپس میں حسد نہ کرو) کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر اس کے زوال کی آرزو نہ کرو یا یہ خواہش وآرزو نہ رکھو کہ وہ نعمت اس کے پاس سے ہٹ کر تمہارے پاس آجائے۔

”ولاتباغضوا“ (ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو) کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اسباب کو پیدا کرنے سے احتراز کرو جو بغض ونفرت کو لازم کرتے ہیں یہ وضاحت اس بنا پر ہے کہ جس طرح محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو خود بخود پیدا ہوتا ہے اسی طرح بغض ونفرت بھی پیدائشی ہیں کہ اس جذبہ کے پیدا ہونے یا نہ ہونے میں اس شخص کا کوئی اختیار نہیں ہے البتہ انسان اپنے آپ کو ایسے اسباب سے محفوظ رکھنے پر یقیناً قادر ہوسکتا ہے جن سے باہمی بغض ونفرت پیدا ہو سکتی ہو۔ بعض حضرات نے ”لا تباغضوا“ کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ شرعی احکام ومسائل میں خواہشات نفسانی کی بنا پر آپس میں اختلاف وانتشار پیدا نہ کرو اور خود ساختہ افکار ونظریات کو دین میں شامل نہ کرو کیونکہ دین میں یہ بدعت اختیار کرنا اور راہِ مستقیم سے گمراہ ہونا وہ اسباب ہیں جو مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے سے بغض ونفرت پیدا کرتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حدیث میں ایک دوسرے سے بغض رکھنے کی ممانعت کا اصل مقصد باہمی محبت والفت کے حکم کو اجاگر کرنا ہے اور محبت والفت کے اس حکم کا تعلق علی الاطلاق مسلمانوں کی پوری زندگی سے ہے البتہ جس محبت والفت سے دین میں خلل پڑتا ہو اس صورت میں محبت کو جائز قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ دین کو نقصان پہنچانے والے شخص سے بغض ونفرت ہی رکھنا جائز ہوگا۔ حاصل یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد گرامی کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے محبت واتحاد کی زنجیر میں منسلک رہیں جو ارشاد باری تعالیٰ کا بھی تقاضا ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران: ۳/ ۱۰۳]

”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو (اس طور پر کہ باہم سب متفق رہیں) اور باہم نا اتفاقی مت کرو۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس میں کوئی شبہ نہیں کہ محبت والفت اتحاد کی بنیاد ہے اور بغض ونفرت افتراق انتشار کا ذریعہ ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ تم ایک دوسرے سے بغض ونفرت نہ رکھو۔

بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ " لا تباغضوا" کے معنی یہ ہیں کہ تم مسلمانوں کے درمیان عداوت ودشمنی پیدا نہ کرو اس صورت میں مذکورہ لغت کا تعلق گویا چغل خوری سے ہوگا کیونکہ چغل خوری سے فساد کی بنیاد پڑتی ہے اور ایک دوسرے سے عداوت ودشمنی پیدا ہوتی ہے۔

"ولاتدابروا" کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی بیان نہ کرواور طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تدابر سے مراد تقاطع (ترک ملاقات) ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا نہ چھوڑو۔ اس معنی کو مذکورہ جملہ سے لفظی مناسبت بایں طور ہے کہ ترک ملاقات والوں میں سے ہرایک دوسرے پیٹھ پھیر لیتا ہے اور اسلام کے بتائے ہوئے باہمی حقوق کی ادائیگی سے گریز کرتا ہے۔

"وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا" کا مطلب یہ ہے کہ تم سب اللہ کے بندے ہواور عبودیت میں سب برابر ہو نیز تم سب اخوت کی زنجیر سے منسلک ہو لہٰذا تمہاری اس حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک دوسرے کے درمیان حسد، بغض اور غیبت جیسی برائیوں کو حائل کر کے اپنے دلوں میں افتراق اور اپنی صفوں میں انتشار پیدا نہ کرو۔ بلکہ اپنے مرتبہ عبودیت پر اتحاد ویکجہتی کے ساتھ قائم رہو اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

"ولا تنافسوا" (آپس میں حرص نہ کرو) میں لفظ تنافس لغوی طور پر تحاسدوا (ایک دوسرے سے حسد کرنے) کے معنی کے قریب ہے لیکن احتمال یہ ہے کہ تنافس کے معنی دنیا کی طرف میلان ورغبت رکھنا ہے اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ تم پر دنیا کے دروازے کھول دیئے جائیں اور تنافس کرنے لگو یعنی تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ اسی اعتبار سے ترجمہ میں تنافس کے معنی "آپس میں حرص کرنا" نقل کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالحت کی غرض سے خلافِ واقعہ بات کہنا

۵۹۔ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ ﷞ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا، وَيَنْمِيْ خَيْرًا)) ❶

''ام کلثوم ﷞ بنت عقبہ بن ابی معیط بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جھوٹا اور گناہ گار نہیں جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے کو) خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور (اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔''

مفردات الحدیث

① سَمِعْتُ: میں نے سنا	② يَقُوْلُ: وہ کہتا ہے
③ لَيْسَ الْكَذَّابُ: جھوٹا نہیں	④ الَّذِيْ يُصْلِحُ: جو صلح کراتا ہے
⑤ بَيْنَ النَّاسِ: لوگوں کے درمیان	⑥ وَيَقُوْلُ خَيْرًا: بہتر کہتا ہے
⑦ وَيَنْمِيْ خَيْرًا: بہتر بات پہنچاتا ہے	

راوی الحدیث

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں، حدیبیہ کے سال ہجرت کی تو ان کے بھائی ان کو لینے کے لیے آئے تو رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے ہمارے اور آپ کے درمیان

❶ بخاري، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذين يصلح بين الناس، رقم:٢٦٩٢. ومسلم، كتاب البر، باب تحريم الكذب، رقم: ٤٧١٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد و پیمان ہو چکا ہے کہ ہمارا جو بھی بندہ آپ کے پاس آئے گا آپ اسے واپس کر دیں گے تب اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں نازل کر دیا کہ یہ قانون مردوں کے لیے ہے عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف سے بہن تھیں، عورتوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی ہجرت کی تھی۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئیں۔

تشریح

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو شخصوں یا دو پارٹیوں کے درمیان نزاع اور رنجش ہوتی ہے اور ہر فریق دوسرے کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں بڑے بڑے شر اور فتنے پیدا ہوتے ہیں کبھی کبھی تو خون خرابا، قتل وغارت اور آبروریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور عداوت کے جوش میں ہر طرح کے ظلم و ستم کو اپنا حق سمجھا جاتا ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی مخلص اور بے غرض بندہ ان دونوں برسرِ جنگ فریقوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے۔ اس کے لیے وہ ضرورت محسوس کرے کہ ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو ایسی خیر اندیشی کی باتیں پہنچائی جائیں جن سے جنگ و عداوت کی آگ بجھے اور خوش گمانی اور مصالحت کی فضا پیدا ہو۔ تو اس مقصد کے لیے اگر اللہ کا وہ بندہ ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو ایسی خوش کن اور صلح کی باتیں بھی پہنچائے جو حقیقت میں اس فریق نے نہ کہیں ہوں تو اس مخلص بندہ کا ایسا کرنا اس جھوٹ میں شمار نہ ہوگا جو معصیت اور گناہ کبیرہ ہے۔ بس یہی اس حدیث کا منشا ہے۔ اور حضرت سعدی شیرازی کے اس مقولہ کا یہی مطلب ہے کہ ”دروغ مصلحت آمیز بہ از را فتنہ انگیز“۔

تین دن کی ناراضگی کے بعد جو سلام کا جواب نہ دے

٦٠۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ فَإِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَآءَ بِإِثْمِهِ)) ❶

”سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان بھائی سے ملنا جلنا چھوڑ دے، جب وہ اس مسلمان سے کہیں ملے جو اس سے خفا ہے اور اسے تین مرتبہ سلام کرے اور وہ ایک مرتبہ بھی جواب نہ دے تو وہ (جواب نہ دینے والا) اس کے گناہ کے وبال لے کر وہاں سے لوٹے گا۔“

مفردات الحدیث

① لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں	② اَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا: کہ وہ کسی مسلمان کو چھوڑ دے یعنی قطع تعلق کرے
③ فَوْقَ ثَلَاثَةٍ: تین سے اوپر	④ إِذَا لَقِيَهُ: جب وہ اس سے ملتا ہے
⑤ سَلَّمَ عَلَيْهِ: اس نے اسے سلام کیا	⑥ ثَلٰثَ مِرَارٍ: تین مرتبہ
⑦ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ: وہ اسے جواب نہیں دیتا	⑧ فَقَدْ بَاءَ بِإِثْمِهِ: تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا

تشریح

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ سلام کرنے والے کے سلام کا جواب نہیں دے گا تو ترک ملاقات کا گناہ اس کے سر پڑے گا یا تو وہ صرف اپنے گناہ میں مبتلا ہوگا یا سلام کرنے والے کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ سلام کرنے والا تو ترکِ ملاقات کے گناہ سے نکل آئے گا لیکن سلام کا جواب نہ دینے والے کی گردن پر گناہ بدستور رہے گا بلکہ سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ سے سلام کرنے والے کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔

❶ ابو داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، رقم: ٤٩١٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اور روزہ سے بھی افضل عمل

۶۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلَاةِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلٰی قَالَ: ((إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ)) ❶

''سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتادوں جس کے ثواب کا درجہ روزے، صدقے اور نماز کے ثواب سے زیادہ ہے (ابودرداء) کہتے ہیں کہ ہم نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ ہاں (ضرور بتایئے) آپ ﷺ نے فرمایا: دو شخصوں کے درمیان صلح کرانا۔ (اس کے بعد فرمایا کہ) دو آدمیوں کے درمیان فساد و نفاق پیدا کرنا ایک ایسی خصلت ہے جو مونڈنے والی ہے۔''

مفردات الحدیث

① اَلَا اُخْبِرُکُمْ: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں	② بِاَفْضَلِ: زیادہ افضل
③ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ: روزوں کے درجے سے	④ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ: باہمی اصلاح
⑤ فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ: باہمی فساد	⑥ هِیَ الْحَالِقَةُ: تباہ کن ہے

تشریح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ''والصدقة'' میں حرف واؤ جمع کے لیے ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ صلح صفائی کرانا ان سب عبادات سے افضل ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ حرف واؤ مفہوم کے اعتبار سے اَوْ کے معنی میں ہو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ صلح

❶ ابوداود، کتاب الأدب، باب فی اصلاح ذات البین، رقم:٤٩١٩. و الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب:٥٦، رقم:٢٥٠٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی کرانا ان عبادات میں کسی ایک سے افضل ہے۔ حدیث کا جو مقصد ہے یعنی آپس میں دشمنی رکھنے والوں کے درمیان صلح کرانے کی ترغیب دلانا اس کے پیش نظر پہلا قول زیادہ بہتر ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بعض حضرات کا یہ قول نقل کیا ہے: کہ حدیث میں صلح کرانے کو جو روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل کہا گیا ہے تو یہاں فرض روزہ، صدقہ یا فرض نماز مراد نہیں ہے بلکہ نوافل مراد ہیں اس کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہیں: کہ میرا کہنا یہ ہے کہ ویسے تو یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقی مراد کیا ہے لیکن اگر دو فریقوں کے درمیان پائی جانے والی دشمنی وعداوت کی نوعیت یہ ہو کہ اس کے نتیجے میں لوگوں کی خونریزی، مال واسباب کی غارتگری اور عزت وناموس کی بے حرمتی کا ہونا یقینی امر ہو تو قیاس کہتا ہے کہ ایسی عداوت ودشمنی کو ختم کرانا اور دونوں فریقوں کے درمیان صلح صفائی کرانا مذکورہ فرض عبادات سے بھی افضل ہوگا کیونکہ اول تو یہ عبادات ایسا عمل ہیں جو کسی وقت چھوٹ جائیں تو ان کی قضا ہوسکتی ہے جب کہ اس عداوت ودشمنی کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والی جانیں، تباہ وبرباد ہونے والے مال واسباب اور بے حرمت ہونے والی عزت وناموس کی مکافات ممکن نہیں، دوسرا یہ کہ ان عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور مذکورہ ہلاکت وتباہی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بعض اعتبار سے پروردگار کے نزدیک حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کی اہمیت ہے لہٰذا اس حقیقت کی بناء پر یہ کہنا زیادہ صحیح ہوسکتا ہے کہ اس عمل کو ان عبادات پر جزوی فضیلت بہرحال حاصل ہے اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے "البشر خير من الملك والرجل خير من المرأة" یعنی انسان فرشتہ سے بہتر ہے اور مرد عورت سے بہتر ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ صلح کرانا نفلی عبادات سے بہتر ہے فرائض سے نہیں۔

"ذات البين" کے معنی ہیں وہ احوال جن میں لوگ باہمی طور پر مبتلا ہوں جیسے بغض، عداوت اور جنگ وجدل وغیرہ اور "اصلاح" کے معنی ہیں ان احوال کو درست کرنا۔ اس اعتبار سے "اصلاح ذات البين" کا یہ مطلب ہوگا کہ کچھ لوگ آپس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برے حالات کا شکار ہوں مثلاً وہ ایک دوسرے کے بغض وعناد میں مبتلا ہو کر اور آپس کے لڑائی جھگڑے میں پھنس کر اپنے آپ کو فتنہ وفساد میں ڈالے ہوئے ہوں تو ان کے بغض و عناد کو باہمی محبت والفت میں بدلا جائے اور ان کو فتنہ وفساد سے نکال کر صلح وآشتی کی طرف لایا جائے اس کے برخلاف "فساد ذات البین" ہے (یعنی فساد ونفاق پیدا کرنا) جس کو لفظ "حالقه" سے تعبیر کیا گیا ہے "حالقه" اصل میں "حلق" سے ہے جس کے معنی ہیں بال مونڈنا اور حالقہ بال مونڈنے والی کو کہتے ہیں یہاں اس لفظ سے مراد تباہ وبرباد کرنا اور جڑ سے اکھاڑنا ہے مطلب یہ ہے کہ "فساد ذات البین" یعنی لوگوں کے درمیان افتراق وانتشار کے فتنہ کا بیج بونا ایک ایسی خصلت ہے جو دین کو تباہ وبرباد کر دیتی ہے۔ اور ثواب کے حصول کو بالکل ختم کر دیتی ہے جیسا کہ استرا بالوں کو جڑ سے صاف کر دیتا ہے بہرحال اس ارشادِ گرامی کا مقصد لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے اور فتنہ و فساد کو مٹانے کی ترغیب دلانا اور لوگوں کو افتراق وانتشار پیدا کرنے سے متنفر کرنا ہے۔

حسد سے بچو

٦٢۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ)) [1]

"سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم حسد کے مرض سے بہت بچو، حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

مفردات الحدیث

① اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ: حسد سے بچو	② يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ: نیکیوں کو کھا جاتا ہے
③ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ: جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے	

[1] ابوداود، کتاب الأدب، باب فی الحسد، رقم:٤٩٠٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

تجربہ بھی شاہد ہے کہ جس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے وہ اسی کے درپے رہتا ہے کہ جس کی خوشحالی پر اس کو حسد ہے کسی طرح اس کو کوئی نقصان پہنچائے اس کو بے آبرو کرے۔ پھر اگر کچھ بس نہیں چلتا تو اس کی غیبت ہی کر کے دل کی آگ بجھانا چاہتا ہے۔ اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری حدیثوں سے معلوم ہوا ہے اس کا کم از کم یہ نتیجہ تو ضرور ہی ہوگا کہ قیامت میں اس غیبت کرنے والے حاسد کی نیکیاں اس محسود بندے کو دلا دی جائیں گی۔ نیکیوں کو حسد کے کھا جانے کی یہ آسان توجیہ ہے۔

مسلم بھائی کی عیب جوئی اور ایذا رسانی کی سزا

٦٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ! لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ ، وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ ، وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بآواز بلند اس طرح مخاطب فرمایا: ''اے وہ لوگو! جو زبان سے تو اسلام لائے ہو اور ان کے دل تک ایمان نہیں پہنچا ہے تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور ان کو عار نہ دلاؤ اور نہ ان کے عیب ڈھونڈو۔ یاد رکھو! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا عیب ڈھونڈے گا اور جس کا عیب اللہ تعالیٰ ڈھونڈے اس کا رسوا کیا جانا یقینی ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں چھپا ہوا کیوں نہ ہو۔

[1] ترمذی، کتاب البر، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن، رقم: ۲۰۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① صَعِدَ الْمِنْبَرَ: منبر پر چڑھا	② فَنَادٰی: تو اس نے پکارا
③ بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ: بلند آواز کے ساتھ	④ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ: جس نے زبانی اسلام قبول کیا
⑤ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ: ایمان نہیں پہنچا	⑥ اِلٰی قَلْبِهٖ: اس کے دل تک
⑦ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ: مسلمانوں کو تکلیف نہ دو	⑧ لَا تُعَیِّرُوْهُمْ: انہیں عار نہ دلاؤ
⑨ لَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ: ان کے پردوں کی ٹوہ میں نہ لگو	⑩ مَنْ یَّتَّبِعْ: جو ٹوہ لگاتا ہے
⑪ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ: اپنے مسلمان بھائی کی	⑫ یَفْضَحْهُ: وہ اسے رسوا کر دیتا ہے
⑬ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ: اپنے گھر کے اندر	

تشریح

''جو زبان سے اسلام لائے'' اس خطاب میں مومن اور منافق دونوں شامل ہیں اور اس کے آگے جو یہ فرمایا کہ ''جن کے دل تک ایمان نہیں پہنچا ہے یعنی ان کا دل اصل ایمان یا کمال ایمان کے نور سے منور نہیں ہوا ہے'' تو اس کے ذریعہ خطاب میں فاسق کو بھی شامل کر لیا گیا ہے یہ بات اس لیے بھی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ارشاد گرامی میں آگے یہ فرمایا گیا ہے ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے۔'' تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خطاب تمام مسلمانوں سے تھا خواہ وہ کامل مسلمان ہوں یا منافق اور یا فاسق! اگر خطاب صرف منافقین سے ہوتا تو چوں کہ مسلمان اور منافق کے درمیان اخوۃ یعنی بھائی چارہ نہیں ہے اس لیے ارشاد گرامی میں ''اپنے مسلمان بھائی'' کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا، لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیبی رحمہ اللہ کا اس قول کو اختیار کرنا کہ اس ارشاد گرامی کے مخاطب صرف منافقین ہیں اور صرف انہیں پر اس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے ظاہر مفہوم کے خلاف ہے۔

''عار نہ دلاؤ'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس کے اس گناہ پر طعن و تشنیع نہ کرو جو کبھی پہلے اس سے صادر ہوا ہو، خواہ گناہ سے اس کا توبہ کرنا تمہیں معلوم ہو یا معلوم نہ ہو البتہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارتکاب کی حالت میں ہو یا وہ کوئی گناہ کر چکا ہو اور وہ گناہ اس کے توبہ کرنے سے پہلے علم میں آ گیا ہو تو اس صورت میں اس کو اس گناہ پر طعن و تشنیع اور تنبیہ کرنا اس شخص پر واجب ہوگا۔ جو اس پر قادر ہو اور اگر وہ گناہ قابل حد و تعزیر ہو تو اس پر حد اور تعزیر بھی جاری کرنا (قاضی و حاکم پر) واجب ہوگا۔ گویا کہ اس صورت کا تعلق ''عار دلانے'' سے نہیں ہوگا بلکہ اس کا شمار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے زمرہ میں ہوگا۔

''نہ ان کے عیب ڈھونڈو'' یعنی تم کسی مسلمان کے جن عیوب کو نہیں جانتے ہو اس کی ٹوہ مت لگاؤ اور اس کے جو عیوب تمہارے علم میں آ گئے ہیں ان کو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان (جو فاسق نہ ہو) کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہے یا اس کے جو عیوب اس کے علم میں ہوں ان کو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ اور جو شخص ایسا کرے (یعنی کسی مسلمان کی عیب جوئی کرے یا کسی مسلمان کے عیوب کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا پھرے) اس سے خود بھی کنارہ کشی اختیار کرنا اور دوسروں کو بھی اس سے دور رکھنا واجب ہے۔

''اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھونڈے گا'' کا مقصد اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں کسی مسلمان کی عیب جوئی کرتا ہے یا کسی مسلمان کے عیوب کو دوسروں کے سامنے بیان کر کے اس کی رسوائی کرتا ہے اس کو جان لینا چاہیے کہ آخرت میں اس کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوگا۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ وہاں اس کے عیوب سے درگزر کرنے کی بجائے اس کی ایک ایک برائی پر نظر رکھے گا۔ اور اس کے تمام عیوب کو مخلوق کے سامنے ظاہر کرے گا تاکہ جس طرح اس نے اپنے مسلمان بھائی کو دنیا میں رسوا کیا تھا اسی طرح آخرت میں وہ خود رسوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور ظاہر ہے کہ آخرت کی رسوائی دنیا کی رسوائی سے کہیں زیادہ ہوگی عطاء رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کسی کے عیوب کی ٹوہ لگانا خود سب سے بڑا عیب ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عیب جوئی وہ خصلت ہے جو دراصل بدگمانی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جو شخص کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی قائم کر لیتا ہے وہ اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ٹوہ میں لگا رہے چنانچہ وہ ٹوہ میں رہتا ہے اور جب اس کے علم میں کوئی عیب آجاتا ہے تو پھر وہ اس کی پردہ دری کرتا ہے (لہٰذا چاہیے) کہ اس بری خصلت کی جو جڑ ہے یعنی بدگمانی کرنا، اس سے اپنے آپ کو بچایا جائے تاکہ کسی مسلمان کی عیب جوئی اور اس کی پردہ دری کا وبال گردن پر نہ ہو) حقیقت یہ ہے کہ شریعت نے ایک مسلمان کے کردار، اس کی سماجی حیثیت، اس کے شخصی وقار اور اس کی نجی زندگی کو معاشرہ میں ذلت ورسوائی سے بچانے پر بڑا زور دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس بات کا تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم کسی مسلمان کے کسی عیب کو جانو تو اس کو چھپاؤ نہ کہ اس کو اچھالتے پھرو۔ نیز کسی شخص کو یہ اجازت نہیں ہے کہ کسی مسلمان کے نجی حالات کی جستجو کرے اس کی کمزوری کو کھوج کھوج کر دوسروں کے سامنے لائے اور اس کے کردار کے ان گوشوں میں جھانکنے کی کوشش کرے جن کو وہ دنیا کی نظروں سے چھپانا چاہتا ہو اس کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ شریعت میں مسلمان کے عیوب کی پردہ پوشی کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی حد یہ ہے کہ اگر کسی کے پڑوس میں ایسا مکان ہو جہاں شغلِ مےنوشی ہوتی ہو اور راگ ورنگ کی مجلسیں جمتی ہوں اس شخص کو چاہیے کہ وہ خود اپنے مکان کا دروازہ بند کر لے تاکہ اس کی نظر اس مکان میں ہونے والے غیر شرعی امور تک نہ جا سکے اس کے گھر کے لوگوں کی بدکاریاں اس کے علم میں نہ آسکیں نیز اس شخص کے مکان اور مذکورہ مکان کے درمیان جو دیوار حائل ہو اس سے کان لگا کر چوری چھپے اس آواز کو سننے کی کوشش نہ کرے جو اس مکان میں گانے بجانے اور راگ ورنگ وغیرہ کے ذریعہ پیدا ہو رہی ہو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ اس برائی کو دیکھنے کے لیے اس شخص کے گھر میں گھسا جائے، ہاں اگر اس مکان کے مکین اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال بد کو خود ظاہر کر رہے ہوں جیسے وہ اتنی بلند آواز میں گانا بجانا کر رہے ہوں کہ باہر تک آواز آ رہی ہو یا شرابی لوگ آپس میں شرابیوں جیسا شور وشغب کر رہے ہوں اور ان کی آواز ان کے شغلِ مے نوشی کو بھی ظاہر کر رہی ہو تو یہ دوسری بات ہے اسی طرح اگر وہ شخص ان کی ٹوہ لینے کے مقصد کے بغیر یونہی اس گھر میں چلا جائے اور وہ لوگ شغل مے نوشی یا گانا بجانا موقوف کر کے شراب کے برتن اور گانے بجانے کی چیزیں اپنے دامن وغیرہ کے نیچے چھپائیں تو اس شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ ان کے دامن وغیرہ ہٹوا کر ان چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کرے، اسی طرح شراب کی بو کی ٹوہ میں منہ وغیرہ سونگھنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ اور نہ یہ جائز ہوگا کہ اپنے پڑوسیوں سے دریافت کرتا پھرے کہ اس کے مکان میں کیا ہوتا ہے؟

آخر میں ایک بات یہ بھی جان لینی چاہیے کہ حدیث کے الفاظ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ (اور ان کے دل تک ایمان نہیں پہنچا ہے) میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب تک ایمان کا نور دل کو روشن نہیں کر دیتا اس وقت تک نہ اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور نہ اس کے حقوق ادا ہوتے ہیں اور یہ کہ قلب کے تمام روحانی امراض کا علاج اللہ کی معرفت اور اس کے حقوق کو ادا کرنے پر موقوف ہے چنانچہ جو شخص اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اور اس کے حقوق کو ادا کرتا ہے تو نہ وہ کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے اور نہ کسی کو نقصان وضرر میں مبتلا کرتا ہے نہ کسی کو عار دلاتا ہے۔ اور نہ کسی کے احوال وکردار کی کمزوریوں اور اس کے عیوب کی تلاش وجستجو میں رہتا ہے۔

حسن ظن کی ترغیب

٦٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ)) [1]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن ظن رکھنا

[1] مسند أحمد: ٢/ ٤٠٧. و ابوداؤد، کتاب الأدب، باب فی حسن الظن، رقم: ٤٩٩٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین عبادت ہے۔''

مفردات الحدیث

① حُسْنُ الظَّنِّ: اچھا گمان	② مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ: اچھی عبادت

تشریح

اس حدیث میں سرور کونین ﷺ نے دوسروں کے متعلق اچھا گمان رکھنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس کو بہترین عبادت قرار دیا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا: "إِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ" (بخاری) ''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی جھوٹی بات ہے۔'' اس لیے بدگمانی کی بجائے حسن ظن رکھنا بہترین عمل ہے۔

مؤمن کو چاہیے کہ غلطی کا پھر اعادہ نہ کرے

٦٥۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا۔''

مفردات الحدیث

① يُلْدَغُ: نہیں ڈسا جاتا	② مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ: ایک بل سے
③ مَرَّتَيْنِ: دو مرتبہ	

تشریح

"لدغ" کے معنی ہیں ڈسنا، سانپ اور بچھو کا کاٹنا۔ جحر (پہلے جیم اور پھر حاء) سوراخ اور بل کو کہتے ہیں جو سانپ اور بچھو وغیرہ کا مسکن ہوتا ہے۔

[1] بخاری ، كتاب الأدب ، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين ، رقم:٦١٣٣ . ومسلم ، كتاب الزهد ، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين ، رقم: ٥٣١٧ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا مقصد اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ مومن دانا، جو حق وانصاف کا علمبردار اور دین کا حامی ومحافظ ہوتا ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ کسی عہد شکنی اور سرکش سے جو دین کا دشمن ہے درگزر نہ کرے اللہ کی راہ میں اور اللہ کی خاطر اس کو اپنے غضب وانتقام کا نشانہ بننے سے نہ چوکے، بار بار حلم وبردباری اور چشم پوشی کا رویہ اختیار نہ کرے اور اس کے دھوکہ وفریب میں نہ آئے واضح رہے کہ کسی دنیاوی معاملہ میں فریب کھا جانا زیادہ اہمیت نہیں رکھتا مگر دین کے معاملہ میں ہرگز فریب نہ کھانا چاہیے۔

علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ ارشادِ گرامی میں جس حکیمانہ اصول کی طرف اشارہ کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک عظیم الشان علم ہے جس کی بنیاد دین کی رعایت وحمایت اور دشمنانِ دین کے شر وفساد کی بیخ کنی پر ہے۔

مذکورہ بالا ارشاد گرامی کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمانہ رسالت میں عرب کا ایک بڑا مشہور شاعر ابوغرہ تھا اور اس کا تعلق کفار کے اس طبقہ سے تھا جو اسلام، ذاتِ رسالت اور مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت اور سب وشتم کے پہاڑ تراشنے پر مامور تھا، چنانچہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور اپنی قوم کے شریر لوگوں کو مسلمانوں کی ایذاء واہانت پر اکسایا کرتا تھا جب بدر کے میدان میں حق وباطل کے درمیان پہلی معرکہ آرائی ہوئی اور اللہ نے اپنے مٹھی بھر بندوں کو دشمنانِ دین پر فتح عطا فرمائی اور مکہ کے بہت سارے کفار جن میں ان کے زعماء واساطین بھی تھے۔ قیدی بنا کر مدینہ منورہ لائے گئے تو ان میں وہ بدبخت شاعر ابوغرہ بھی تھا اس نے بارگاہ رسالت میں اپنے پچھلے سیاہ کارناموں پر اظہار ندامت کیا اور عفو خواہی کے ساتھ یہ عہد واقرار کیا کہ اب میں کبھی بھی ایسے افعال بد کے پاس نہیں بھٹکوں گا، چنانچہ نبی مکرم ﷺ کو اس بدبخت پر رحم وکرم کرنے کا موقع مل گیا اور آپ ﷺ نے اس کے عہد وپیمان کی بنیاد پر اس کو رہا کر دیا۔ لیکن اس کی ازلی شقاوت وبدبختی نے اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا اور وہ قوم میں پہنچ کر پہلی روش پر چلنے لگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ جنگِ احد کے موقع پر قیدی کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا دیا۔ اس نے اس مرتبہ بھی وہی حربہ استعمال کیا اور اظہارِ ندامت وعفو خواہی کے ساتھ امان چاہنے لگا اور آئندہ اپنی ان حرکتوں سے باز رہنے کا عہد و پیمان کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو معاف نہیں کیا اور اس کو جہنم رسید کر دینے کا حکم فرما دیا، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس وقت جب بعض لوگوں نے اس کی سفارش کی اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ اس کو ایک مرتبہ اور معاف فرما دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔''

بردباری، متانت اور سنجیدگی کی فضیلت

٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لِاَشَجِّ عَبْدِالْقَیْسِ ((اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ)) ❶

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے اندر جو دوخوبیاں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے (خواہ وہ کسی شخص میں ہوں) ایک تو حلم و بردباری اور دوسرا توقف و آہستگی۔''

مفردات الحدیث

① اِنَّ فِیْكَ: بلا شبہ تجھ میں تیرے اندر	② لَخَصْلَتَیْنِ: دو عادتیں
③ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: اللہ ان دونوں کو پسند کرتا	④ اَلْحِلْمُ: بردباری
⑤ وَالْاَنَاةُ: وقار	

تشریح

عبدالقیس ایک قبیلہ کا نام ہے جب اس قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی زیارت ملاقات کے لیے مدینہ آئے اور مسجد نبوی کے سامنے پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر فرط

❶ مسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بالایمان باللّٰه تعالی……، رقم: ٢٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوق سے اپنے اونٹوں سے کود پڑے بے تابانہ اور دیوانہ وار دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت اور شوقِ ملاقات کی بے قراری کا اظہار نہایت جذباتی طور پر کیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی اس بے قراری اور مضطرب حالت کو دیکھا تو سکوت فرمایا اور ان سے کچھ نہیں کہا لیکن یہ لوگ جس عظیم المرتبہ شخصیت اور اپنے سردار یعنی شیخ کی زیر قیادت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے۔اور جن کا اصل نام منذر تھا ان کی کیفیت بالکل دوسری تھی وہ پہلے اپنی قیام گاہ پر اترے وہاں انہوں نے اپنے تمام رفقاء کا سامان جمع کیا اور ساری چیزوں کو باندھ کر اطمینان کے ساتھ نہائے دھوئے، نہایت نفیس و پاکیزہ کپڑے زیب تن کئے اور پھر انتہائی وقار و تمکنت کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مسجد نبوی میں آئے وہاں دو رکعت نماز ادا کی دعا مانگی اور رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ وضع اور روش بہت پسند آئی اور ان سے مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے۔

اعتدال اور اعلیٰ اخلاق کی فضیلت

٦٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْهَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ)) ❶

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نیک سیرت، نیک راہ روش اور میانہ روی وہ خوبیاں ہیں جو نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہیں۔“

مفردات الحدیث

① اِنَّ الْهَدْیَ الصَّالِحَ:	درست راستہ' نیک راستہ' نیک سیرت
② وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ:	درست رخ' نیک رخ' اچھے اخلاق

❶ ابوداود، کتاب الأدب، باب فی الوقار، رقم: ٤٧٧٦ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ الْاِقْتِصَادَ: میانہ روی	۴ جُزْءٌ: حصہ
۵ خَمْسَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ: پچیس	

تشریح

حدیث کا اصل مقصد ان تینوں چیزوں کی اہمیت بیان کرنا اور ان کی ترغیب دینا ہے اورنبوت کے حصوں میں سے ہونے کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ پیغمبر کی زندگی جن محاسن اورکمالات سے مکمل اور مزین ہوتی ہے یہ تینوں اوصاف ان کا پچیسواں حصہ ہیں، یا یہ کہ انسانی سیرت کی تعمیر کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام جن خصائل کی تعلیم دیتے اور تلقین فرماتے ہیں ان کے پچیس حصوں میں ایک حصہ یہ تین چیزیں ہیں: یعنی اچھی سیرت، اور اطمینان ووقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی۔

میانہ روی:

ہم نے حدیث کے لفظ اقتصاد کا ترجمہ کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام اور ہرحال میں افراط وتفریط سے بچا جائے اور اعتدال کی روش اختیار کی جائے ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں اس چیز پر خاص طور سے زور دیا ہے یہاں تک کہ عبادت جیسے بہترین انسانی عمل میں بھی آپ نے اعتدال ومیانہ روی کی تاکید فرمائی ہے بعض صحابہ نے بہت زیادہ عبادت گزاری کا ارادہ کیا یعنی دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے اور پوری رات جاگ کر نمازیں پڑھنے کا منصوبہ بنایا تو آپ نے ان کو سخت تنبیہ فرمائی اور اس سے منع فرمایا۔ اسی طرح بعض صحابہ نے جب اپنا پورا مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے ان کو اس سے روک دیا۔ بہرحال اقتصاد کا مطلب یہی ہے کہ تنگدستی اور فراخ دستی دونوں حالتوں میں آدمی اعتدال یعنی درمیانی چال چلے اسی کو اس حدیث میں نبوت کا ایک جزو بتایا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشورہ میں امانت داری کا حکم

٦٨۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)) [1]

"سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس سے کسی معاملہ میں مشورہ کیا جائے وہ اس میں امین ہے اور اس کے سپرد امانت کی جاتی ہے۔"

مفردات الحدیث

① اَلْمُسْتَشَارُ: جس سے مشورہ طلب کیا گیا ہو	② مُؤْتَمَنٌ: اسے امین قرار دیا گیا ہے

تشریح

ابوالہیثم بن التیہان نے ایک معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے مشورہ چاہا تھا، اس موقع پر آپ ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ جس سے کسی معاملہ میں مشورہ لیا جائے اسے چاہیے کہ وہ محسوس کرے کہ مشورہ چاہنے والے نے اس کو اعتماد اور بھروسہ کے قابل سمجھ کر اس سے مشورہ چاہا ہے اور اپنی ایک امانت اس کے سپرد کی ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ حقِ امانت ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے، یعنی اچھی طرح سوچ سمجھ کر مشورہ دے اور پھر اس کی بات کو راز میں رکھے، اگر ایسا نہیں کرے گا تو ایک درجہ کی خیانت کا مجرم ہوگا۔

مجلس کی گفتگو میں امانت کا حکم

٦٩۔ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلٰثَةَ مَجَالِسَ ، سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ ، اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ ، اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)) [2]

---

[1] ترمذی، أبواب الأدب، باب ماجاء أن المستشار مؤتمن، رقم:٢٨٢٢ .

[2] ابوداود، کتاب الأدب، باب فی نقل الحدیث، رقم: ٤٨٦٩ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نشستیں امانت داری کے ساتھ ہوتی ہیں لیکن تین مجلسیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق کسی کے خونِ ناحق کی سازش سے ہو، دوسری وہ جس کا تعلق کسی کی عصمت وعفت لوٹنے کے مشورہ سے ہو، اور تیسری وہ جس کا تعلق بغیر کسی حق کے کسی کا مال چھیننے سے ہو۔‘‘

مفردات الحدیث

① اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ: مجلسیں امانت ہوتی ہیں	② اِلَّا ثَلٰثَةُ مَجَالِسَ: مگر تین مجلسیں
③ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ: حرام خون بہانا، یعنی کسی کو ناجائز قتل کرنا	
④ فَرْجٌ حَرَامٌ: حرام شرمگاہ کا استعمال، یعنی زنا وغیرہ کا ارتکاب	
⑤ اِقْتِطَاعُ مَالٍ: مال کاٹنا، یعنی مال لوٹنا	⑥ بِغَيْرِ حَقٍّ: ناحق

تشریح

ان تین باتوں کو بھی صرف مثال سمجھنا چاہیے ورنہ منشا یہ ہے کہ اگر کسی مجلس میں کسی معصیت اور ظلم کے لیے کوئی سازش اور کوئی مشورہ کیا جائے، اور تم کو بھی اس میں شریک کیا جائے تو پھر ہرگز اس کو راز میں نہ رکھو بلکہ اس صورت میں تمہاری دیانت داری اور امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ظلم ومعصیت کے اس منصوبہ کو ناکام بنانے کے لیے جن کو اس سے باخبر کرنا تم ضروری سمجھو ان کو ضرور باخبر کردو، اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ کے حق میں بھی خیانت ہوگی اور بندوں کے حق میں بھی۔

بدمزاجی اور بدکلامی کی مذمت اور خوش مزاجی کی فضیلت

۷۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلٰى مَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سِوَاہُ))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہُ: قَالَ لِعَائِشَۃَ: ((عَلَیْكِ بِالرِّفْقِ وَإِیَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ إِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ إِلَّا زَانَہُ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا شَانَہُ)) ❶

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرم ومہربان ہے اور نرمی ومہربانی کو پسند کرتا ہے اس لیے وہ نرمی ومہربانی پر وہ چیز عطا فرماتا ہے جو درشتی وسختی پر عطا نہیں فرماتا اور نرمی ومہربانی پر جو چیز عطا کرتا ہے وہ نرمی ومہربانی کے علاوہ کسی بھی دوسری چیز پر عطا نہیں فرماتا۔''

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''نرمی ومہربانی کو لازمی طور پر اختیار کرو اور سختی و درشتی اور بے حیائی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اس کو زینت بخشتی ہے اور جس چیز میں سے نکال لی جاتی ہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔''

مفردات الحدیث

① رَفِیْقٌ: دوست، نرم دل	② یُحِبُّ الرِّفْقَ: وہ نرمی کو پسند کرتا ہے
③ یُعْطِیْ: وہ دیتا ہے	④ عَلَی الرِّفْقِ: نرمی پر
⑤ اَلْعُنْفِ: سختی، ترش روئی	⑥ مَاسِوَاہُ: اس کے سوا
⑦ اَلْفُحْشِ: بدکلامی	⑧ زَانَہُ: اس کو آراستہ کیا۔ اسے زینت بخشی
⑨ شَانَہُ: اسے ذلیل کیا، اسے عیب دار کیا	

تشریح

''اللہ تعالیٰ نرم ومہربان ہے اور نرمی ومہربانی کو پسند کرتا ہے۔'' کے ذریعہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نرمی ومہربانی کو پسند کرنا، خود بندوں کے اس مفاد

❶ مسلم، کتاب البر، باب فضل الرفق، رقم: ٤٦٩٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیشِ نظر ہے کہ آپس میں نرمی و مہربانی اور شفقت و مروّت کے جذبات کو فروغ دینا ایک ایسی خوبی ہے جس کے ذریعہ معاشرہ کو مطمئن و پرسکون اور انسانی زندگی کو مختلف پریشانیوں اور بے چینیوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے، چنانچہ جس معاشرہ کے افراد اپنے تمام امور میں ایک دوسرے سے نرم خوئی اور مہربانی و مروّت کا برتاؤ کرتے ہیں ایک دوسرے کو سختیوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور باہمی معاملات کو سہولت و آسانی کی بنیاد پر استوار کرتے ہیں اور ان امور و معاملات کا تعلق خواہ حصولِ معاش (جیسے تجارت، ملازمت اور محنت مزدوری وغیرہ) سے ہو یا اس کے علاوہ معاشرتی زندگی کے کسی بھی پہلو سے ہو تو اس معاشرہ کا ہر فرد اپنے آپ کو فلاح یاب و بامراد محسوس کرتا ہے اور پورے معاشرہ پر حق تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت اور اس کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے، چنانچہ وہ یعطی علی الرفق......الخ (وہ نرمی و مہربانی پر وہ چیز عطا فرماتا ہے الخ) کے ذریعہ نہ صرف یہ ترغیب دلائی گئی کہ اپنے معاملات میں باہمی طور پر نرمی و مہربانی اختیار کرو تا کہ حصول مقصد کو پہنچ سکو بلکہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ جو لوگ سختی و درشتی کی بجائے نرمی و مہربانی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ان کو حق تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے اور مقاصد میں کامیاب و کامران کرتا ہے۔

''نرمی و مہربانی پر جو چیز عطا کرتا ہے ...الخ'' یہ جملہ ماقبل عبارت کے مفہوم کو ایک دوسرے انداز میں واضح کر رہا ہے یعنی پہلے تو نرمی و مہربانی کو سختی و درشتی پر ترجیح دی گئی اور یہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب اور حصول مقاصد کی جو نعمت نرمی و مہربانی اختیار کرنے پر ہوتی ہے وہ سختی و درشتی اختیار کرنے کی صورت میں عطا نہیں ہوتی اور پھر آگے اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ فرمایا کہ نرمی و مہربانی اپنی ضد یعنی سختی و درشتی ہی پر نہیں بلکہ حصول مقصد کے اور دوسرے اسباب و وسائل پر بھی ترجیح و فضیلت رکھتی ہے البتہ اس موقع پر اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ اگر وہ اسباب و وسائل از قسم نرمی و مہربانی ہوں تو ترجیح و فضیلت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر از قسم سختی و درشتی ہوں تو نرمی و مہربانی کا سختی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودرشتی پر فضیلت وترجیح رکھنا ماقبل عبارت سے واضح ہو چکا تھا اس کے بعد اسی مفہوم کو دوبارہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ دونوں جملوں کی عبارت میں ظاہری طور پر تفاوت ہے مگر حقیقت میں یہ دوسرا جملہ ماقبل عبارت کو مؤکد کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور دونوں جملوں کا مقصد اس بات کو زیادہ اہمیت کے ساتھ بیان کرنا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے مقاصد جیسے حصول معاش وغیرہ کی طلب اور سعی، جدوجہد میں ایسا رویہ وانداز اختیار کرے جو نرم خوئی، مہربانی اور ایک دوسرے کے ساتھ لحاظ ومروّت کا ہو کیونکہ انسان کو اس کی مطلوب چیز دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ نرمی ومہربانی اس کے نزدیک محبوب وپسندیدہ ہے اس لیے وہ نرمی ومہربانی کا رویہ اختیار کرنے والے کو زیادہ عطا کرے گا۔ بہ نسبت اس شخص کے جو اپنے مقاصد کے حصول میں سختی ودرشتی اور عامیانہ انداز ورویہ اختیار کرتا ہے۔

بے حیائی کی مذمت

۷۱۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى؛ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) [1]

''سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوتوں کے احکام سے جو شے لوگوں نے پائی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تو حیاء کا دامن چھوڑ دے تو جو جی میں آئے کرتا رہ۔''

مفردات الحدیث

① مِمَّا أَدْرَكَ: جو پایا	② النَّاسُ: لوگ
③ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى: پہلی نبوت کے کلام سے یعنی پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے	

[1] بخاری، کتاب الأدب، باب إذا لم تستحی ، رقم: ٦١٢٠.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ إِذَا لَمْ تَسْتَحِي: جب تم میں حیا نہ رہے	⑤ فَاصْنَعْ: تو کر گزر
⑥ مَا شِئْتَ: جو چاہے	

تشریح

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں جو وضاحت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ حیاء سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر جگہ موجود رہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حیاء انسان کو بے حیائی سے روکتی ہے اور یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ جب انسان حیاء کا دامن چھوڑ دے تو پھر وہ ہر قسم کی بے ہودگی کا مرتکب ہوسکتا ہے عربی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے کہ:

اذ المرء لم یدنس من اللوم عرضه
فكل رداء يرتديه جميل

''جب لعنت ملامت سے کسی انسان کی عزت پر حرف نہ آئے تو وہ جو لباس بھی پہن لے خوبصورت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الحياء خير كله'' یا ''الحياء كله خير'' کہ حیا ساری کی ساری بھلائی ہے اور دوسری جگہ فرمایا: ''الحياء لا يأتي الا بخير'' (حیائی بھلائی ہی لاتی ہے۔ بخاری ومسلم میں ہے ایک شخص کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء پر ملامت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو بے شک حیاء ایمان کا جزو ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جب اللہ بندے پر ناراض ہوتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے اور جس سے اللہ حیاء چھین لیتا ہے تو وہ اللہ سے اس صورت میں ہی ملتا ہے کہ وہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ پھر جب انسان سے اللہ اس کی امانت چھین لیتا ہے تو اسے رحمت سے بھی دور کر دیتا ہے اور جسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کی گردن سے ایمان کا پٹہ بھی اتار دیتا ہے اور جس شخص کی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیتا ہے وہ سرکش شیطان کی مانند اللہ سے ملتا ہے۔'' (ابوداود)

یہ بات بھی ذہن نشین کرنی چاہیے کہ حیاء کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ ہے جو اللہ نے فطری طور پر انسان کی خلقت میں رکھ دی ہے اور حیاء کی یہ قسم اسے برے اخلاق کے ارتکاب سے روکتی ہے اور اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اخلاق کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس آدمی نے حیاء اختیار کی اس نے اپنے آپ کو چھپایا اور جس نے اپنے آپ کو چھپایا وہ متقی ہوا اور جو متقی ہوا وہ دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔''

حیاء کی دوسری قسم وہ ہے جو انسان خود تجربے اور مشاہدے سے حاصل کرتا ہے اللہ کی معرفت سے، اس کی عظمت کی معرفت اور اللہ کے بندوں کی صحبت سے، آنکھوں کی خیانت کو جاننے سے اور یہ ایمان کی خصلتوں میں سے ایک خصلت اور احسان کے اعلیٰ مدارج میں سے ایک ہے۔ اس کی بہترین تشریح یہ ہے کہ اللہ سے اس طرح حیاء کی جائے جیسے اپنے خاندان کے کسی صالح اور بزرگوں سے حیاء کی جاتی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا دراصل یہ ہے کہ تو اللہ سے شرم کرے اور تو اپنے سر اور اس سے متعلقہ اشیاء (آنکھ، کان، زبان) کو گناہ سے محفوظ رکھے، تو پیٹ اور اس سے متعلق (شرمگاہ) کو گناہ سے بچائے اور تو موت اور اس کی تباہی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے اور جس نے یہ کام کیے پس اس نے اللہ سے حیاء اختیار کی۔''

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو انسان حیاء کے دامن کو تار تار کر دیتا ہے وہ ہر برائی پر آمادہ ہو سکتا ہے اور جو شخص حیاء کے دامن کو تھامے رکھے تو یہ حیاء اس کے لیے ایمان، اور ایمان اسے گناہوں سے محفوظ رکھنے کا باعث بن جاتا ہے۔

یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ جس طرح انسان کو انسانوں سے حیاء کرنا چاہیے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح انسان کو اللہ اور فرشتوں سے بھی حیاء کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی ہے کہ بیت الخلاء میں اور رشتہ ازدواجیت قائم کرنے کے علاوہ دیگر اوقات میں عریاں ہونے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ تمہارے ساتھ وہ مخلوق ہے جو تم سے جدا نہیں ہوتی (یعنی فرشتے) ان سے شرم کرو اور ان کا اکرام کرو۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صاحب حیاء انہیں معنوں میں کہا جاتا تھا کہ وہ غسل خانے میں بھی مکمل کپڑے نہیں اتارتے تھے۔ "مشکوۃ شریف" میں ہے کہ فرشتے بھی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے شرماتے تھے خود رسول اللہ ﷺ سے بھی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کا پاس اور لحاظ رکھنے کا ثبوت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہے" کان اشد حیاء من العذری" آپ ﷺ غیر شادی شدہ دوشیزاؤں کی نسبت زیادہ حیاء دار تھے۔

نیکی اور بدی کا معیار

۷۲۔ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ: ((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) ❶

"سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حسن خلق اصل نیکی ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک جائے۔ (یعنی ضمیر کی ملامت) اور تو اسے ناپسند کرے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔"

مفردات الحدیث

① اَلْبِرِّ: نیکی	② حُسْنُ الْخُلُقِ: حسن خلق، اچھا اخلاق اچھی سیرت
③ اَلْإِثْمُ: گناہ	④ مَا حَاكَ: جو کھٹکے
⑤ فِيْ صَدْرِكَ: تیرے سینے میں	⑥ وَكَرِهْتَ: اور تو ناپسند کرے

❶ مسلم، کتاب البر، باب تفسیر البر والاثم، رقم: ٦٤٣٢ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ اَلنَّاسُ: لوگ	⑦ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْہِ: کہ اس پر آگاہ ہو

راوی الحدیث

آپ کا اسم مبارک نواس بن سمعان ہے، کلابی ہیں، شامیوں میں شمار ہوتا ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: نواس بن سمعان بن خالد بن عمرو بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب۔

تشریح

اس حدیث میں پہلی بات جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی وہ یہ ہے کہ دراصل حسن خلق ہی نیکی ہے حدیث میں یہ بھی آتا ہے "مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" [ریاض الصالحین] "قیامت کے دن میزان میں حسن خلق سے وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی" حسن خلق کا اسلام میں بڑا درجہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حسن خلق کو ہی اصل نیکی قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝﴾ [القلم : ٦٨/ ٤] جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی زندگی میں خلق کا بہت درجہ ہے۔ نیکی دراصل اللہ کی اطاعت کا نام ہے اور حسن خلق معاملات میں انصاف کرنا، لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، احسان اور بھلائی کے لیے ہر دم کوشاں رہنا، عبادت میں اعتدال، مومنین کی صفات میں حسن خلق بہت بڑی خوبی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا." لہٰذا نیکی اور حسن خلق لازم وملزوم ہیں۔ جہاں حسن خلق ہو گا وہاں نیکی ہوگی۔

اور دوسری رسول اللہ ﷺ نے نیکی اور گناہ کی کسوٹی بیان فرمائی جس سے ہر انسان نیکی اور برائی کی خود پہچان کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نیکی کی حقیقت اپنے دل سے پوچھو اگر کسی عمل کرنے کے بعد قلب وجگر کو اطمینان نصیب ہو، دل ودماغ میں فرحت وانبساط کی کیفیت کا غلبہ ہو تو جان لو کہ یہ نیکی ہے۔ لیکن اس کے برعکس کسی کام کے کرنے سے انسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل و دماغ میں کسک پیدا ہو وہ عملِ ضمیر کی خلش بن کر کانٹے کی طرح دل و دماغ میں پیوست ہو جائے اور انسان پر بے چینی و بے اطمینانی چھا جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ فعل گناہ ہے۔مثال کے طور پر بات کو اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک نابینا انسان سڑک کے ایک جانب کھڑا ہو اور سڑک عبور کرنا اسے مشکل ہو، ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر سڑک کے دوسرے کنارے لا کھڑا کریں۔اس عمل سے ہمارے دل کو اطمینان نصیب ہوگا۔ گویا خود ہمارا دل نیکی کا اعلان کرے گا۔ اس کے برعکس اگر ہم نے کسی اندھے کو پکڑ کر سڑک کے درمیان چھوڑ دیا اور وہ بے چارہ کسی حادثے کا شکار ہو گیا تو کیا اس سے ہمارے دل کو اطمینان نصیب ہوگا؟ فیصلہ خود انسان کے ہاتھ میں ہے کہ جان لے نیکی کیا ہے اور برائی کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ایک صحابی نے عرض کیا: ”یا رسول اللّٰه! ما الاثم“ آپ نے فرمایا: ”اذا حاك فی صدرك شیء فدعه“ [مسند احمد بن حیان] یعنی جب کوئی کام تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے تو اسے چھوڑ دے (کیونکہ وہ گناہ ہے)

اس قسم کی بہت سی احادیث سے نیکی اور گناہ کی کسوٹی اس طرح متعین ہوتی ہے کہ اگر انسان کو کسی وقت یہ پتہ نہ چلے کہ کوئی عمل گناہ ہے یا نیکی ہے تو اس کی پہچان خود انسان کے دل میں موجود ہوتی ہے۔اگر کسی عمل کے بعد انسان کے دل کو طمانیت اور قرار آئے تو جان لینا چاہئے کہ یہ نیکی ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی عمل کے بعد دل و دماغ پر بے قراری اور بے چینی طاری ہو جائے اور انسان کا ضمیر خلش بن کر اسے ملامت کرے یا انسان اس عمل کو لوگوں سے چھپا کر کرے تو یہ فعل گناہ ہوگا۔

اس کا معنی یہی ہے کہ اگر تم واعظ کی بات نہیں مانتے، ناصح کی بات نہیں سنتے تو کم سے کم اپنے دل سے اٹھنے والی آواز پر ہی کان دھرو، کہ اللہ نے اسے حق اور باطل کا معیار بنا دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے نیکی اور گناہ کی کسوٹی قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

۷۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا)) ❶

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دوستوں میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں جن کا اخلاق زیادہ اچھا ہے۔''

مفردات الحدیث

① اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ: مجھے تم میں سب سے پیارا	② اَحْسَنُكُمْ: جو تم میں سب سے اچھا ہو
③ اَخْلَاقًا: ازروئے اخلاق کے	

تشریح

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں جس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اس طرح ہے کہ '' اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا'' (تم دوستوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں اور قیامت کے دن ان ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہوگی جن کا اخلاق تم میں زیادہ بہتر ہے) گویا رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت اور قیامت کے دن آپ کا قرب نصیب ہونے میں حسن اخلاق کی دولت کو خاص دخل ہے۔

حسن اخلاق کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا بھی پڑھ لیجیے، اور اپنے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کیجیے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ كَمَا خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ)) ❷

---

❶ بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۷۵۹.

❷ مسند احمد (٦/ ٦٨).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے۔" اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرا اخلاق بھی اچھا کر دے۔"

صحیح مسلم میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد کی کچھ تفصیل روایت کی گئی ہے اسی میں ہے کہ آپ نے دورانِ نماز جو دعائیں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے مانگیں ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی۔

"وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَصرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ."

"اے میرے اللہ! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی راہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر اخلاق کی رہنمائی نہیں کر سکتا، اور برے اخلاق کو میری طرف سے ہٹا دے ان کو تیرے سوا کوئی ہٹا بھی نہیں سکتا۔"

سب سے بہتر مسلمان کون ہے؟

٧٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا)) ❶

"سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے۔"

مفردات الحدیث

① اِنَّ مِنْ: تحقیق سے	② خِیَارِکُمْ: تمہارا بہتر
③ اَحْسَنُکُمْ: تم سب سے اچھا	④ اَخْلَاقًا: ازروئے اخلاق

❶ بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٣٥٥٩. ومسلم، کتاب الفضائل، باب کثرة حیائه، رقم: ٦٠٣٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتلایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اخلاق حسنہ اختیار کرے اور برے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں ایک یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کو انسانوں کا تزکیہ کرنا ہے ﴿ وَيُزَكِّيهِمْ ﴾ اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستگی کی خاص اہمیت ہے۔ حدیث کی مختلف کتابوں میں خود آپ ﷺ سے یہ مضمون روایت کیا گیا ہے کہ میں اخلاق کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں ۔ یعنی اصلاح اخلاق کا کام میری بعثت کے اہم مقاصد اور میرے پروگرام کے خاص اجزاء میں سے ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا کیونکہ انسان کی زندگی اور اس کے نتائج میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے، اگر انسان کا اخلاق اچھا ہو تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لیے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سامان ہوگا۔ اور اس کے برعکس اگر آدمی کا اخلاق برا ہو تو خود بھی وہ زندگی کے لطف و مسرت سے محروم رہے گا اور جن سے اس کا واسطہ اور تعلق ہوگا ان کی زندگیاں بھی بے مزہ اور تلخ ہوں گی، یہ تو خوش اخلاقی اور بداخلاقی کے وہ نقد دنیوی نتیجے ہیں جن کا ہم اور آپ روزمرہ مشاہدہ اور تجربہ کرتے رہتے ہیں لیکن مرنے کے بعد والی ابدی زندگی میں ان دونوں کے نتیجے ان سے بدرجہا زیادہ اہم نکلنے والے ہیں، آخرت میں خوش اخلاقی کا نتیجہ ارحم الراحمین کی رضا اور جنت ہے اور بداخلاقی کا انجام اللہ قہار کا غضب اور دوزخ کی آگ ہے۔ اللّٰھم احفظنا

اخلاق کی اصلاح کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے جو ارشادات حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں وہ دو طرح کے ہیں ۔ ایک وہ جن میں آپ نے اصولی طور پر حسن اخلاق پر زور دیا ہے اور اس کی اہمیت وفضیلت اور اس کا غیر معمولی اخروی ثواب بیان فرمایا ہے اور دوسرے وہ جن میں آپ نے بعض خاص الخاص اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی یا اسی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مخصوص بداخلاقیوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

گناہ کا بد اثر کس طرح زائل ہو سکتا ہے

۷۵۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ حَیْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) [1]

''سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں اور جس حال میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر برائی کے پیچھے نیکی کرو وہ اس کو مٹا دے گی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

مفردات الحدیث

① اِتَّقِ اللّٰهَ: اللہ سے ڈر	② حَیْثُ مَا كُنْتَ: جہاں بھی تو ہو
③ اَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ : برائی کے بعد نیکی کر	④ تَمْحُهَا: وہ اسے مٹا دے گی
⑤ خَالِقِ النَّاسَ: لوگوں سے برتاؤ کرو	⑥ بِخُلُقٍ حَسَنٍ: اچھے اخلاق کے ساتھ لوگوں سے ملو

تشریح

تقوی کی اصل اللہ کا خوف اور اس کے مؤاخذہ اور محاسبہ کی فکر ہے اور ایک باطنی کیفیت ہے اور اس کا ظہور ظاہری زندگی میں اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر واحکام کی اطاعت کی جائے۔ اور منہیات اور معاصی سے بچا جائے لیکن انسان کی سرشت اور اس دنیا میں اس کا ماحول ایسا ہے کہ اس خوف وفکر (یعنی تقویٰ) کے باوجود اس سے غلطیاں اور

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۱۵۳۔ والترمذی، کتاب البر، رقم: ۱۹۸۷۔ والدارمی، کتاب الرقاق، رقم: ۲۷۹۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کے تدارک کے لیے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی غلطی اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی ضرور کرو، نیکی کا نور اس برائی کی ظلمت کو ختم کر دے گا اور مٹا دے گا قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ [هود: ١١/ ١١٤] ''نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں'' رسول اللہ ﷺ نے تیسری نصیحت اس حدیث میں سیّدنا ابوذر کو یہ فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ تمہارا برتاؤ حسن اخلاق کا ہو معلوم ہوا کہ تقویٰ اور تکثیر حسنات کے ذریعہ گناہوں کی تطہیر کے بعد بھی کامیابی اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لیے بندوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ بھی ضروری ہے۔

لوگوں سے میل جول اور ملاپ کی فضیلت

٧٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُسْلِمُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ، اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ)) ❶

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:'' جو مسلمان لوگوں کے ساتھ ربط و اختلاط رکھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرے وہ ان لوگوں سے افضل ہے جو لوگوں سے ربط و اختلاط نہ رکھیں اور ان کی اذیتوں پر صبر نہ کریں۔''

مفردات الحدیث

① يُخَالِطُ النَّاسَ: لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے	② يَصْبِرُ: صبر کرتا ہے
③ عَلٰى اَذَاهُمْ: ان کی تکلیف پر	④ اَفْضَلُ: زیادہ بہتر

❶ ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ٢٥٠٧. وابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم: ٤٠٣٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ لَا یُخَالِطُھُمْ: ان سے میل ملاپ نہیں رکھتا	

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے ساتھ ربط و اختلاط اور میل جول رکھنا، عزلت وتنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے افضل ہے، چنانچہ اکثر تابعین اس پر عامل تھے اور یہ چیز خیر و بھلائی کے پھیلانے ، باہمی امداد و تعاون اور دین واسلام کی اشاعت کے اعتبار سے بھی زیادہ کامل اور زیادہ افضل ہے۔ رہی یہ بات کہ عزلت وگوشہ نشینی کے بارے میں بھی احادیث منقول ہیں جس سے عزلت وگوشہ نشینی کا افضل و بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے تو اس سلسلے میں اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس اختلاف کا تعلق زمان ومکان اور لوگوں کے احوال کے اختلاف سے ہے یعنی بعض موقع ومقام اور بعض لوگوں کے حالات کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ ربط و اختلاط نہ رکھا جائے ۔ چنانچہ ایسی صورت میں لوگوں سے عزلت وگوشہ نشینی اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنا ہی افضل و بہتر ہوتا ہے تاہم اس بارے میں جس درمیانی راہ کو اختیار کرنے کی ہدایت ہے وہ یہ ہے کہ ذہنی طور پر ضروری اور ناگزیر حالات کے علاوہ باقی اوقات میں عوام الناس سے الگ تھلگ نہ رہا جائے ۔ البتہ خواص یعنی صالحین وغیرہ کے ساتھ برابر ربط و اختلاط رکھا جائے اور ان سے عزلت وگوشہ نشینی اختیار نہ کی جائے۔

حُسنِ اَخلاق کی تعلیم مقاصد نبوت میں سے ہے

۷۷۔ عَنْ مَالِكٍ ، بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ)) [1]

”حضرت امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو

[1] مؤطا إمام مالك ، كتاب حسن الخلق ، باب ما جاء في حسن الخلق ، رقم :٨ . ومسند احمد: ٢/ ٣٨١ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال تک پہنچا دوں“ (امام مالک نے اس کو اپنی موطا میں اسی طرح بغیر کسی صحابی کے حوالے سے روایت کیا ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں اس کو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

مفردات الحدیث

① بَلَغَهُ: اسے بات پہنچی	② بُعِثْتُ: مجھے بھیجا گیا ہے
③ لِأُتَمِّمَ: تاکہ میں پورا کردوں	④ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ: بہتر اخلاق

تشریح

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اخلاق کی اصلاح ومکارم اخلاق کی تکمیل آپ کے خاص مقاصد بعثت میں سے ہے اور جیسا کہ قرآن مجید میں بھی تزکیہ کو آپ کا خاص مقصد بتلایا گیا ہے اور اخلاق کی اصلاح اس کا اہم جزو ہے۔

کامل ایمان والا کون شخص ہے؟

۷۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) ❶

”سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔“

مفردات الحدیث

① اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ: تمام مومنوں میں زیادہ کامل	② اَحْسَنُهُمْ: ان سے اچھا
③ خُلُقًا: از روئے اخلاق	

❶ ابوداود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٢. والدارمي، كتاب الرقاق، باب في حسن الخلق، رقم: ٢٧٩٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

مطلب یہ ہے کہ ایمان اور اخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس کا اخلاق لازماً بہت اچھا ہوگا، اور علیٰ ہذا جس کا اخلاق بہت اچھا ہوگا اس کا ایمان بھی بہت کامل ہوگا واضح رہے کہ ایمان کے بغیر اخلاق بلکہ کسی عمل کا حتی کہ عبادات کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ہر عمل اور ہر نیکی کے لیے ایمان بمنزلِ روح اور جان کے ہے اس لیے اگر کسی شخص میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بغیر اخلاق نظر آئے۔ تو وہ حقیقی اخلاق نہیں ہے بلکہ اخلاق کی صورت ہے، اس لیے اللہ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک زریں وصیت

۷۹۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَوْصِنِیْ ، قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) . فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا، قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) . ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس شخص نے بار بار عرض کی (مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے) آپ نے ہر بار فرمایا: غصہ میں نہ آیا کرو۔''

مفردات الحدیث

① اَوْصِنِیْ: مجھے وصیت کیجئے	② لَا تَغْضَبْ: غصہ نہ کر
③ فَرَدَّدَ: دہرایا	④ ذَالِكَ مِرَارًا: اس کو بار بار

تشریح

غصہ انسانی فطرت کا حصہ ہے اور بعض اوقات انسان غصے سے قتل بھی کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر نیک بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے: ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط﴾ [آل عمران: ۳/ ۱۳۴] (اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں

❶ بخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے درگزر کرنے والے)۔ ایک اور جگہ فرمایا: ﴿ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴾ [الشوری: ۴۲/ ۳۷] (جب غصہ میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ پر قابو پانا بہت بڑی جوانمردی اور بہادری ہے۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضوء کرے۔

دوسری حدیث سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((ما تجرع عبد جرعة افضل عند الله من جرعة غيظ يكظمها ابتغاء وجه الله تعالىٰ))

"سب سے افضل ترین گھونٹ جو کسی انسان نے پیا وہ وہی ہے جس نے اللہ کی خاطر غصہ کو پی لیا۔"

ان سب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ غصے کو پینے کی بہت بڑی فضیلت ہے اگر یہ غصہ دین کے لیے ہو اور دین کے نافرمانوں کے لیے ہو تو بہت بڑی سعادت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ مگر شریعت کے احکامات کو نافذ کرنے میں کبھی نرمی نہیں برتی۔

لہٰذا ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ معاملہ کسی ایک صحابہ کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ بہت سے اصحاب کو آپ نے یہ بات فرمائی۔ چونکہ غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اس سے اجتناب تمام نیکیوں کا باعث ہے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آدمی کو اس کے مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف غصہ نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

بہادر کون ہے؟

۸۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلوان اور طاقتور وہ نہیں ہے جو مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان اور شہ زور درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔''

مفردات الحدیث

① لَيْسَ الشَّدِيْدُ: نہیں ہے پہلوان	② الصُّرْعَةِ: کشتی میں پچھاڑ دینا
③ الَّذِيْ: جو	④ يَمْلِكُ نَفْسَهُ: قابو رکھتا ہے اپنے آپ پر
⑤ عِنْدَ الْغَضَبِ: غصے کے وقت	

تشریح

مطلب یہ ہے کہ آدمی کا سب سے بڑا اور بہت ہی مشکل سے زیر ہونے والا دشمن اس کا نفس ہے، جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ ((أَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ)) ''تیرا سخت ترین دشمن خود تیرا نفس ہے'' اور معلوم ہوا کہ خاص کر غصہ کے وقت اس کا قابو میں رکھنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ طاقتور اور پہلوان کہلانے کا اصلی حقدار وہی مرد دال ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور نفسانیت ایسے سے کوئی بیجا حرکت اور کوئی غلط کام نہ کرا سکے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ بندہ کے دل میں وہ کیفیت ہی پیدا نہ ہو جس کو غیظ، غضب اور غصہ کے لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ کسی سخت ناگوار بات پر دل میں اس کیفیت کا پیدا ہو جانا تو بالکل فطری بات ہے، اور اس سے انبیاء علیہم السلام بھی مستثنیٰ نہیں ہیں البتہ مطالبہ یہ ہے کہ اس کیفیت کے وقت بھی نفس پر پورا

❶ بخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٤. ومسلم، كتاب البر، باب فضل من يملك نفسه، رقم: ٤٧٢٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابو رہے ایسا نہ ہو کہ اس سے مغلوب ہو کر آدمی وہ حرکتیں کرنے لگے جو شانِ بندگی کے خلاف ہوں۔

تکبر کی مذمت، تکبر کسے کہتے ہیں؟

۸۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا ، قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ. اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)) [1]

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اس کا جوتا اچھا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔''

مفردات الحدیث

① لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ: وہ جنت میں داخل نہ ہوگا	② فِيْ قَلْبِهٖ: اس کے دل میں
③ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ: ذرہ برابر	④ كِبْرٍ: تکبر
⑤ يُحِبُّ: وہ پسند کرتا ہے	⑥ ثَوْبُهٗ حَسَنًا: اس کا کپڑا اچھا ہو
⑦ نَعْلُهٗ حَسَنَةً: اس کا جوتا اچھا ہو	⑧ جَمِيْلٌ: خوبصورت
⑨ جَمَالِ: خوبصورتی	⑩ بَطَرُ الْحَقِّ: حق بات کو جھٹلانا
⑩ غَمْطُ النَّاسِ: لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا	

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانه، رقم: ۱۳۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

کبریائی اور بڑائی دراصل صرف اس ذات پاک کا حق ہے جس کے ہاتھ میں سب کی موت و حیات اور عزت وذلت ہے، جس کے لیے کبھی فنا نہیں اور اس کے علاوہ سب کے لے فنا ہے۔قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾

[الجاثية : ٤٥/ ٣٧]

''اور اسی کے لیے کبریائی اور بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست اور حکمت والا۔''

پس اب جو انسان کبریائی اور بڑائی کا دعویدار ہو، اور اللہ کے بندوں کے ساتھ غرور و تکبر اس کا رویہ ہو، وہ گویا اپنی حقیقت بھول کر اللہ تعالیٰ کا حریف بنتا ہے، اس لیے وہ بہت ہی بڑا مجرم ہے، اور اس کا جرم نہایت ہی سنگین ہے، اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا ہے کہ اپنی اس فرعونی خصلت کی وجہ سے وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔

یہ اصولی بات ہے کہ جن حدیثوں میں کسی بدعملی یا بداخلاقی کا انجام یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کا مرتکب جنت میں نہ جا سکے گا، ان کا مطلب عموماً یہ ہوتا ہے کہ یہ بدعملی یا بداخلاقی اپنی اصل تاثیر کے لحاظ سے جنت سے محروم کر دینے والی اور دوزخ میں پہنچانے والی ہے۔

یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کے مرتکب سچے ایمان والوں کے ساتھ اور ان کی طرح سیدھے جنت میں نہ جا سکیں گے بلکہ ان کو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا، اس لیے اس حدیث کا مطلب بھی اس اصول کی روشنی میں یہی سمجھنا چاہیے کہ غرور و تکبر اپنی اصلیت کے لحاظ سے جنت سے دور کر کے دوزخ میں ڈلوانے والی خصلت ہے یا یہ کہ مغرور اور متکبر شخص سیدھا جنت میں نہ جا سکے گا بلکہ اس کو دوزخ میں اپنے غرور و تکبر کی سزا بھگتنی پڑے گی، اور جب وہاں آگ میں جلا کے اس کے تکبر کے مادہ کو جلا دیا جائے گا اور غرور کی گندگی سے اس کو پاک [illegible] کر دیا جائے گا تو اگر وہ صاحب ایمان ہے تو اس کے بعد جنت میں جا سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصہ ٹھنڈا کرنے کی ترغیب

۸۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ قَآئِمٌ فَلْیَجْلِسْ فَاِنْ ذَھَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ)) ❶

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے پس اگر بیٹھنے سے غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہیے کہ لیٹ جائے۔''

مفردات الحدیث

① اِذَا غَضِبَ: جب اسے غصہ آئے	② اَحَدُکُمْ: تمہارا ایک
③ وَھُوَ قَآئِمٌ: اور وہ کھڑا ہو	④ فَلْیَجْلِسْ: تو چاہیے وہ بیٹھ جائے
⑤ اِنْ ذَھَبَ عَنْهُ: اگر چلا جائے اس سے، اگر ختم ہو جائے اس سے	⑥ اَلْغَضَبُ: غصہ
⑦ فَلْیَضْطَجِعْ: تو چاہیے وہ لیٹ جائے	

تشریح

رسول اللہ ﷺ نے غصہ کو ختم کرنے کی یہ ایک نفسیاتی تدبیر بتلائی ہے جو بلاشبہ نہایت کارگر ہے علاوہ اس کے اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ غصہ میں آدمی سے جو بے جا حرکتیں اور جو لغو باتیں سرزد ہو سکتی ہے کسی جگہ جم کر بیٹھ جانے سے ان کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے اور پھر لیٹ جانے سے ان کا امکان کم سے کمتر ہو جاتا ہے۔

❶ مسند احمد: ٤/ ١٥٢. والترمذی، کتاب الأدب، باب ما یقال عند الغضب، رقم: ٤٧٨٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی مفلس کون ہے؟

۸۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَ تَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟)) قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ. فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکَاةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَ قَذَفَ هٰذَا، وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا، وَ سَفَکَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم و دینار (روپیہ پیسہ) ہو اور نہ سامان واسباب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مفلس شخص درحقیقت وہ ہے جو قیامت کے دن میدان محشر میں نماز، روزہ اور زکوۃ اور دوسری مقبول عبادتیں لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی تھی، کسی پر تہمت لگائی تھی، کسی کو (ناحق) مارا پیٹا تھا، چنانچہ اس کی نیکیوں میں سے ہر ایک مظلوم و صاحب حق کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان گناہوں کا فیصلہ ہونے سے پہلے اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان حق داروں اور مظلوموں کے گناہ ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔''

[1] مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم، رقم: ۴۲۷۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① أَتَدْرُوْنَ: کیا تم جانتے ہو	② الْمُفْلِسُ: مفلس، فقیر، نادار
③ مَتَاعَ: ساز و سامان	④ مَنْ يَأْتِي: جو آئے گا
⑤ يَوْمَ الْقِيمَةِ: قیامت کے دن	⑥ قَدْ شَتَمَ هٰذَا: اس نے کسی کو گالی دی
⑦ وَقَذَفَ هٰذَا: اور اس نے کسی پر تہمت لگائی	⑧ أَكَلَ مَالَ هٰذَا: اس نے کسی کا مال کھایا
⑨ وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا: اس نے کسی کا خون بہایا	⑩ وَضَرَبَ هٰذَا: اس نے کسی کو مارا
⑪ فَيُعْطٰى هٰذَا: تو اسے دیا جائے گا	⑫ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ: پہلے اس کے کہ ادا کر دیا گیا جو اس پر ہے
⑬ أُخِذَ: پکڑا جائے گا	⑭ مِنْ خَطَايَاهُمْ: ان کے گناہوں کو
⑮ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ: ڈال دیئے جائیں گے اس پر	⑯ طُرِحَ فِي النَّارِ: پھینک دیا جائے گا اسے جہنم میں

تشریح

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندوں کے حقوق کی پامالی کرنے والے کو آخرت میں نہ تو معافی ملے گی اور نہ اس کے حق میں شفاعت کام آئے گی ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کے لیے چاہے گا تو وہ مدعی (صاحب حق) کو اس کے مطالبہ کے مطابق اپنی نعمتیں عطا فرما کر راضی کر دے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ مفلس اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال دولت اور روپیہ پیسہ نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مفلس وہی شخص ہے جس کے بارے میں ذکر کیا گیا چنانچہ دنیاوی مال و دولت سے تہی دست شخص کو حقیقی مفلس نہیں کہا جا سکتا کیونکہ مال و دولت اور روپیہ پیسہ کا افلاس عارضی ہوتا ہے جو موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے بلکہ بسا اوقات زندگی ہی میں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افلاس مال ودولت کی فراوانی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف حدیث میں جس افلاس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی سے ہے اور اس افلاس میں مبتلا ہونے والا شخص پوری طرح ہلاک ہو گا۔

لوگوں کی خوشنودی کے مقابلے میں اللہ کی رضا مقدم ہونی چاہیے

۸۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ إِلَى النَّاسِ)) [1]

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کا غصہ مول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی تکالیف سے بچا لیتا ہے اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی کی خاطر اللہ کی ناراضگی مول لے لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے ہی حوالے کر دیتا ہے۔''

مفردات الحدیث

① مَنِ الْتَمَسَ: جس نے تلاش کی	② رِضَا اللّٰهِ: اللہ کی خوشنودی
③ بِسَخَطِ النَّاسِ: لوگوں کی ناراضگی کے ہوتے ہوئے	④ كَفَاهُ اللّٰهُ: اللہ اسے بچا لے گا
⑤ مُؤْنَةَ النَّاسِ: لوگوں کی مشقت' تکلیف	⑥ وَكَّلَهُ إِلَى النَّاسِ: سپرد کر دے گا اسے لوگوں کے

تشریح

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ آپ مجھ کو ایک نصیحت نامہ لکھ کر بھیج دیجیے جس پر میں عمل پیرا ہوسکوں اور آپ کی وہ نصیحت میرے دینی

[1] ترمذی، کتاب الزهد، باب من عاقبة من التمس رضا الناس، رقم: ٢٤١٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دنیاوی امور میں میرے لیے فلاح وسعادت کا باعث اور وہ نصیحت نامہ طویل نہ ہو، بلکہ مختصر اور جامع ہو، چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں درج ذیل حدیث لکھ کر بھیج دی۔

''اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خفگی و ناراضگی سے بے پرواہ ہو کر لوگوں ہی کی رضا مندی وخوشنودی کو ترجیح دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اس کے امور کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے یہی نہیں کہ اس کے ان امور میں اس کی مدد نہیں کرتا اور دوسروں کے شر وفتنہ سے اس کو محفوظ نہیں رکھتا بلکہ لوگوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ جو اس کو ایذا پہنچاتے ہیں اور اس پر ظلم وستم کرتے ہیں حاصل یہ کہ بندوں کے حق میں اصل چیز رضائے الٰہی ہے اگر اللہ راضی ہے تو مخلوق بھی راضی اور مطیع ہو جائے گی اور اگر رضائے الٰہی پر نظر نہ ہو تو پھر اللہ راضی ہوتا ہے اور نہ مخلوق راضی ہوتی ہے۔

بدی کی اصلاح کے لیے ہر ممکن کوشش کرو

۸۵۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) [1]

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہیں تو پھر اپنی زبان سے روکے اگر اتنی بھی طاقت نہیں تو پھر اس کو اپنے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان ہے۔''

مفردات الحدیث

① مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ: جس نے تم میں سے دیکھا	② مُنْکَرًا: برائی کو

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر، رقم: ۷۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ فَلْيُغَيِّرْهُ: تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بدل ⑥ بِيَدِهٖ: اپنے ہاتھ سے دے روک دے

⑤ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ: اگر اس نے استطاعت نہ رکھی	⑥ فَبِلِسَانِهٖ: تو اپنی زبان سے
⑦ ذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ: یہ کمزور ترین ایمان ہے	

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی سعد بن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، کنیت ہی سے مشہور ہیں، حافظ حدیث اور کثیر الروایت وعالم وفاضل تھے، ۷۴ھ میں بعمر ۸۴ھ سال مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع کے مبارک مقام میں آخری آرام گاہ حاصل کی۔

تشریح

برائیوں کو پھیلنے سے روکنا اور ان کا قلع قمع کرنے کی جو ذمہ داری اہل ایمان پر عائد ہوتی ہے۔اس سے عہدہ برآ ہونے کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ ہر برائی کا سر طاقت کے ذریعہ کچل دیا جائے بشرطیکہ اس طرح کی طاقت میں ہو، اور اگر یہ طاقت حاصل نہ ہوتو دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس برائی کو مٹانے کا فریضہ زبان کے ذریعہ ادا کیا جائے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان کے ذریعہ بھی کسی برائی کی مذمت کرنے اور اس کو ختم کرنے کی ہمت نہ ہوتو پھر دل سے اس فریضہ کو انجام دیا جائے۔یعنی کسی خلاف شرع امر کو دیکھ کر اسے دل سے برا جانے اور اس کے مرتکب کے خلاف دل میں عداوت ونفرت کے جذبات رکھے جائیں ، اس درجہ کو ایمان کا سب سے کمزور درجہ قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب اہلِ ایمان اس درجہ کمزور ہو جائیں کہ وہ کسی برائی کو مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے محروم ہوں تو سمجھا جائے کہ یہ ایمان کے لیے سب سے کمزور زمانہ ہے کہ اگر اہل ایمان طاقتور ہوتے تو وہ کسی برائی کو اپنی قولی وفعلی طاقت کے ذریعہ مٹانے کے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے محض قلبی طور نفرت وانکار پر اکتفا نہ کرتے۔ یا ''وذلک اضعف الایمان'' کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی برائی کو محض قلبی طور پر بُرا جاننے پر اکتفا کرتا ہے سمجھو کہ وہ اہل ایمان میں سب سے کمزور فرد ہے کیونکہ اگر وہ دین کے بارے میں طاقتور اور قوی ہوتا تو صرف قلبی نفرت پر اکتفا نہ کرتا بلکہ ہاتھ اور زبان کے ذریعہ اس برائی کو مٹانے کی جدوجہد کرتا، اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ ''اور ان کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہوتا۔'' [المائدۃ: ٥/ ٥٤]

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث میں پہلے حکم یعنی برائی کو ہاتھ کے ذریعہ مٹانے کا تعلق ان اہل ایمان سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے طاقت واقتدار سے نوازا ہے یعنی بادشاہ و حاکم وغیرہ؛ چنانچہ طاقت واقتدار رکھنے والے مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اقتدار میں سختی وشدت کے ساتھ برائیوں کی سرکوبی کریں اور برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں دوسرے حکم یعنی برائی کو زبانی مذمت اور تلقین ونصیحت کے ذریعہ برائی ختم کرنے کا تعلق علماء کی ذات سے ہے یعنی یہ اہل علم اور واعظین کا فریضہ ہے کہ وہ جن برائیوں کو دیکھیں اپنے وعظ ونصیحت کے ذریعہ ان کی مذمت کریں اور عوام کو تلقین ونصیحت کے ذریعہ ان برائیوں سے روکیں اور تیسرے حکم (یعنی برائیوں اور ان کے مرتکبین کے خلاف دل میں نفرت کا جذبہ رکھنے) کا تعلق عام مسلمانوں سے ہے، چنانچہ عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خلاف شرع امور کو دیکھ کر محض اعراض وبے اعتنائی کا رویہ اختیار نہ کریں بلکہ ان امور کو دل سے برا جانیں اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف قلبی نفرت رکھیں۔

بعض حضرات نے حدیث کے اس آخری جملہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ چیز یعنی کسی برائی کو دیکھ کر محض دل میں اس کو برا سمجھنے اور اکتفا کر لینا ایمان کے مراتب میں سب سے کمزور مرتبہ ہے کیونکہ اگر کوئی مسلمان ایسی چیز کو دیکھے کہ جس کا دینی نقطہ نظر سے برا ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت وظاہر ہو اور وہ اس چیز کو برا بھی نہ سمجھے بلکہ اس پر اپنے اطمینان کا اظہار کرے اور اس کو اچھا جانے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا بلکہ کافر ہو جائے گا۔

ترک اصلاح کی پاداش میں عذاب الٰہی

۸۶۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ ، اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ)) [1]

''سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم یقیناً امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فریضہ انجام دو گے، یا عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔''

مفردات الحدیث

① وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے	
② لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ: تم ضرور امر بالمعروف کرو گے' یعنی نیکی کا حکم ہو گا	
③ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ: تم ضرور نہی عن المنکر کرو گے' یعنی برائی سے روکو گے	
④ اَوْلَيُوْشِكَنَّ: قریب ہے	⑤ يَبْعَثَ اللّٰهُ: اللہ بھیجے گا
⑥ عَلَيْكُمْ عِقَابًا: تم پر عذاب	⑦ مِنْ عِنْدِهٖ: اپنی جانب سے
⑧ لَتَدْعُوْنَهٗ: تم ضرور اس سے دعا کرو گے	⑨ لَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ: تمہاری دعا کو قبول نہیں کیا جائے گا

[1] ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف، رقم: ۲۱۶۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور والد کا نام حِسل اور لقب یمان ہے، باپ بیٹا دونوں ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب سر تھے، یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لانے والوں میں تھے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یا تو تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہو گے اور یا اگر تم اس فریضہ کی انجام دہی سے غافل رہے تو اللہ تعالیٰ مختلف طرح کی سختیوں اور مصائب کی صورت میں تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا اور اس وقت تم ان سختیوں اور مصائب کے دفعیہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے عذاب اور مصائب دعا کی برکت سے ٹلنے کا احتمال رکھتے ہیں لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک پر اللہ کی طرف سے جو آفات وبلائیں نازل ہوتی ہیں وہ دعا کے ذریعہ بھی ٹلنے کا احتمال نہیں رکھتیں کیونکہ ان کے دفعیہ کے لیے کی جانے والی دعا قبول نہیں ہوتی۔

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے کتاب ''اوسط'' میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں سے ایک بات کا ہونا ضروری ہے یا تو تم یقیناً امر بالمعروف بھی کرو گے اور یقیناً نہی عن المنکر کا فریضہ بھی انجام دو گے یا ان دونوں فریضہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے برے لوگوں کو مسلط کر دے گا اور پھر جو تمہارے نیک لوگ (ان بُرے لوگوں کے فتنہ وفساد اور ظلم وجور کے دفعیہ کے لیے) دعا کریں گے مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو بڑی نعمتیں جن کی عام طور پر قدر نہیں کی جاتی

۸۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)) [1]

''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ہیں کہ ان کے معاملہ میں بہت سے لوگ فریب اور نقصان اٹھاتے ہیں (اور وہ دونوں نعمتیں) تندرستی اور فراغت ہیں۔''

مفردات الحدیث

① نِعْمَتَانِ: دو نعمتیں	② مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا: ان دونوں میں کوتاہی کی جاتی ہے
③ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ: بہت سے لوگ	④ اَلصِّحَّةُ: تندرستی
⑤ وَالْفَرَاغُ: فراغت	

تشریح

مذکورہ نعمتوں میں سے ایک نعمت تندرستی ہے یعنی جسم و بدن کا امراض سے محفوظ رہنا، اور دوسری نعمت ہے اوقات کا غم روزگار کے مشاغل اور مصروفیات اور تفکرات و تشویشات سے فارغ وخالی ہونا! چنانچہ دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اپنی غفلت کی بنا پر ان دونوں نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور ان کے معاملہ میں اپنے نفس سے فریب کھا کر ان کو مفت میں ہاتھ سے جانے دیتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص خرید و فروخت کے معاملہ میں کسی کے فریب اور دھوکہ کا شکار ہو کر اپنے مال و متاع کو مفت میں گنوا دیتا ہے اور نقصان برداشت کرتا ہے!

لہٰذا اس ارشاد گرامی میں ان لوگوں کے لئے حسرت و افسوس کا اظہار ہے جو ان نعمتوں سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھاتے بایں طور کہ نہ تو اپنی صحت و تندرستی کے زمانہ میں دین و دنیا کی

[1] بخاري، كتاب الرقاق، باب ما جاء في الرقاق، رقم: ٦٤١٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلائی وفائدہ کے کام کرتے ہیں اور نہ فرصت کے اوقات کو غنیمت جان کر ان میں آخرت کے امور کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ہاں جب ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ دنیا بھر کے افکار لاحق ہو جاتے ہیں اور غم روزگار کی گردش ان کے اوقات کو مختلف قسم کی مشغولیتوں اور تشویشوں میں جکڑ لیتی ہے اس وقت ان کو ان نعمتوں کی قدر ہوتی ہے اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے کیسے بیش قیمت مواقع گنوا دیئے اور اس قول "اَلنِّعْمَةُ اِذَا فُقِدَتْ عُرِفَتْ" (نعمت کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب وہ جاتی رہتی ہے) کا مصداق بنتے ہیں!

"ملا علی قاری" نے حدیث کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان نعمتوں کی حقیقی قدر نہیں کرتے، بایں طور کہ وہ ان نعمتوں کے حاصل ہونے کے زمانہ میں ایسے کام نہیں کرتے جن کے آخرت میں وہ محتاج ہوں گے اور پھر وہاں نادم ہوں گے کہ ہم نے دنیا میں اپنی عمر کے بیش قیمت اوقات کو کس طرح ضائع کر دیا اور تندرستی وفراغت وقت کی جو نعمتیں ہمیں میسر تھیں ان کے جاتے رہنے سے پہلے ان کی قدر نہیں کی، حالانکہ اس وقت ان کی یہ ندامت ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ط﴾ [التغابن: ٦٤/ ٩] اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخرت میں اہل جنت اگر کسی بات پر حسرت وافسوس کریں گے تو ان لمحات پر کریں گے جو انہوں نے دنیا میں اس طرح گزار دیئے ہوں گے کہ ان میں انہوں نے اللہ کو یاد نہیں کیا۔

انسان کے مال سے اس کے حصے میں کیا آتا ہے

٨٨۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ. وَاِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهِ ثَلٰثٌ: مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى، اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى، فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ)) ❶

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ کہتا ہے کہ

❶ مسلم، کتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر، رقم: ٥٢٥٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا مال، میرا مال اور حقیقت یہ ہے کہ اس کو اس مال و دولت میں سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ فی الجملہ تین چیزیں ہیں ایک تو وہ چیز جس کو اس نے کھا لیا اور ختم کر دیا، دوسری وہ چیز جس کو اس نے پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یعنی اتار کر پھینک دیا اور تیسری وہ چیز جس کو اس نے اللہ کی راہ میں دیا اور ذخیرہ کر لیا، ان تینوں چیزوں کے سوا اور جو کچھ ہے وہ سب ایسی ہیں جن کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر (اس دنیا سے) چلا جانے والا ہے۔"

مفردات الحدیث

① يَقُوْلُ الْعَبْدُ: بندہ کہتا ہے	② مَالِيْ مَالِيْ: میرا مال میرا مال
③ اِنَّ مَالَهُ: بے شک اس کے لئے ہے	④ مِنْ مَالِهِ: اس کے مال سے
⑤ مَا اَكَلَ فَافْنٰى: جو اس نے کھایا اور ختم کر دیا یعنی ہضم کر لیا	
⑥ مَا لَبِسَ فَاَبْلٰى: جو پہنا اور بوسیدہ کر لیا	⑦ اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى: یا اس نے دیا اور محفوظ کر لیا
⑧ مَا سِوٰى ذٰلِكَ: اس کے علاوہ	⑨ فَهُوَ ذَاهِبٌ: تو وہ ختم ہونے والا
⑩ تَارِكُهُ لِلنَّاسِ: اسے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے	

تشریح

اس ارشاد گرامی میں اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے کہ انسان محنت و مشقت کر کے دنیا کماتا ہے، مال و دولت حاصل کرتا ہے اور زمین جائیداد بناتا ہے پھر اس مال و دولت اور زمین جائیداد پر فخر کرتا ہے، اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی ظاہر کرتا ہے اور لوگوں پر اپنی امارت و ثروت کا سکہ جمانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتا کہ اول تو اس مال و دولت اور زمین جائیداد کا وبال بہت سخت ہے اور اس کی جواب دہی نہایت مشکل ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کے پاس جو کچھ مال و دولت اور زمین جائیداد ہے اس سے خود اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات کو بہت معمولی فائدہ پہنچتا ہے اور یہ چیزیں بہت کم عرصہ تک اس کا ساتھ دینے والی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے نفسیاتی طریقہ پر واضح فرمایا کہ مال و دولت میں انسان کا اصل حصہ اور اس کا فی الجملہ فائدہ بس اتنا ہوتا ہے کہ وہ کچھ چیزوں کو تو کھا پی کر ختم کر دیتا ہے، کچھ چیزوں کو پہن کر پرانا کر دیتا ہے اور اگر اسے توفیق ہوتی ہے تو کچھ چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے ان کو اپنے لیے ذخیرہ آخرت بنا لیتا ہے، باقی تمام مال و اسباب، ساری زمین جائیداد اور سب روپیہ پیسہ وغیرہ دوسروں کے لیے چھوڑ کر دنیا سے چلا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں سے آخری صورت (یعنی اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) بے شک ایسی چیز ہے جو انسان کو اس کے مال و دولت سے سب سے بیش قیمت اور ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والا نفع پہنچاتی ہے، اور اگر اس اصل نفع کے لیے مال و دولت کو حاصل کیا جائے اور اس کو جمع کیا جائے تو یہ یقیناً سمجھ میں آنے والی بات ہوگی ورنہ محض چند روزہ دنیاوی اور جزوی منافع کے لیے مال و دولت جمع کرنا اور اس کی وجہ سے اپنی بڑائی کا اظہار کرنا بے حقیقت بات ہوگی۔ چنانچہ اس ارشاد گرامی کے ان الفاظ او اعطی فاقتنی کے ذریعہ اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ مال و دولت کو جمع کرنا حقیقت میں یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ جو مال و دولت عطا کرے وہ اس کو اللہ کی خوشنودی کے لیے فقراء و غربا اور حاجت مندوں پر خرچ کرے تاکہ اس کا ثواب جمع ہوتا رہے اور پھر حاجت کے دن (روز محشر) کام آئے۔

حقیقی دولت مند کون ہے؟

۸۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ)) [1]

---

[1] بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، رقم: ٦٤٤٦ . ومسلم، کتاب الزکاۃ، باب لیس الغنی کثرۃ العرض، رقم: ١٧٤١ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دولت مندی مال واسباب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اصلی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔''

مفردات الحدیث

① لَيْسَ الْغِنٰى: نہیں ہے مالداری	② عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ: زیادہ مال سے
③ غِنَى النَّفْسِ: دل کی تونگری	

تشریح

اور اس سے بھی زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ یہی حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے اس طرح سمجھائی:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! تَقُوْلُ كَثْرَةُ الْمَالِ الْغِنىٰ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: ((تَقُوْلُ قِلَّةُ الْمَالِ الْفَقْرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: ذَالِكَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ: ((اَلْغِنىٰ فِي الْقَلْبِ وَالْفَقْرُ فِي الْقَلْبِ)) ❶

''سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ سے ارشاد فرمایا: ابوذر! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مال زیادہ ہونے کا نام تونگری ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں رسول اللہ! (ایسا ہی سمجھا جاتا ہے) پھر آپ نے فرمایا: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مال کم ہونے کا نام فقیری اور محتاجی ہے میں نے عرض کیا۔ ہاں رسول اللہ! (ایسا ہی خیال کیا جاتا ہے) یہ بات آپ نے مجھ سے تین دفعہ ارشاد فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا: اصلی دولتمندی دل کے اندر ہوتی ہے اور اصلی محتاج اور فقیری بھی دل ہی میں ہوتی ہے۔''

---

❶ الطبرانی فی الکبیر: رقم: ١٦١٩ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہی ہے کہ تونگری اور محتاجی، خوشحالی اور بدحالی کا تعلق روپیہ پیسہ سے زیادہ آدمی کے دل سے ہے، اگر دل غنی اور بے نیاز ہے تو آدمی خوشحال ہے اور اگر دل حرص وطمع کا گرفتار ہے تو دولت کے ڈھیروں کے باوجود وہ خوشحالی سے محروم اور محتاج و پریشان حال ہے۔

پانچ کاموں کے پانچ شاندار نتائج

۹۰۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ یَأْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَعْمَلُ بِهِنَّ ؟)) قُلْتُ: أَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَأَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا، فَقَالَ: ((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَکُنْ أَغْنَی النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلٰی جَارِكَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضِّحْكَ فَإِنَّ کَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے سیکھ لے یہ چند خاص باتیں، پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا، اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں فرمایا: جو چیزیں اللہ نے حرام کردی ہیں ان سے بچو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت عبادت گزار بن جاؤ گے دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ: اللہ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ اگر ایسا کرو گے تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے اور تیسری بات یہ ہے کہ: اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو تم مومن کامل ہو جاؤ گے اور

[1] مسند أحمد: ۲/ ۳۱۰. ترمذی، کتاب الزهد، باب من اتقی المحارم، رقم: ۲۳۰۵.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی بات یہ کہ: جو تم اپنے لیے چاہتے اور پسند کرتے ہو وہی دوسرے لوگوں کے لیے بھی چاہو اور پسند کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی مسلمان ہو جاؤ گے اور پانچویں بات یہ ہے کہ: زیادہ مت ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔"

مفردات الحدیث

① مَنْ يَأْخُذُ عَنِّيْ: مجھ سے کون حاصل کرے گا؟	② هٰؤُلَآءِ الْكَلِمٰتِ: یہ باتیں
③ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ: تو ان پر عمل کرے گا	④ اَوْ يُعَلِّمُ: یا سکھلائے گا
⑤ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ: محارم سے بچو یعنی اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو	⑥ اَعْبَدَ النَّاسِ: لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار
⑦ وَارْضَ: خوش ہو جاؤ' راضی ہو جاؤ	
⑧ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ: جو اللہ نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے' جو اللہ نے تیرے لئے تقسیم کر دیا ہے	
⑨ اَغْنَى النَّاسِ: سب لوگوں سے زیادہ غنیٰ' مالدار	⑩ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ: اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ
⑪ اَحِبَّ لِلنَّاسِ: لوگوں کے لئے پسند کرو	⑫ لَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ: زیادہ ہنسو نہیں
⑬ تُمِيْتُ الْقَلْبَ: دل کو مردہ کر دیتا ہے	

تشریح

رسول اللہ ﷺ یہ پانچ باتیں بتانا چاہتے تھے۔ آپ نے مخاطبین میں خاص طلب پیدا کرنے کے لیے، اور ان کے دلوں کو پوری طرح بیدار اور متوجہ کرنے کے لیے پہلے ارشاد فرمایا کہ: میں اس وقت کچھ خاص باتیں بتانا اور سکھانا چاہتا ہوں تم میں سے کون ان کو سیکھنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے لیکن اس کو ان باتوں کا یہ حق ادا کرنا ہوگا کہ وہ خود ان پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی بتلائے تاکہ وہ بھی عمل کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی دین کی باتیں سیکھے اس پر دو حق ہیں، ایک یہ کہ خود ان پر عمل کرے، اور دوسرا یہ کہ اوروں کو پہنچائے اور بتلائے بلکہ اگر خود پورا عمل نہ کرے تب بھی دوسروں کو بتانے سے دریغ نہ کرے۔

جو پانچ باتیں رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر تعلیم فرمائیں، وہ بڑی اہم حقیقتیں ہیں پہلی بات آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ: بڑا عبادت گزار بندہ وہ ہے جو محرمات اور ممنوعات سے پرہیز کرتا ہے اگرچہ زیادہ نفلی نمازیں نہ پڑھتا ہو، نفلی روزے زیادہ نہ رکھتا ہو، ذکر و تسبیح میں بہت زیادہ مشغول نہ رہتا ہو۔

''محارم'' کے مفہوم میں ہر طرح کی ممنوع چیزوں کو اختیار کرنا اور جن چیزوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو ترک کرنا شامل ہے! لہٰذا تم '' محارم یعنی ان چیزوں سے بچو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف ممنوع اور حرام چیزوں سے اجتناب کرو بلکہ شریعت نے جن چیزوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ترک کرنے سے بھی اجتناب کرو۔

محارم سے اجتناب کرنے والے کو سب سے زیادہ عبادت گزار بندہ اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ محارم سے اجتناب کرنا گویا ان فرائض سے عہدہ برآ ہونا ہے جو اللہ تعالیٰ نے عائد کئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فرائض کو پورا کرنے سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے، جبکہ عام لوگ فرائض کو ترک کرتے ہیں یا ان کی طرف کم توجہ دیتے ہیں اور کثرت نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اس طرح وہ گویا اصل اور بنیاد کو تو ضائع کرتے ہیں اور فروعات وفضائل کو اختیار کرتے ہیں، مثلاً بسا اوقات سے ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص پر روزوں کی قضا واجب ہوتی ہے مگر وہ اس قضا کو ادا کرنے کی طرف سے تو غافل رہتا ہے البتہ حصولِ علم اور افضل عبادات میں مشغول رہنے کو ترجیح دیتا ہے، یا ایک شخص پر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا لوگوں کے مالی حقوق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ذمہ ہوتے ہیں مگر وہ زکوۃ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف تو کوئی توجہ نہیں دیتا البتہ فقراء ومساکین پر خرچ کرنا اور مساجد ومدارس کی تعمیر واعانت یا اسی طرح کے دوسرے نافلہ امور میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ: اللہ کی طرف سے جو مقسوم اور مقدر ہے اس پر راضی ہوجانے سے آدمی کو بڑا اطمینان اور بڑی بے فکری نصیب ہو جاتی ہے۔

''تقدیر الٰہی پر راضی ومطمئن ہونا اور اپنے مقسوم پر صابر وشاکر رہنا، بڑا اونچا مرتبہ ہے ،جس شخص کو یہ مقام نصیب ہو جاتا ہے وہ حرص وطمع سے پاک رہتا ہے، زیادہ طلبی سے اپنا دامن بچاتا ہے اور قلبی استغنٰی وتونگری کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا گوارہ نہیں کرتا۔

تیسری بات یہ کہ: پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کمال ایمان کی شرط ہے۔

چوتھی بات یہ کہ: کامل مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی دوسروں کا اتنا خیر خواہ کہ جو اپنے لیے چاہے وہی دوسروں کے لیے چاہے۔

اور پانچویں بات یہ کہ: زیادہ نہ ہنسا جائے کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ اور بے حس کر دیتی ہے۔

اگر اللہ کی توفیق سے اس کا کوئی بندہ آج ان پانچ باتوں پر کاربند ہو جائے تو دنیا ہی میں وہ جنت کا مزا چکھ لے گا، اس کی زندگی پاک صاف اور بڑے اطمینان والی ہوگی، دور قریب کے لوگ اس سے محبت کریں گے، اس کا دل اللہ کے ذکر سے زندہ اور شاداب ہوگا، اور آخرت میں اللہ کی رضا اور جنت کی جو نعمتیں اس کو ملیں گی ان کی قدر وقیمت اور حقیقی لذت تو بس وہیں جا کر معلوم ہوں گی۔

صحیح معنوں میں کامیاب انسان کون ہے؟

۹۱ ۔ عَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيْمًا وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَنَفْسَهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَعَيْنَهُ نَاظِرَةً)) ❶

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا اور اس کے قلب کو صحیح و سالم بنا دیا اور اس کی زبان کو سچائی اور اس کے نفس کو اطمینان عطا فرمایا اور اس کی طبیعت کو سیدھا اور درست کر دیا اور اس کے کان کو سننے والا اور آنکھ کو دیکھنے والا بنا دیا۔''

مفردات الحدیث

① قَدْ اَفْلَحَ: تحقیق وہ کامیاب ہوا	② مَنْ اَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ: جس کے دل کو اللہ نے خالص کر دیا
③ جَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا: اس کے دل کو سلیم یعنی محفوظ بنا دیا	④ لِسَانَهٗ صَادِقًا: اس کی زبان کو سچ بولنے والی بنایا
⑤ نَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً: اس کے نفس کو اطمینان کرنے والا بنایا	⑥ خَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً: اس کی طبیعت کو سیدھا بنا دیا
⑦ جَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً: اس کے کان کو سننے والا بنا دیا	⑧ وَ عَيْنَهٗ نَاظِرَةً: اور اس کی آنکھ کو دیکھنے والا بنایا

تشریح

حدیث کے آخری حصہ میں کان اور آنکھ کے متعلق جو بات فرمائی گئی ہے اس سے وجود انسانی میں کان اور آنکھ کی یہ امتیازی اہمیت ظاہر کرنا مقصود ہے کہ دل جو انسانی اعضاء میں

❶ مسند أحمد: ٥/ ١٤٧ . والبيهقي في شعب الايمان ، باب في الايمان بالله عزوجل ، رقم: ١٠٨ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا بادشاہ اور فرمانروا کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں جو چیزیں پہنچتی ہیں اور اس کو متاثر کرتی ہیں وہ عموماً کان اور آنکھ ہی کے ذریعہ پہنچتی ہیں اس لیے انسان کی فلاح وسعادت اس پر موقوف ہے کہ اللہ اس کے کان کو شنوا، اور اس کی آنکھوں کو بینا بنا دے اور سب سے آخر میں فرمایا کہ ''فلاح یاب اور بامراد ہوا۔ وہ انسان کے جس کے دل کو اللہ نے یاد رکھنے والا بنا دیا'' مطلب یہ ہے کہ فلاح وسعادت تک پہنچانے والی جو باتیں کان یا آنکھ کے ذریعہ دل میں پہنچیں ان سے بھی منزل سعادت تک جب ہی پہنچا جا سکتا ہے جبکہ دل ان کو محفوظ رکھے اور ان سے برابر کام لیتا رہے، اس لیے انسان کی سعادت اور خوش بختی کی آخری اور سب سے اہم شرط یہ ہے کہ قلب اپنا فریضہ ٹھیک ٹھیک انجام دیتا رہے۔

قرآن مجید میں بھی جا بجا انسان کی ان تینوں قوتوں (سمع ، بصر ،قلب) کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ گویا انسان کی ہدایت اور نجات کا دارومدار انہی تینوں کی سلامتی اور راست روی پر ہے۔

مسلمان کو پست ہمت نہیں ہونا چاہیے

۹۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَیْرٌ، إِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ لَا تَعْجِزْ وَ إِنْ أَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّیْ فَعَلْتُ كَذَا كَانَ كَذَا وَ كَذَا، وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَآءَ فَعَلَ فَإِنَّ ''لَوْ'' تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مسلمان سے زیادہ بہتر ومحبوب ہے اور ویسے تو ہر ایک مسلمان میں خیروبرکت ہے۔اس چیز کے حصول کی کوشش کرو جو

[1] مسلم، کتاب القدر، باب فی الأمر بالقوة وترك العجز، رقم: ٦٧٧٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لیے فائدہ مند ہو۔ اللہ سے مدد حاصل کرو اور ہمت نہ ہارو، اگر تجھے کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہہ ''اگر میں ایسا کرتا تو اس طرح ہوتا بلکہ اس طرح کہو جو اللہ کو منظور تھا اور جو اس نے چاہا اسی طرح کیا۔ یقیناً ''لو'' (اگر) شیطانی عمل کی راہ ہموار کرتا ہے۔''

مفردات الحدیث

① اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ: طاقت ور مومن	② خَیْرٌ: بہتر
③ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ: اللہ کے نزدیک زیادہ پسند	④ الْمُؤْمِنُ الضَّعِیْفُ: کمزور مومن
⑤ اِحْرِصْ: لالچ کر	⑥ فِیْ کُلٍّ خَیْرٌ: ہر ایک بہتر ہے
⑦ مَا یَنْفَعُكَ: جو تجھے فائدہ دے	⑧ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ: اللہ سے مدد طلب کر
⑨ لَا تَعْجِزْ: نہ عاجز گردان	⑩ اِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ: اگر تجھے کوئی چیز ملے۔ پہنچے
⑪ فَلَا تَقُلْ لَوْ: تو لفظ لو نہ کہہ یعنی اگر نہ کہہ	⑫ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَذَا: میں اس طرح کرتا
⑬ کَانَ کَذَا وَ کَذَا: تو ایسے ایسے ہو جاتا	⑭ مَا قَدَّرُ اللّٰهُ: جو اللہ نے مقدر کیا
⑮ مَا شَآءَ فَعَلَ: جو اس نے چاہا سو کیا	⑯ تَفْتَحُ: کھول دیتا ہے
⑰ عَمَلَ الشَّیْطَانِ: شیطان کا عمل	

تشریح

یہ کہنا کہ میں اگر فلاں تدبیر کر لیتا اور یہ کام اس طرح کر لیتا تو میں فلاں نقصان اور مصیبت سے بچ جاتا۔'' اس لیے ممنوع ہے کہ ایسا کہنا بالکل لا حاصل ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں، جو چیز جس طرح پیش آتی ہے وہ یوں ہی نہیں، بلکہ اللہ کی مشیئت اور اس کے حکم وفیصلہ کے مطابق پیش آتی ہے جس کو تقدیر کا لکھا کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ [التوبة : ٩/ ٥١] ''کہہ دو کہ ہمیں صرف وہی پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے'' لہٰذا ''لو'' یعنی ''اگر'' کا لفظ کہنا اسی صورت میں ممنوع ہے جبکہ اس کا استعمال کسی ایسے جملہ میں ہو جس کا مقصد تقدیر الٰہی کے ساتھ معارضہ اور مقابلہ ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، ہر چیز کا وقوع پذیر ہونا اس کے ظاہری اور مادی اسباب ووسائل پر منحصر ہے اگر یہ مقصد اور یہ اعتقاد نہ ہوتو پھر اس کا استعمال ممنوع نہیں ہوگا جیسا کہ قرآن میں یوں وارد ہوا ہے ﴿لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ...﴾ [آل عمران : ٣/ ١٥٤] ''اگر تم لوگ اپنے گھروں میں ہوتے تو جن پر قتل ہونا لکھ دیا گیا ہے وہ اپنے قتل ہونے کی جگہوں پر پہنچ جاتے'' یا ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَوْ اَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ''

''اگر مجھ کو پہلے سے یہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا۔''

اسی طرح اور بہت سے روایتوں میں بھی ''لو'' کا لفظ منقول ہوا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ''لو'' یعنی ''اگر'' کے لفظ کی ممانعت کا تعلق ایسی بات سے ہے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور جو تقدیر الٰہی کے معارض ثابت ہوتی ہے تاہم یہ واضح رہے کہ مذکورہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے نہ کہ نہی تحریمی کے طور پر! نیز اگر اس لفظ کا استعمال کسی ایسے جملہ میں ہو کہ جس کا مقصد کسی اطاعت وعبادت کے فوت ہو جانے پر اظہار تاسف وحسرت سے ہو یا اس عبادت واطاعت سے اپنی معذوری ومجبوری کے اظہار وافسوس کے لئے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، اور مختلف احادیث میں جو یہ لفظ منقول ہوا ہے وہ اسی مفہوم پر محمول کیا جاتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عبادت واطاعت کے فوت ہو جانے پر اظہار تاسف کرنا ثواب کا باعث بھی ہے اور اس کو ان چیزوں میں شمار کیا جانا ہی لائق ہے جو مستحب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیش بہا نصائح

٩٣ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ! إِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، إِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)) ❶

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھا۔ کہ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ اللہ تعالیٰ تیرا خیال فرمائے گا اور دنیا و آخرت کی آفات سے تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ کو یاد رکھ جیسا کہ یاد رکھنا چاہیے اس کو تو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کسی چیز کو مانگنا چاہے تو پس اللہ سے مانگ، اور جب کسی ضرورت اور مہم میں تو مدد کا محتاج اور طالب ہو تو اللہ ہی سے امداد و اعانت طلب کر، اور اس بات کو دل میں بٹھا لے کہ اگر ساری انسانیت باہم متفق ہو کر چاہے کہ تجھ کو کسی چیز سے نفع پہنچائیں تو صرف اسی چیز سے تجھ کو نفع پہنچا سکے گی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے، اس کے سوا کسی چیز سے نہیں، اور اسی طرح اگر ساری انسانیت تجھ کو کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو صرف اسی چیز سے نقصان پہنچا سکے گی جس سے نقصان پہنچنا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی تیرے لیے مقدر کر دیا ہے اس کے سوا

❶ مسند أحمد: ١/ ٢٩٣ . والترمذي، كتاب صفة القيامة ، باب حديث حنظلة ، رقم: ٢٥١٦ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز سے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکے گا ،اٹھ چکے قلم اور خشک ہو چکے صحیفے۔''

مفردات الحدیث

① اِحْفَظِ اللّٰهَ: اللہ کی حفاظت کر، یعنی اللہ کے احکام کی حفاظت	② يَحْفَظْكَ: وہ تیری حفاظت کرے گا
③ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ: تو اسے اپنے سامنے پائے گا	④ اِذَا سَأَلْتَ: جب تو مانگے
⑤ فَاسْئَلِ اللّٰهَ: تو اللہ سے مانگ	⑥ اِذَا اسْتَعَنْتَ: جب تو مدد طلب کرے
⑦ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ: تو اللہ سے مدد طلب کر	⑧ اعْلَمْ: خوب جان لے
⑨ اجْتَمَعَتْ: اکٹھی ہو جائے	⑩ اَنْ يَنْفَعُوْكَ: کہ وہ تجھے فائدہ دیں
⑪ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ: اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا	⑫ لَوِ اجْتَمَعُوْا: اگر وہ اکٹھے ہو جائیں
⑬ اَنْ يَضُرُّوْكَ: کہ وہ تجھے نقصان پہنچائیں	⑭ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ: تیرے خلاف لکھ دیا
⑮ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ: قلمیں اٹھا لی گئیں	⑯ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ: صحیفے خشک ہو گئے

تشریح

حدیث کا مطلب ومنشاء اوراس کی روح یہی ہے کہ ہر قسم کا نفع ونقصان اور دکھ و آرام صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا کسی کے بس میں کچھ بھی نہیں حتی کہ اگر ساری دنیا کے انسان مل کر کسی بندہ کو کوئی نفع یا نقصان، یادکھ یا آرام پہنچانا چاہیں تب بھی اللہ کے حکم اور اس کے فیصلے کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے، وجود میں وہی آئے گا اور وہی ہو گا جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم تقدیر جس کو اب سے بہت پہلے لکھ کر فارغ ہو چکا ہے، اور اس کی تحریر خشک بھی ہو چکی ہے ایسی صورت میں اپنی حاجات کے لیے کسی مخلوق سے سوال کرنا اور اس سے مدد مانگنا صرف نادانی اور گمراہی ہے لہٰذا جو مانگنا ہو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مانگو اور اپنی حاجات کے لیے اسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤ، اور اس سے لینے کی صورت یہ ہے کہ اس کو اور اس کے احکام و حقوق کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا اور تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا اور دنیا و آخرت میں تم پر فضل فرمائے گا۔

مدار کار ظاہری لباس اور شکل پر نہیں بلکہ مخلصانہ عمل پر ہے

۹۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔''

مفردات الحدیث

① لَا یَنْظُرُ: وہ نہیں دیکھتے	② اِلٰی صُوَرِكُمْ: تمہاری شکلوں کی طرف
③ وَاَمْوَالِكُمْ: اور تمہارے مال	④ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ: اور لیکن وہ دیکھتا ہے
⑤ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ: تمہارے دلوں کی طرف	⑥ وَ اَعْمَالِكُمْ: اور تمہارے اعمال کی طرف

تشریح

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کا معیار کسی کی شکل وصورت یا اس کی دولت مندی نہیں ہے بلکہ دل کی درستگی اور نیک کردار ہے وہ کسی بندے کے لیے رضا اور رحمت کا فیصلہ اس کی شکل وصورت یا اس کی دولت مندی کی بنیاد پر نہیں کرتا بلکہ اس کے دل یعنی اس کی نیت کے صحیح رخ اور اس کی نیک کردار کی بنیاد پر کرتا ہے۔

بلکہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں بجائے مذکورہ بالا الفاظ کے یہ الفاظ ہیں:

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، رقم: ٤٦٥١. مسند أحمد: ٢/ ٢٨٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى أَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ))

''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔''

یہ الفاظ اس حقیقت کے ادا کرنے کے لیے زیادہ واضح اور زیادہ صریح ہیں کہ مقبولیت کا اصل دارومدار دل کے رخ کی صحت یعنی نیت کی درستگی پر ہے، پس اگر کسی شخص کا عمل بظاہر اچھے سے اچھا ہو لیکن اس کا دل اخلاص سے خالی ہو اور اس کی نیت درست نہ ہو تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔

ریاکاری کے لیے وعید

۹۵۔ عَنْ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُّرَآئِيْ يُرَآئِي اللّٰهُ بِهِ))[1]

''سیدنا جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت دے گا اور جو کوئی دکھاوے کے لیے کوئی نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔''

مفردات الحدیث

① مَنْ سَمَّعَ: جس نے سنایا' یعنی جس نے کوئی نیک کام شہرت کے لیے کیا
② سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ: اللہ اسے سنا دے گا' یعنی اس کی نیت کو طشت از بام کرے گا

[1] بخاری، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، رقم: ٦٤٩٩. ومسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب تحريم الرياء، رقم: ٥٣٠١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مَنْ يُرَائِيْ: جس نے دکھلاوا کیا	④ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ: اللہ اس کے دکھلاوے کو ظاہر کردے گا

راوی الحدیث

آپ کا نام جندب بن سفیان اور کنیت ابوعبداللہ ہے، بجلی علقمی احمسی ہیں، پہلے کوفہ میں رہے پھر بصرہ سے بھی چلے گئے، فتنہ ابن الزبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ دکھاوے اور شہرت کی غرض سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایک سزا ان کے اس عمل کی مناسبت سے یہ بھی دی جائے گی کہ ان کی اس ریاکاری اور منافقت کو خوب مشہور کیا جائے گا اور سب کو مشاہدہ کرا دیا جائے گا کہ یہ بدبخت لوگ یہ نیک اعمال اللہ کے لیے نہیں کرتے تھے بلکہ نام ونمود اور دکھاوے اور شہرت کے لیے کیا کرتے تھے الغرض جہنم کے عذاب سے پہلے ان کو ایک سزا یہ ملے گی کہ سرِ محشر ان کی ریاکاری اور منافقت کا پردہ چاک کر کے سب کو ان کی بد باطنی دکھا دی جائے گی۔ اللّٰھم احفظنا

اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ مقدر میں کیا ہے؟

٩٦۔ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ، وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ، وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ)) ❶

''سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: باوجودیکہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن اللہ کی قسم یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔''

---

❶ بخاري، كتاب الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج في أكفانه، رقم: ١٢٤٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① وَاللّٰهِ: اللہ کی قسم	② مَا اَدْرِیْ: میں نہیں جانتا
③ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ: اور میں اللہ کا رسول ہوں	④ مَا یُفْعَلُ بِیْ: میرے ساتھ کیا کیا جائے گا
⑤ وَلَا بِکُمْ: اور نہ ہی جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا	

راوی الحدیث

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: ام العلاء بنت الحارث بن ثابت بن حارثہ بن ثعلبہ۔
آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شامل تھیں، خارجہ بن زید بن ثابت کی والدہ اور حزام بن حکیم بن حزام کی پھوپھی ہیں۔

تشریح

اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص کی عاقبت کا معاملہ غیر معلوم ہے کوئی نہیں جانتا کہ کون شخص کیا عمل کرے گا اور اس کا آخری انجام کیا ہوگا؟ تاہم واضح رہے کہ انبیاء اور رسولوں اور خصوصاً سید المرسلین ﷺ کی عاقبت کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی، کیونکہ ان حضرات کے بارے میں ایسے دلائل قطعیہ منقول ہیں جو واضح طور پر بتاتے ہیں کہ انبیاء خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی عاقبت کا بخیر ہونا ایک یقینی امر ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کہ ”میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔“ کو اس مخصوص پس منظر میں رکھ کر دیکھنا چاہیے جس میں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی اور وہ یہ ہے کہ ایک صحابی سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جو اونچے درجہ کے مہاجر صحابہ میں سے تھے، ان کا مدینہ میں انتقال ہوا اور خاص بات یہ کہ مدینہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے جن صحابی کا انتقال ہوا ہے وہ یہی تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذاتی نگرانی میں ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام فرمایا، ان کے جنازے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نہایت عزت وتکریم کا معاملہ کیا ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر اپنے سامنے بقیع میں ان کو سپرد خاک کرایا، اس موقع پر ایک خاتون، جو وہاں موجود تھیں اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ محبت وعنایات دیکھ رہی تھیں، کہنے لگیں: عثمان تمہیں جنت مبارک ہو کہ تمہاری عاقبت اورانجام بخیر ہے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خاتون کو سرزنش کی اور مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی لہٰذا اس حدیث کا مقصد دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک غیر موزوں بات زبان سے نکالنے کی گستاخی پر بطریق مبالغہ سرزنش کرنا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یہ بات اس طرح بھی کہی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ''میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا'' تو ان الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ان کے حقیقی معنی نہیں تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ذریعہ بطور کنایہ یہ فرمایا کہ کسی شخص کی عاقبت کے بارے میں کوئی یقینی بات کہنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا خود میرا معاملہ یہ ہے کہ اگرچہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میری عاقبت کا بخیر ہونا ایک یقینی امر ہے مگر چونکہ عاقبت کا معاملہ علم غیب سے تعلق رکھتا ہے اس لیے میں اپنی عاقبت کے بارے میں بھی تصریح نہیں کرسکتا اور یہ نہیں بتا سکتا کہ آخرت میں میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔!

یا اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن کسی عاقبت اورانجام کے بارے میں تفصیل کا مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہے کہ کون شخص دنیا میں کس انجام کو پہنچے گا اور آخرت میں کس احوال سے دوچار ہوگا کیونکہ اس طرح احوال کا تعلق غیب سے ہے اور غیب کی تفصیلی باتیں عالم الغیب (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو معلوم نہیں گو اجمالی طور پر اتنا معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عاقبت بخیر ہے۔ ملاعلی قاری نے اسی احتمال کو صحیح لکھا ہے۔

اور زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس آیت کریمہ ﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [الفتح: ٤٨/ ٢] کے نزول سے قبل کا ہے۔ چنانچہ پہلے تو عاقبت کے بارے میں ابہام تھا کہ کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی تھی مگر اس آیت کے نازل ہونے کے بعد یہ ابہام دور ہوگیا اور یقین کے ساتھ یہ معلوم ہوگیا کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عاقبت بخیر ہے۔

نبی مکرم ﷺ سردارِ دو جہاں ہیں

۹۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ لَافَخْرَ، وَبِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَآئِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَ لَا فَخْرَ)) ❶

''سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام بنی آدم کا سردار بنوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا (قیامت کے دن مقام محمود میں) حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، اس دن کوئی بھی نبی خواہ وہ آدم ہوں، یا کوئی اور، ایسا نہیں ہوگا جو میرے جھنڈے کے نیچے نہیں آئے گا (اور قیامت کے دن) سب سے پہلے میں زمین سے اٹھوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔''

مفرداتُ الحدیث

① سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ: اولادِ آدم کا سردار	② یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: قیامت کا دن
③ وَلَا فَخْرَ: اور کوئی فخر نہیں	④ یَوْمَئِذٍ: اس دن
⑤ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ: نہیں ہوگا کوئی نبی	⑥ مَنْ سِوَاہُ: اس کے سوا
⑦ تَحْتَ لِوَآئِیْ: میرے جھنڈے کے نیچے	⑧ بِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ: میرے ہاتھ میں ہوگا حمد کا جھنڈا

تشریح

''اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا'' سے رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ میرا یہ

❶ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، رقم: ۳۱۴۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنا شیخی مارنے ، اترانے اور خواہ مخواہ کی بڑائی جتلانے کے طور پر نہیں ہے بلکہ پروردگار نے اس فضل و برتری کی جو نعمت مجھے عطا فرمائی ہے اس کا اقرار و اظہار کرنے ، اس نعمت پر شکر ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم ﴿وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿١١﴾﴾ [الضحی : ۹۳/ ۱۱] کی بجا آوری کے لیے ہے ، علاوہ ازیں میں اس بات کا اظہار و اعلان اس لیے بھی کر رہا ہوں تا کہ لوگ میری قدر و منزلت اور میری حیثیت و عظمت کو جانیں ، اس پر اعتقاد رکھیں اور اس کے مطابق میری توقیر و تعظیم اور میری محبت کے ذریعہ ایمان کو مضبوط بنائیں۔

"لواء" کے معنی جھنڈے اور پرچم کے ہیں لیکن نیزہ کو بھی کہتے ہیں، حمد کا نیزہ میرے ہاتھ میں ہوگا" سے مراد قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں نام آور ہونا ہے، اگر ترجمہ یوں کیا جائے ، کہ" حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا۔ تو اس کی مراد بھی یہی ہوگی ، کیونکہ جس طرح اہل عرب کسی معاملہ میں اپنی شہرت و ناموری کے اظہار کے لیے نیزہ کھڑا کر دیا کرتے تھے ، اسی طرح پرچم بھی عظمت و بلندی اور ناموری کے اظہار کی علامت سمجھا جاتا ہے ، مطلب یہ کہ اس دن جب یہ نیزہ یا جھنڈا آپ ﷺ کے ہاتھ میں آئے گا، تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا دل ایسا کھول دے گا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی وہ وہ تعریف کریں گے جو کوئی دوسرا نہ کر سکے گا۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو"حمد" کے ساتھ مخصوص نسبت حاصل ہے ، آپ ﷺ کا اسم شریف محمد اور احمد ہے، آپ صاحب مقام محمود ہیں، آپ کی امت "حمادین" کہلاتی ہے، یعنی ایسے لوگ جو ہر حالت میں، خواہ خوشی کا موقع ہو یا غمی کا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں، قیامت کے دن آپ ﷺ کی ذات، حامد بھی ہو گی اور محمود بھی ، اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ذریعہ ہی شفاعت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

"اس دن کوئی بھی نبی ..... الخ" کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں صرف عام لوگوں ہی نہیں بلکہ ایک ایک کر کے تمام نبی اور رسول بھی آپ ﷺ ہی کے نیزہ یا پرچم تلے جمع ہوں گے اور آپ کے تابع ہوں گے ، حدیث کے اس جملہ سے یہ معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ نیزہ یا پرچم کا ذکر محض علامتی طور پر نہیں ہے بلکہ حقیقت میں آپ کا کوئی نیزہ یا پرچم ہوگا جس کا نام "لواء الحمد" ہوگا اور جو آپ ﷺ کی سرداری و برتری کے اظہار کے لیے آپ کو عطا ہوگا جیسا کہ اس دنیا میں بادشاہوں اور سربراہانِ مملکت کی عظمت وشوکت کے اظہار اور ان کی حیثیت کو ممتاز کرنے کے لیے ان کا اپنا الگ پرچم نصب ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے کئی ایک مبارک نام

۹۸ ۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقول: ((إِنَّ لِيْ أَسْمَآءً: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَ أَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ)) وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ . ❶

"سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے متعدد نام ہیں جن میں سے میرا (مشہور) نام (ایک تو) محمد ﷺ ہے اور (دوسرا) احمد ﷺ ہے، میرا نام "ماحی" بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے، میرا نام "حاشر" بھی ہے کہ لوگوں کو میرے نقش قدم پر اٹھایا جائے گا، اور میرا نام "عاقب" بھی ہے۔" یعنی وہ شخص جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مفردات الحدیث

① إِنَّ لِيْ أَسْمَآءً: بلاشبہ میرے بہت سے نام ہیں۔	② الْمَاحِي: مٹانے والا
③ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ: اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا	

❶ بخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء من أسماء رسول الله ﷺ، رقم: ٣٥٣٢ ۔ ومسلم، کتاب الفضائل، باب فی أسمائه، رقم: ٤٣٤٣ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ اَلْحَاشِرُ: اکٹھا کرنے والا ۵ یُحْشَرُ النَّاسُ: لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا

۶ عَلٰی قَدَمَیَّ: میرے قدموں پر	۷ اَلْعَاقِبُ: پیچھے آنے والا
۸ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ: میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا	

راوی الحدیث

آپ کا اسمِ گرامی جبیر بن مطعم ہے اور کنیت ابو محمد یا ابو عدی ہے، قرشی اور نوفلی ہیں، سلسلہ نسب یوں ہے: جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی۔

ان کے والد کا رسول اللہ ﷺ پر ایک احسان تھا انہوں نے رسولِ مکرم ﷺ کو پناہ دی تھی، جب آپ ﷺ طائف سے لوٹ کر آ رہے تھے، جبیر مدینہ کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور بعض لوگ کہتے ہیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے، آپ کے سن وفات کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگ کہتے ہیں ۵۷ھ میں ہوئی اور بعض لوگ ۸۰ھ اور بعض ۵۹ھ کہتے ہیں۔

تشریح

بعض روایتوں میں ''محمد'' اور ''احمد'' کے ساتھ ایک نام ''محمود'' بھی منقول ہے ان تینوں کا مادہ اشتقاق ایک ہے یعنی ''حمد'' ''محمود'' کا مطلب ہے وہ ہستی جس کی ذات وصفات کی تعریف دنیا میں بھی کی گئی اور آخرت میں بھی۔ ''محمد ﷺ'' کا مطلب وہ ہستی جس کی بے انتہا تعریف کی گئی۔ ''احمد'' کا مطلب ہے وہ ہستی جس کی تعریف اگلے پچھلوں اور سابقہ آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ کی گئی۔ ''احمد'' کے ایک معنی یہ بھی بیان ہوئے ہیں کہ وہ ہستی جو صاحب لوائے حمد ہو اور جو اپنے مولیٰ کی حمد وثنا اتنی زیادہ اور اتنے انوکھے انداز میں کرے کہ کسی کے علم وگمان کی رسائی اس تک نہ ہو جیسا کہ قیامت کے دن مقامِ محمود میں ہوگا۔

''ماحی'' کے معنی ہیں مٹانے والا، یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کی دعوت وتبلیغ کی بہ نسبت سب سے زیادہ آپ ﷺ ہی کی دعوت وتبلیغ کے ذریعہ کفر کو مٹایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حاشر" کے معنی ہیں جمع کرنے والا، یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے آپ اپنی قبر سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے، آپ کے بعد پھر دوسرے تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔

"عاقب" کے معنی ہیں سب سے پیچھے آنے والا، یعنی رسول اللہ ﷺ اللہ کے وہ نبی اور رسول ہیں، جو تمام رسولوں کے بعد اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی و رسول اس دنیا میں مبعوث نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعض محامد و اوصاف

۹۹ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا)) [1]

"سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کو چن لینے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ہمیشہ اسی کام کو چنتے جو ہلکا اور آسان ہوتا، بشرطیکہ وہ گناہ کا موجب نہ ہوتا، اگر وہ (ہلکا اور آسان) کام گناہ کا موجب ہوتا تو آپ اس سے سب سے دور رہنے والے شخص ہوتے، اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیتے تھے، ہاں اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ (کے حکم) کے پیش نظر اس کی سزا دیتے تھے۔"

---

[1] بخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، رقم: ٣٥٦٠. ومسلم، كتاب الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام، رقم: ٤٢٩٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفردات الحدیث

① بَیْنَ اَمْرَیْنِ: دو کاموں کے درمیان	② اَیْسَرَهُمَا: دونوں میں سے زیادہ آسان
③ اِثْمًا: گناہ	④ اَبْعَدَ النَّاسِ: لوگوں سے بڑھ کر دور رہنے والے
⑤ مَا انْتَقَمَ: نہیں انتقام لیا' بدلہ لیا	⑥ قَطُّ: کبھی بھی
⑥ اَنْ یُنْتَهَكَ: کہ پامال کیا جائے	⑥ حُرْمَةُ اللّٰهِ: اللہ کی حرمت

تشریح

اس حدیث کی وضاحت میں علماء اور شارحین نے لکھا ہے کہ اختیار دینے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بھی ہوسکتا ہے اور لوگوں سے بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنا مراد ہو تو اس صورت میں یہ اشکال پیدا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کا معصوم عن الخطا ہونا نص سے ثابت ہے اور کسی گناہ کی طرف آپ ﷺ کی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایسی دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز پسند کر لینے کا اختیار کیسے دیا جا سکتا تھا جس میں سے کوئی بھی ایک چیز گناہ کا موجب ہوتی؟ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ''بشرطیکہ اس میں گناہ کی کوئی بات ہوتی'' میں گناہ سے مراد وہ چیز ہے جو بذات خود تو گناہ کی نہ ہو لیکن وہ کسی بھی درجہ میں گناہ تک پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو، مثلاً اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تھا کہ دنیاوی زندگی گزارنے کے لے چاہے دنیا کے خزانے لے لیں جو آپ کو دے دیئے جائیں گے، چاہے بقدر ضرورت وحاجت روزی پر قناعت کریں، ان دونوں میں سے دوسری چیز کو آپ نے اختیار فرمایا' اور پہلی چیز کو آپ ﷺ نے اس لیے پسند نہیں فرمایا کہ اگرچہ دنیاوی مال ودولت کے خزانے بذات خود کوئی گناہ کی چیز نہیں لیکن اس بات کا احتمال ضرور ہوتا ہے کہ کوئی شخص کاروبار اور معاملات میں اس طرح مشغول ومصروف ہو جائے کہ عبادت اور دینی امور کی طرف ضروری توجہ بھی نہ دے سکے، پس اس حدیث کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاق اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے پر کیا جائے تو یہ بات ضرور ملحوظ رکھی جائے کہ ''گناہ'' سے مراد واقعی گناہ نہیں ہے بلکہ وہ چیز مراد ہے جو گناہ کے احتمال کو ظاہر کرنے والی ہو اور ایسی چیز بذات خود گناہ میں شمار نہیں ہوتی۔ لوگوں کی طرف سے اختیار ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافروں کی طرف سے اختیار ملنا مراد ہو، اس صورت میں بالکل ظاہر ہے کہ ان دو چیزوں میں سے ایک چیز گناہ کا موجب ضرور ہوتی ہو گی، اور دوسرا یہ کہ مسلمانوں کی طرف سے اختیار ملنا مراد ہو تو اس صورت میں گناہ سے مراد وہ چیز ہو گی جو گناہ کا باعث بنتی ہو جیسے مجاہدہ اور اقتصاد کے درمیان اختیار ملنا، ظاہر ہے کہ مجاہدہ اگرچہ گناہ کی چیز نہیں ہے لیکن اگر مجاہدہ میں اتنی زیادتی اور شدت اختیار کی جائے جو ہلاکت کو پہنچا دے تو مجاہدہ ناجائز ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے کی ایک صورت وہ بھی مراد ہو سکتی ہے جس کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں، بلکہ آپ کے واسطہ سے دوسروں کی ذات سے ہو مثلاً اگر اختیار دیا جاتا کہ آپ اپنی امت کے حق میں فلاں گناہ کی ان دو (۲) سزاؤں میں سے کسی ایک سزا کو پسند کر لیجیے تو آپ اس سزا کو پسند کرتے جو ہلکی ہوتی، یا اگر یہ کہا جاتا کہ آپ ﷺ اپنی امت کے حق میں ان دو چیزوں میں سے ایک چیز کو پسند کریں تو آپ اس چیز کو پسند فرماتے جو سزا کا مستوجب کرنے والی نہ ہوتی یا مثلاً آپ کو اختیار دیا گیا تھا کہ جو کفار آپ ﷺ کے زیرِ تسلط آئیں ان کو چاہے قتل کر دیجئے چاہے ان پر جزیہ عائد کر کے ان کے جان ومال اور آبرو کی حفاظت کیجئے آپ ﷺ نے جزیہ کی صورت پسند فرمالی اور یا آپ ﷺ کو اللہ کے حق میں اختیار دیا گیا تھا کہ اس کی عبادت میں چاہے مجاہدہ کو پسند کر لیں، چاہے اقتصاد کو، آپ ﷺ نے اقتصاد کو پسند فرمایا۔

''اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیتے تھے۔'' کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: اس کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کسی غلطی یا جرم کی سزا اپنی ذات کا انتقام لینے یا اپنی طبعی خواہش کی تکمیل کے لیے نہیں دیتے تھے۔ اس وضاحت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے اس عمل پر کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ نے ایسے کئی لوگوں کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا جنھوں نے آپ ﷺ کو سخت ایذائیں پہنچائی تھیں، ان لوگوں کے قتل کا حکم اس جرم کی سزا دینے کے لیے تھا کہ انہوں نے اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا تھا اور اسلام دشمنی میں حد سے بڑھ جانے کے سبب اللہ کی طرف سے سزا کے مستوجب بن چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت مکی، مدنی زندگی اور سنہ وفات

١٠٠ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ عَشَرَ سِنِيْنَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً۔

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں منصبِ رسالت ونبوت پر فائز کیا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ تیرہ سال مکہ میں رہے اور پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، چنانچہ آپ نے (مکہ سے) ہجرت فرمائی اور دس سال مدینہ میں رہے، جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو عمر مبارک تریسٹھ سال کی تھی۔"

مفردات الحدیث

① بُعِثَ: بھیجا گیا	② لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً: چالیس سال کی عمر میں
③ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ: تو ٹھہرے مکے میں	④ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً: تیرہ سال
⑤ يُوْحٰى اِلَيْهِ: آپ کی طرف وحی کی گئی	⑥ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ: ہجرت کا حکم دیا گیا

❶ بخاری، کتاب هجرة النبی ﷺ وأصحابه إلى المدينة، رقم: ٣٩٠٢۔ ومسلم، كتاب الفضائل، باب كم أقام النبی ﷺ بمكة والمدينة، رقم: ٤٣٣٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ فَهَاجَرَ: تو آپ نے ہجرت کی	⑧ وَمَاتَ: اور آپ نے وفات پائی
⑨ ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً: تریسٹھ سال کی عمر	

تشریح

آپ ﷺ کی عمر مبارک کے بارے میں مختلف روایتیں منقول ہیں لیکن زیادہ صحیح یہی روایت ہے کہ تریسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنی روایت میں پینسٹھ سال کی عمر میں وفات کا ذکر ہے۔ اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سنِ ولادت اور سن وفات کو بھی پورا پورا سال شمار کیا اور ان دو سالوں کو ملا کر کل ۶۵ سال بیان کیا جبکہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ میں سے کسر یعنی تین کو حذف کر کے ساٹھ سال کا ذکر کیا۔

تمت بالخير بفضل الله تعالى

الاحقر العباد
محمد علی جانباز
جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ، سیالکوٹ
ستمبر ۲۰۰۷ء

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ

نمبر ....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

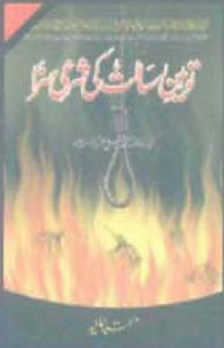

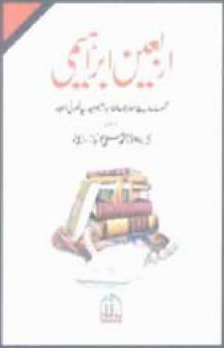

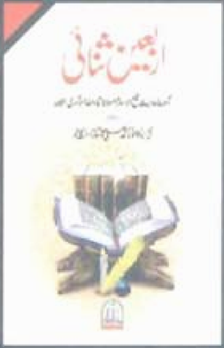

دار الابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ